نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلا
اور مختارِ کل ہونے پر ساٹھ قرآنی آیات اور تین سو احادیث پر مشتمل





الامن والعلی

لِناعِتی المُصطفٰی بِدافِعِ البَلاء ۱۳۱۱ھ

مصنف:
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج:
ڈاکٹر قاری محمد ارشد مسعود چشتی

مونا آل پبلی کیشنز راولپنڈی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلا
اور مختارِ کل ہونے پر ساٹھ قرآنی آیات اور تین سو احادیث پر مشتمل

الامن والعلی

لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء ۱۳۱۱ھ

مصنف:
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج:
ڈاکٹر قاری محمد ارشد مسعود چشتی

موناز پبلی کیشنز راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنہاں بگیر

نام کتاب:..................الأمن والعلی

تصنیف:..................اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

تخریج:..................ڈاکٹر قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی

اہتمام:..................دار القلم اسلامک ریسرچ سنٹر (پاکستان)

تعداد: ۱۱۰۰

ہدیہ: روپے

ناشر:-

مونال پبلیکیشنز راولپنڈی

اسٹاکسٹ:

احمد بک کارپوریشن

اقبال روڈ راولپنڈی، فون نمبر: ۰۵۱-۵۵۵۸۳۲۰


بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب ملنے کے ایڈریس

مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی۔ کراچی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ کراچی
مکتبہ اویسیہ سیرانی روڈ۔ بہاولپور
مشتاق بک کارنر اردو بازار۔ لاہور
والی کتاب گھر۔ گجرانوالہ
مکتبہ قادریہ میلاد چوک گجرانوالہ
بک کارنر۔ بک سٹریٹ جہلم
چوہدری بک ڈپو۔ دینہ
کتب خانہ مقبول عام۔ اٹک
اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک راولپنڈی
کیپیٹل بک ڈپو اردو بازار راولپنڈی
ادریس بک بنک صدر
مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
بٹ بک ڈپو میرپور آزاد کشمیر
شاہین بکڈپو کوٹلی۔ آزاد کشمیر
سی ٹو بکس باغ۔ آزاد کشمیر
لاہور بک ڈپو۔ مری
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ۔ کوئٹہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور
ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ
علم و عرفان اردو بازار۔ لاہور
مکتبہ حاجی نیاز احمد۔ ملتان
جہانگیر بکس۔ ملتان
کتب خانہ مقبول عام۔ فیصل آباد
ملک سنز۔ فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ چھپر بازار چکوال
اسلامک بک کارپوریشن۔ راولپنڈی
رائل بک کمپنی اقبال روڈ راولپنڈی
کتاب گھر اقبال روڈ راولپنڈی
الفضل کتاب گھر میرپور آزاد کشمیر
ریحان بکس کراچی کمپنی اسلام آباد
روشن بک ڈپو کوٹلی آزاد کشمیر
مسٹر بکس راولاکوٹ۔ آزاد کشمیر
مسلم بک لینڈ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر
فقیر بک ایجنسی۔ پشاور

عرضِ ناشر:

معزز قارئین کرام: آپ کا شکریہ کہ آپ نے یہ کتاب اپنے مطالعہ کیلئے پسند فرمائی، ادارہ کا مقصد اور غرض و غایت قارئین تک بامعنی اور مفید معلومات اچھی طباعت اور عمدہ بائنڈنگ کے ساتھ جاذب نظر کتاب کی صورت میں باہم پہنچانا ہے۔ ادارہ نے اپنی بساط کے مطابق ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس میں کسی قسم کی اعرابی حرفی یا صفحات کی غلطی نہ ہو مگر بشر ہونے کے ناطے سے اس بات کا قوی امکان بہر صورت موجود رہتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو۔ کوئی بھی شخص مسلمان ہونے کے ناطے جان بوجھ کر کسی قرآنی آیت یا احادیث مبارکہ میں کمی بیشی کا سوچ بھی نہیں سکتا اور اگر کہیں پر کوئی غلطی یا کمی بیشی رہ جائے تو ہم تمام امت مسلمہ اللہ جل جلالہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیاں، کوتاہیاں معاف فرمائے۔ ایسی صورت میں ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کمی بیشی کو دور کیا جائے۔

محترم قارئین کرام:۔

جس طرح دنیا کے تمام انسان عقلی اور جسمانی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی طرح ہر انسان کی سوچ کا مختلف ہونا قدرتی امر ہے۔ اگر آپ مصنف کی کسی بات سے متفق نہیں ہیں تو یہ بھی عین ممکن ہے کہ ادارہ بھی اس سے اتفاق نہ کرتا ہو۔ ادارہ کی سوچ اور مصنف کی سوچ کا ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ کو کتاب میں کوئی بات ناگوار گذرے تو ہمیں معاف کر دیجئے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

احقر العباد اپنی اس کاوش کو

مناظر اسلام، محدث کبیر، محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

کے نام کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے

جن کی محبتوں اور شفقتوں کے سائے میں

احقر کو مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔

محمد ارشد مسعود

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست احادیث مبارکہ

ع

ف

ل

ل

م

م

ن

و

ي

فہرست آثار

فہرست آثار

فہرست آثار

فہرست آثار

فہرست آثار

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم .

أما بعد !

اللہ عزوجل کی توفیق کے ساتھ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل سے بندۂ ناچیز کو اعلی حضرت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت، امام اہل سنت، الشاہ الشیخ امام احمد رضا خاں محدث بریلی قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف "الأمن والعلى لناعتي المصطفىٰ، بدافع البلاء" کی تخریج کا کام کرنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ پہلی مرتبہ دسمبر ۲۰۰۲ء کو فیضان مدینہ پبلی کیشنز کامونکی سے شائع ہوا اور بعد میں اسی کی ٹریسنگ سے جمال کرم سے شائع کیا گیا۔ اصلا چاہیے تو یہ تھا کہ دوسری مرتبہ اس کے شائع ہونے سے پہلے اس میں رہ جانے والی غلطیوں اور خطاؤں کو حتی الامکان درست کر دیا جاتا لیکن میری پاکستان میں غیر موجودگی کی وجہ سے اس پر چند مقامات پر میری نشاندہی سے چند نئے حوالہ جات تو لگا دیے گئے لیکن اس پر نظر ثانی نہ ہو سکی۔
اسی طرح شب روز گزرتے گئے کبھی سستی وکاہلی کی وجہ سے اور کبھی دوسری گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اس طرف دوبارہ توجہ نہ ہو سکی مگر اس کی اشاعت (اور بعض دوسری کتب کی اشاعت) کو روک دیا گیا۔

بتوفیق الٰہی نومبر ۲۰۰۹ء جب اپنی نئی آنے والی کتاب "**پانچ بت**" کی تکمیل کے بعد جب واپس متحدہ عرب امارات گیا تو اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ اس کتاب پر نظر ثانی کا موقع میسر آیا تو قبلہ محدث کبیر مدظلہ العالی کی رہائش گاہ میں موجود لائبریری اور محکمہ اوقاف دبئی کی لائبریری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس پر کام شروع کیا مگر ابھی تقریبا سو (۱۰۰) وراق ہی

دیکھ پایا تھا کہ دوبارہ پھر اسی طرح دوسری مصروفیات میں محو ہو گیا۔

پھر وطن واپسی پر موقع میسر آیا تو اس کی تکمیل کی توفیق نصیب ہوئی پہلی دفعہ اس کی تخریج میں میری کم علمی اور بعض کتب کی عدم دستیابی کی وجہ سے کافی حد تک کمی رہ گئی تھی جس کو اس مرتبہ دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے بارے میں قارئین اس کے مطالعہ کے بعد محسوس کریں گے اس مرتبہ بعض فاضل علماء کے حکم کے تحت تقریباً ہر حدیث وروایت کے بارے میں آئمہ احادیث یا علماء امت میں سے کسی نہ کسی کا اس کی سند وصحت کے متعلق قول بھی ذکر کر دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ان کے شواہد بھی ذکر کر دیے گئے ہیں مگر ایک بات ذہن نشین رہے کہ اس مرتبہ کیونکہ اس پر کام کرتے ہوئے دو تین جگہ کی لائبریریاں استعمال میں رہی ہیں اس لئے بعض اوقات ایک ہی کتاب مختلف اداروں کی شائع شدہ سے تخریج کی گئی ہے اور اس مرتبہ بعض مقامات پر تخریج کے لئے الموسوعۃ الشاملۃ اور جوامع الکلم کو بھی استعمال میں لایا گیا ہے بندۂ ناچیز نے اپنی طرف سے اس ایڈیشن کی تخریج وتصحیح میں پوری کوشش کی ہے کہ پہلے ایڈیشن میں رہ جانے والی اغلاط کا استخراج کر دیا جائے، لیکن پھر بھی انسان ہونے کے ناطے اس میں کمی کوتاہی کے امکانات موجود ہیں، اہل علم سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کوئی کمی وغلطی نظر آئے اس کے بارے میں مطلع فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

پہلے پہل تو خیال یہ تھا کہ اس کی تخریج میں بیان ہونے والے شواہد واقوال وغیرہما کا اردو زبان میں ترجمہ بھی کر دیا جائے لیکن بعض احباب کے مشورہ کہ ان چیزوں کی ضرورت علماء کو ہوتی ہے اور ان کے لئے ترجمہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں لہذا اس کو ترک دیا جائے تاکہ کتاب زیادہ ضخیم بھی نہ ہو جائے کہ عام طور پر اس دور میں کتاب کو خریدنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔

اس ایڈیشن میں پہلے ایڈیشن کی طرح متون کا ترجمہ وہی رہنے دیا گیا ہے البتہ بعض مقامات پر

کچھ اپنی طرف سے کر دیا گیا ہے اور متون حدیث وعربی عبارات میں جہاں کہیں الفاظ کی کمی بیشی موجود تھی بریکٹ [ ] کے درمیان اس کو ذکر کر دیا گیا ہے۔اور ساتھ ساتھ متن میں موجود آیات،احادیث اور آثار کی فہارس کا بھی اضافہ کیا گیا ہے البتہ مضامین کی فہرست میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں التجا ہے کہ خالق کائنات تمام دوست احباب بالخصوص محسن اہل سنت محترم جناب محمد رفیق برکاتی پردیسی صاحب جنہوں نے کتب کی دستیابی میں بہت زیادہ معاونت فرمائی اور دوسرے تمام احباب جنہوں نے اس کی تخریج اور پروف ریڈنگ وغیرہ میں بندۂ ناچیز کی معاونت فرمائی انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

خالق کائنات قبلہ محدث کبیر مدظلہ العالی اور میرے والدین کو عمر دراز اور صحت و تندرستی عطا فرمائے اور اس کو میرے،میرے والدین،اساتذہ اور تمام اُمت مسلمہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ النبي الأمین ﷺ۔

محمد ارشد مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی

بانی و مہتمم: جامعہ اسلامیہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نائب اور خلیفہ اعظم بنایا ہے۔ آپ ﷺ اس کے خازن اور اس کے خزانوں کے تقسیم کنندہ ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ان میں سے چند کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

نمبر(۱) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي .(1) میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ ہے۔

نمبر(۲) انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

وَاللّٰهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ .(2) اللہ عطا کرنے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں

تیسری روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّمَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي.(3) میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

---

(1) (البخاری ۱/۱۶، کتاب العلم، المسلم ۱/۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/۳۲۰)

(2) (البخاری ۱/۴۳۹، کتاب الجهاد).

(3) (البخاری ۱/۴۳۹، کتاب الجهاد).

نمبر(۴)

مسلم کے الفاظ ہیں۔

إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ ......وفي رواية : وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ.(1)

میں خازن وقاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے۔

نمبر(۵)۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.(2)

میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے۔

نمبر(٦)۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ (3)

مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تا کہ میں تم میں (اللہ کے خزانے) تقسیم کروں۔

ان تمام روایات کو پڑھیے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے، دیگر خزائن نہیں دیئے گئے۔

اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے، محض ضد وہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی

---

(1)(المسلم ، كتاب الزكاة،١/٣٣٣،الصحيح لابن حبان ٨/١٩٣،المسند لأبي يعلىٰ، ٣/٣٣٠، المعجم الكبير ، للطبراني،١٩/٣٧٠،٣٧٤).

(2)(البخاري ، كتاب الجهاد،١/٤٣٩، المسند لأحمد،٢/٤٨٢).

(3) (البخاري ، كتاب الجهاد،١/٤٣٩،المسلم ، كتاب الاداب ،١٠٠٦،١٠٠٧)

تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے۔

کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہوگی؟

جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں۔

ان روایات کے بعد دیگر کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ مگر پھر بھی ہم آئمہ امت کے الفاظ نقل کئے دیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے ان احادیث سے کیا سمجھا ہے۔

نمبر(۱)

حضرت ملا علی قاری "إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أُقْسِمُ بَيْنَكُمْ" کی شرح میں لکھتے ہیں:

أي العلم والغنيمة ونحوهما، وقيل: البشارة للصالح والنذارة للطالح، ويمكن أن تكون قسمة الدرجات والدركات مفوضة إليه صلى الله عليه وآله وسلم.	اس سے علم، غنیمت اور ان کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں، بعض نے صالح کے لئے بشارت اور بد کے لئے ڈرانے والا مراد لیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد درجات ہوں جو آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے۔

آگے فرماتے ہیں:

ولا منع من الجمع كما يدل عليه حذف المفعول لعلهب أنفسم كل الملهب ويشرب كل واحد من ذلك المشرب .(1)	ان تمام کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تاکہ اس سے جو بھی مراد لیا جائے درست ہو۔

(1)(مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح ،باب الأسامي، ۸/۹،دار الكتب العلمية)

نمبر(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قسمت مے کنم میان شما از	میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کر
جانب حق وآں چه وحی کرده	والا ہوں جو اس نے میری طرف وحی کی۔
شده است بسوئے من وفرستاده	اور جو مجھے علم وعمل عطا فرمایا میں ہر ایک کو حصہ
شده بر من ازعلم وعمل ومے	دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص
رسانم یکے را آں چه نصیب	اس کے مرتبہ وفضل کے مطابق مقام دیتا ہوں
اوست ومستحق ست مر	
آنراومے کنم هر کس داد وجائے	
که در مرتبه اوست ازفضل	
وشرف۔(1)	

نمبر(۳)

امام محمد مہدی فاسی ان مبارک الفاظ کا مفہوم ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وهو خليفة الله في العالم وواسطة	جہاں میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہ
حضرته والمتولي لقسمة مواهبه	اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس
واعطيته فكل من حصلت له رحمة	بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے امین ہ
في الوجود اوخرج له قسم من رزق	تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی
الدنيا وا لاخرة والظاهر والباطن	جس کسی کو دنیا وآخرت، ظاہر وباطن، علم

(۱)(اشعۃ اللمعات ۴/۴۴)

والعلوم والمعارف والطاعات فانما خرج له ذلك على يديه وبواسطته ﷺ (1)

ومعارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود آپ ﷺ کے ہاتھوں اور واسطے سے ملا ہے۔

باقی کسی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث فلاں باب میں ہے، اسلئے اس کا معنی صرف علم اور غنیمت تک محدود ہے۔ اس پر سوائے افسوس کہ کیا کہا جا سکتا ہے۔

سوچئے! یہ احادیث اس وقت بھی تھیں جب کتب احادیث اور ان کے عنوانات معرض وجود میں نہ آئے تھے۔ بلکہ اگر محدث حدیث کو کسی عنوان کے تحت ذکر کرتا ہے تو اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس سے صرف مذکورہ مسئلہ ہی اخذ کیا جا سکتا ہے اور کسی دوسرے مسئلہ پر اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

حذف مفعول کی وجہ سے عموم

حضرت ملا علی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے وہ اس جاہل کے سامنے ہی نہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا۔

تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں۔

محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیق غماری مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں۔

هذه الروايات الصحيحة تبين انه ﷺ يقسم بين أمته ما يرزقهم الله من معارف وعلوم وأموال وغيرها

صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف، اموال وغیرہ

(1)(مطالع المسرات، ۲۴۶)

ولیس قسمه علیه الصلوة والسلام خاصاً بمال الفئی والمغانم بل هذا عام کما ذکرنا (1)	اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فئی ا غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یوئید هذا العموم ویوکده امر ان الاولی قوله انما بعث قاسما وهوا انما بعث لقسم ما اوتی من الهدی والنور والعلم والعرفان فاما قسم الفی والمغانم فهو امر ثانوی انما حصل بعد فرض الجهاد و الامر بقتال المشرکین بعد الهجرة الثانی انه علیه الصلوة والسلام نهی غیره ان یکتنی بابی القاسم وعلل النهی بانه یقسم ولوکان المراد قسم الفئی والمغانم لم یکن لهذا النهی والتعلیل معنی لان کل امام وخلیفة یقسم المغانم بین المجاهدین کما کان	تقسیم کے عموم کی تائید و تاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے۔ اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور بلا شبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ ہدایت، نور، علم اور عرفان ہے رہا مال غنیمت کا تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے اور یہ عمل تو آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اجازت جہاد کے بعد فرمایا دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسروں کو ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام کہاں اگر مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع کرنے پر مذکورہ دلیل کا ہر امام

(1) (الأحادیث المنتقاة فی فضائل رسول الله ﷺ ص 47)

يفعل عمرو وغيره من الخلفاء وذلك هو المقرر في الشرع فلو له انه عليه الصلوة والسلام اختص في القسم بشئ لم يشركه فيه غيره لم يكن للنهي معنى كما ذكرنا .(1)

وخلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہی اصول ہے، اگر آپ ﷺ کی تقسیم ایسی نہیں جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو پھر کنیت سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا۔

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

وملک وملکوت جن وانس وتمامه عوالم بتقدير وتصرف الٰهى عزوعلا در حيطه قدرت وتصرف ولے بود ﷺ.(2)

ملک، ملکوت، جن وانس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کی تقدیر واذن سے حضور ﷺ کے تصرف اور قدرت میں ہیں۔

جنہیں کتاب وسنت کی سمجھ آئی انہوں نے سچ کہا۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق ان کا کھلاتے یہ ہیں

---

(1) (الأحاديث المنتقاه في فضائل رسول الله ۷۴، ۷۵).

(2) (اشعة اللمعات ۳۳۷/۱).

امام اہل محبت نے اس موضوع پر نہایت ہی قیمتی مواد جمع فرما کر امت پر احسان کیا۔ ضرورت تھی کہ کوئی صاحب علم ان کے حوالہ جات کی تخریج کر دے۔

اللہ تعالیٰ قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے بڑی جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔

یقیناً اہل علم کی طرف سے ان کے کام کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

دعا گو !

محمد خان قادری

بروز پیر ۱۲، رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ۔۱۹۲۱ء) یوپی (بھارت) کے شہر بریلی میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے تقریباً ایک سال پہلے ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو رونق افزائے دہر ہوئے۔ آپ نسباً بڑیچ پٹھان، مسلکاً سنی حنفی اور مشرباً قادری، برکاتی تھے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) بھی ایک متبحر عالم دین، علمبردار مسلک اکابر، سچے عاشق رسول اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔(1)

---

(1) (تصانیف:

(۱) الکلام الأوضح في تفسیر سورة ألم نشرح، (۲) وسیلة النجاة، (۳) سرور القلوب في ذکر المحبوب، (۴) جواھر البیان في اسرار الأرکان (۱)،

(۵) اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، (۶) ھدایة البریه الی الشریعة الأحمدیه،

(۷) اذاقة الاثام لمانعي عمل المولود والأیام، (۸) فضل العلم والعلماء، (۹) ازالة الأوھام، (۱۰) تزکیة ایقان رد تقویة الایمان، (۱۱) الکواکب الزھراء في فضائل العلم وآداب العلماء (2).

(۱) (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے صرف ڈھائی صفحوں کی شرح فرمائی جس کا نام "زواھر الجنان من جواھر البیان" ملقب بنام تاریخی "سلطنت المصطفیٰ في ملکوت کل الورای" ہے۔

(2) (اس کی تخریج احادیث میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "رسالة النجوم الثواقب في تخریج احادیث الکواکب" لکھا ہے۔

جدِ امجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) بھی جید عالم اور صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔

ان دونوں بزرگوں کے فیضانِ نظر نے بچپن ہی میں اس فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو [کندن سے] زرِ خالص بنادیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۴، شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء کو آپ نے عقلی ونقلی علومِ دینیہ کی تکمیل کر کے سندِ فراغ حاصل کرلی تھی۔ حالانکہ اس وقت آپ کی عمر صرف تیرہ سال دس ماہ اور چار دن تھی، یہ سعادت امتِ محمدیہ کے چند افراد ہی کو حاصل ہوسکی ہے۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء میں اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ [عارف باللہ] حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔

مرشدِ گرامی صاحبِ نظر تھے، اُنہوں نے پہلی ہی نظر میں اس ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات [دیکھ لیے] کو پرکھ لیا، [بیعت کے] ساتھ ہی اجازت وخلافت سے [بھی] سرفراز فرمادیا، اور تا زیست اُنہیں مجددِ مأتہ حاضرہ قدس سرہ کی ذاتِ گرامی پر فخر رہا، جس کا کئی مرتبہ برملا اظہار بھی فرمایا:

---

(۲) الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویۃ، (۳) النقادۃ النقویۃ فی الخصائص النبویۃ، (۳) لمعۃ النبراس فی آداب الأکل واللباس، (۴) التمکن فی تحقیق مسائل التزین، (۵) احسن الوعاء، (۶) خیر المخاطبۃ فی المحاسبۃ والمراقبۃ، (۷) ھدایۃ المشتاق الی سیر الأنفس والآفاق، (۸) ارشاد الأحباب الی آداب الاحتساب، (۹) اجمل الفکر فی مباحث الذکر، (۲۰) عین المشاھدۃ لحسن المجاھدۃ، (۲۱) تشوق الاداۃ الی طرق محبۃ اللّٰہ، (۲۲) نھایۃ السعادۃ فی تحقیق الھمہ والارادۃ، (۲۳) الوی الذریعۃ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ، (۲۵) ترویج الأرواح فی تفسیر الانشراح. [ملاحظہ فرمائیں: انوار جمالِ مصطفیٰ صفحہ ۸۰۷ شبیر برادرز، لاھور]

مثلا :ایک مرتبہ فرمایا کہ "ان کے بیعت ہونے سے پہلے میں بہت متفکر رہتا تھا لیکن اب میری وہ پریشانی دور ہوگئی ہے، کیونکہ بروز حشر اگر اللہ جل شانہ پوچھے گا کہ [اے] آل رسول! میرے لئے دنیا سے کیالائے ہو؟

تو میں عرض کروں گا، اے پروردگار! میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کی سعادت پائی۔(1)

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوبارہ یہ شرف حاصل ہوا۔علماء پاک و ہند آپ کو اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی جیسے القاب سے یاد کیا کرتے تھے، آپ کی علمی جلالت اور وسیع النظری، نیز قلمی جہاد کے بے مثل کارناموں کو دیکھتے ہوئے ۱۳۲۳ھ میں [بعض] علماء حرمین شریفین نے آپ کو چودھویں

(1) اسی موقع پر تیئس سالہ عمر میں آپ نے مکہ معظمہ کی جلیل القدر علمی ہستیوں یعنی مولانا سید احمد دحلان مفتی شافعیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) اور مفتی احناف مولانا عبدالرحمن سراج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) سے حدیث، فقہ، تفسیر اور اصول وغیرہ کی سندیں حاصل کیں۔

[محمد ایوب قادری ، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند، اردو، مطبوعہ کراچی ص۹۹]

اسی مبارک موقع پر ایک روز آپ مقام ابراہیم میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے کہ امام شافعیہ مولانا حسین بن صالح جمل اللیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے دیر تک آپ کی مبارک پیشانی کو تھامے رکھا، بوسہ دیا اور فرمایا:

"اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ". یقیناً میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور صحاح ستہ کی سند دیتے ہوئے فرمایا کہ "تمہارا نام ضیاءالدین احمد ہے۔

اس سند میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ/۸۶۸ء) تک گیارہ واسطے ہیں۔

[ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۱۲] ==

= = سلسلہ حصول اسناد کے بارے میں عبدالحیی لکھنوی نے لکھا کہ:

و أسند الحديث في الحجة الأولى عن السيد أحمد زيني دحلان الشافعي المكي والشيخ عبد الرحمن سراج مفتي الأحناف بمكة والشيخ حسين بن صالح جمل الليل ....

(الاعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام ،المسمى بنزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر ،ج ٣جز٨ص١١٨١،دار ابن حزم ،بيروت ،لبنان)

عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اور دور حاضر کی وہ قابل فخر ہستی صرف مجدد مائۂ حاضرہ قدس سرہ کی ذات گرامی ہے جس نے نوٹ کی شرعی حیثیت کا تعین فرمایا، جس پر آج پوری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے اور اس لحاظ سے دوستوں اور دشمنوں سب پر احسان عظیم ہے۔(اعلی حضرت کا فقہی مقام،٤٣،لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ میں مقام اتنا بلند و بالا ہے کہ عبدالحیی لکھنوی نے مخالف ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کا یوں اعتراف کیا ہے کہ"...يندر نظيره في عصره في الاطلاع على الفقه الحنفي و جزئياته .يشهد بذلك مجموع فتاواه و كتابه " كفل الفقيه الفاهم في أحكام قرطاس الدراهم "الذي ألفه في مكة سنة ثلاث و عشرين و ثلاث مئة و ألف . . .

(الاعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام ،المسمى بنزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر ،ج ٣جز٨ص١١٨١،دار ابن حزم ،بيروت ،لبنان)

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعوی پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے اور ان کی تصنیف "جو انہوں نے ١٣٢٣ھ میں مکہ مکرمہ میں لکھی تھی۔

یاد رہے کہ اس کتاب میں عبدالحیی لکھنوی کے بیٹے ابوالحسن علی میاں ندوی نے کچھ اضافے کئے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

اللہ رب العالمین نے اگر موقعہ نصیب فرمایا تو فقیر ابوالحسن علی ندوی کی طرف سے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کی جانے والی تنقید کا تفصیلی جائزہ پیش کرے گا، آمین، بجاه النبي الأمين الكريم ﷺ ارشد مسعود عفی عنہ

صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا۔(1)

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ مجددین حضرات کی طرح چودھویں صدی میں کشتی ملت اسلامیہ کے ناخدا، عقیدہ توحید ورسالت کے محافظ، مرکز دائرہ تحقیق، مرجع علماءِ عرب وعجم اور شمع رسالت کے پروانے ثابت ہوئے۔

برٹش گورنمنٹ کی پُر اسرار فتنہ انگیزی واسلام دشمنی اور رنگ برنگے لصوص دین [دین کے چوروں] وگستاخانِ شانِ رسالت کے زمانے میں آپ کا وجودِ مسعود وقت کی سب سے بڑی ضرورت تھا۔

آپ کی عدیم النظیر علیت کو دنیائے اسلام کی مایہ ناز علمی ہستیوں نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے منصبِ امامت کا بڑا فخر کے ساتھ اظہار فرمایا ہے۔(2)

---

(1) مندرجہ ذیل علماءِ اُمت نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد لکھا ہے:

(ا) السيد حسين ابن العلامة السيد عبد القادر الطرابلسي المدرس بالمسجد النبوى .

(۲) محمد كريم الله المهاجر في المدينة المنورة من تلاميذ حضرة مولانا و سيدنا و أستاذنا الشاه محمد عبد الحق مقيم بمكة المكرمة .

(۳) موسى على الشامي أصلا الأزهري الأحمدي الدرديري المدني .

(۴) السيد اسماعيل بن خليل

(۵) السيد أحمد علي الهندي الرامفوري المهاجر في المدينة المنورة . وغيرهم .

ملاحظہ فرمائیں: التقريظات "الدولة المكية بالمادة الغيبية ،ص ۱۳۸، ۱۷۰، ۱۷۹، ۲۰۱، ۲۰۳ ،مركز أهل السنة بركات رضا فور بندر غجرات ،الهند) .

(2)مثلا أحمد الجزائري بن السيد أحمد المدني ،حمدان الونيسي القسنطيني الجزائرى ، عبد الله النابلسي الحنبلي ،وغيرهم .

وانظر :التقريظات "الدولة المكية "۱۳۸الی۲۳۹

فاضل بریلوی قدس سرہ کو پچاس کے لگ بھگ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی۔(1)

کتنے ہی علوم میں آپ منصب امامت پر فائز تھے اور بعض علوم کا تو آپ کو موجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

کئی علم ایسے ہیں جن کا آپ کے بعد صرف نام ہی باقی رہ گیا ہے، ایسے علوم میں کامل دسترس رکھنا تو دور کی بات ہے اُن کی معمولی سی واقفیت رکھنے والا بھی آج کل کوئی عالم نظر نہیں آتا۔

جملہ تصانیف اعلیٰ حضرت کا شمار قریباً ایک ہزار بتایا جاتا ہے تصانیف کیا ہیں؟ علوم ومعارف کے خزائن اور تحقیق وتدقیق کے منہ بولتے شاہکار ہیں، آپ کے ان جواہر پاروں سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مجدد ملۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تصنیف کے اندر عشقِ رسول تو روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا آپ کے مخالفین بھی اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے یعنی

علم وعرفان کے خزائن ہیں تصانیف آپ کی

نورِ ایمان سب کے اندر بھر دیا پائندہ باد

۱۲۸۶ھ میں آپ نے قلم ہاتھ میں پکڑا (تصنیف وتحریر کے لئے) اور آخری دم تک یعنی متواتر چون (54) سال قلمی جہاد میں شبانہ روز مصروف رہے۔

مبتدعین زمانہ اور گستاخانِ رسول میں سے کوئی ایسا قابلِ ذکر شخص نہیں جس کے رد میں آپ نے کتابیں نہ لکھی ہوں۔

---

(1) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن علوم وفنون میں اپنے رشحات قلم چھوڑے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ کے متعدد سوانح نگاروں نے ان کی متفرق تعداد لکھی ہے مگر اب تک حاصل شدہ معلومات میں اس وقت تک ہمیں جو معلومات پہنچی ہیں ان میں ایک ذریعہ ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف ہے جو کہ دوسروں کی نسبت زیادہ اہم ومعتبر ہے اس کے مطابق آپ کے علوم وفنون کی تعداد ستر (۷۰) ہے۔

ملاحظہ ہو: ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف۔ بابت ماہ اگست ۱۹۹۲ء، ومعارف رضا شمارہ نمبر ۲۵، ص ۱۵۳)

غرضیکہ مقدس مجدد اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کے پیوند لگانے والوں یا کسی کے اشارۂ چشم و ابرو پر خانہ ساز مسائل پیش کر کے مسلمانوں کا رُخ حرمین شریفین سے لندن یا دوار کا کی [غالباً: خاک کھا کر بدلنے والا] جانب پھیرنے والوں کا آپ ڈٹ کر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک مقابلہ کرتے رہے۔

اُدھر رہنمائی کے بھیس میں سینکڑوں لصوص دین (دین کے چور) تھے اور اِدھر امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تنہا ذاتِ گرامی، قلمی میدان میں خوب گھمسان کا رن پڑا، طرفین سے دلائل و براہین کی دھواں دھار بمباری ہو رہی تھی، تقریباً نصف صدی تک یہ معرکہ آرائی رہی جس جانب مطلع صاف ہوتا تو نظر آنے لگتا کہ میدان میں صرف محمدی کچھار کا شیر احمد رضا خاں بریلوی ہے، جو بار بار "ھَلْ مِنْ مُّبَارِزْ" پکار رہا ہے، لیکن اُس کے مقابلے پر میدانِ کارزار میں کودنے والے راہِ فرار اختیار کر چکے تھے اور وہ سروں پر پاؤں رکھ کر ایسا بھاگ گئے کہ اُن میں سے کوئی بھی پیچھے دیکھنے تک کی جرأت نہیں کرتا۔

زمانہ زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾(۱) کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں آپ نے قرآنِ کریم کا ترجمہ کیا جو 'کنز الایمان' کے نام سے مشہور ہے، مجددِ اسلام قدس سرہ اس کو اِملا کراتے اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی برکاتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) لکھتے جاتے، ترجمہ واقعی اسم بامسمّٰی یعنی ایمان کا خزانہ ہے۔ اُردو زبان میں گویا آپ نے کلامِ الٰہی کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا اِس جیتے جاگتے ترجمے کے

---

(1) (الاسراء:۸۱)

ذریعے آپ نے دین کے قلعے میں نقب زنی کرنے والوں کے راستے میں ایک نا قابل تسخیر چٹان حائل کردی تھی تا کہ وہ کلام الٰہی سے اپنے عقائد فاسدہ اور خیالات کاسدہ کو درست ثابت کرنے کی راہ نہ پاسکیں اوراس طرح بھولے بھالے مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکیں۔

بہرحال اس ترجمہ قرآن کریم کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ الفاظ آہی جاتے ہیں:

اے مفسر! واقفِ رازِ خدا پائندہ باد ترجمہ قرآں کا لکھ کر کنز ایماں کر دیا

فقہ حنفی میں ایک جانب آپ کا عدیم المثال کارنامہ یہ ہے کہ "جد الممتار" کے نام سے فقہ کی مشہور ومعروف کتاب "رد المحتار" [شامی] کا پانچ جلدوں میں حاشیہ تحریر فرمایا دوسری جانب آپ کے گراں قدر فتووں کا مجموعہ بارہ (جدید ۳۳) ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس مجموعہ فتاویٰ کا پورا نام "العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية" ہے اور عام بول چال میں اسے "**فتاویٰ رضویہ شریف**" کہتے ہیں۔ آپ نے کتنے ہی فتوے ایسی بالغ نظری سے تحریر فرمائے ہیں کہ تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔

مایہ ناز علمی ہستیاں آپ کی وسیع النظری کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتی تھیں، اسی لئے تو آپ کے ایک تحقیقی فتوے کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے جلیل القدر عالم مولانا سید اسماعیل بن سید خلیل آفندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) نے فرمایا تھا:

واللّٰه أقول، والحق أقول انه لو راها أبو حنيفة النعمان لأقرت عينه ولجعل مؤلفها في جملة الأصحاب .(1)	خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ بے شک ان علمی جواہر پاروں کو اگر امام اعظم قدس سرہ دیکھتے تو ضرور اُن کی آنکھیں ٹھنڈی

(1) (الاجازات المتينه ص ۹، مشموله رسائل رضويه ۲/ ۲۴۹، مطبوعه لاهور)

ہوتیں اوران کے مؤلف کو اپنے اصحاب کے
ذُمرے میں شامل فرما لیتے۔

تحریکِ وہابیت کا وجود تعظیم انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے ان حضرات کی غایت سعی اوران کے مذہب کا رُکن اعظم ہی یہ ہے کہ مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے خداداد اختیارات کا شب وروز انکار کیا جائے، تاکہ ایک بڑے سے بڑے بزرگ اور عام آدمی میں کوئی خاص فرق نظر نہ آئے اوراس طرح مسلمان اپنا رشتہ بزرگانِ دین سے منقطع کر کے ابلیس کے حلیف اوراللہ والوں کے حریف بنتے چلے جائیں، اورایسے حضرات کا رابطہ ان اللہ والوں سے نہیں ہوگا جن کے بارے میں شیطان نے بھی یوں برملا اعتراف کیا تھا:

﴿فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ . إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (1) تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اور جن اپنے خاص بندوں کے متعلق خود اللہ جل شانہ نے یوں اعلان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ (2) بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں، سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔

اور بزرگوں سے رابطہ نہ ہونے کے باعث ایسے حضرات علم وفضل کے تمام تر دعوے تو کرتے ہوئے نظر آئیں گے، لیکن سارے خوش نما دعاوی کے باوجود شیطان کے شکار ہوں گے۔

چنانچہ جب وہابیت کی تندو تیز آندھی چلی اور مسلمانوں کو بارگاہِ رسالت کا گستاخ بنانے کی راہ

---

(1)[ص :۸۲،۸۳]

(2)[الحجر:۴۲]

نکالی گئی تو اس منحوس سازش کا سدِّ باب کرنے اور مسلمانوں کو آقائے کائنات ﷺ کا شیدائی بنانے اور اُنہیں درِ مصطفےٰ ﷺ تک پہنچانے کی خاطر امام احمد رضا نے بلبلِ باغِ مدینہ بن کر حبیبِ پروردگار کی تعریفوں کے نغمے سنانے شروع کر دیئے آپ کے اُن ایمان افروز نغموں کے مجموعے کا نام "**حدائق بخشش**" ہے اکثر محفلوں اور مجالس میں پاک و ہند کے اندر آپ کا کلام فردوس گوش [وہ جس کی آواز کانوں کو اچھی لگے] بنا رہتا ہے جس سے دلوں کو سرور، آنکھوں کو نور، ایمان کو تازگی اور روح کو نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں

کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تفسیر، حدیث، اُصولِ حدیث، فنِ رجال، فقہ، اصول فقہ، تصوف، کلام، منطق اور تاریخ وغیرہ کی مشہور و متداول تقریباً ڈیڑھ سو (150) عربی و فارسی تصانیف اکابر پر حواشی لکھے، کئی سو کتابیں مبتدعین زمانہ کے محاسبے اور اُن کے سرغنوں کی سرکوبی میں لکھیں۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخِ ولادت اس آیتِ کریمہ سے نکالی تھی:

﴿اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾(1) یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

مادۂ تاریخ ایسا جسے بجا طور پر امام اہلِ سنت کی سوانح حیات کہا جا سکتا ہے۔

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو بھوالی پہاڑ پر خامۂ قدرت نے تاریخ وصال کے لئے آپ سے

---

(1)[المجادلۃ:۲۲]

یہ آیت کریمہ لکھوائی:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّ أَكْوَابٍ﴾(1) اور طواف کر رہے ہیں ان کے گرد (غلمان) چاندی کے برتن اور آبخورے لے کر۔

جاندار کارناموں کے باعث ہمیشہ خوش نصیب حضرات شہرت عام اور بقائے دوام حاصل کرتے آئے ہیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے جاندار علمی کارہائے نمایاں کے ذریعے شہرت غیر فانی اور بقائے جاودانی کی دولت لازوال پائی ہے کیوں نہ ہو:

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدنہ عالم دوام ما

۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں دہلی سے مولوی کرامت اللہ خانصاحب نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استفتاء بھیجا کہ رئیس المبتدعین مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کے گستاخ ٹولے سے بعض مولوی درود تاج کا پڑھنا شرک بتاتے اور سم قاتل ٹھہراتے پھر رہے ہیں کیونکہ اس میں "دافع البلاء والوباء" وغیرہ الفاظ ایسے موجود ہیں جو حبیب پروردگار ﷺ کے خداداد اختیارات کے اظہار و بیان پر مشتمل ہیں جن سے وہابیوں کے قلب و جگر شق ہونے لگتے ہیں کیونکہ اُن کی شیطانی توحید میں نبی کو بھائی کہنا جائز و معمول اور عاجز و نادان بتانا، ذرہ ناچیز سے کمتر اور چمار سے بھی ذلیل ٹھہرانا معقول و مقبول ہے اس صورت حال کے پیش نظر موصوف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مدلل جواب لکھنے کی درخواست کی۔

---

(1)[الدھر:۱۵]

حضرت امام اہل سنت مجدد ملت حاضرہ قدس سرہ نے " الأمن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء " (۱۳۱۱ھ) کے تاریخی نام سے جواب مرحمت فرمایا۔

حبیب پروردگار ﷺ کے خداداد اختیارات وتصرفات کا واضح ثبوت دینے والا ایمانی دلائل کا گلدستہ ساٹھ (60) آیات کریمہ اور تین سو (300) احادیث مطہرہ سے مزین ومنور معطر ہے یہ مقدس رسالہ محبوب رب العالمین کے اختیارات بیان کرنے والا مجالہ چوراسی (84) سال سے لاجواب ہے [اب ایک سو اٹھارہ (118)] اور نبی کریم، نور مجسم، فخر دوعالم ﷺ کے فضائل وکمالات سے جلنے اور چڑھنے والا کوئی بھی مخالف آج تک " الأمن والعلی " کا جواب لکھنے کی جرأت نہ کرسکا۔

اوران شاءاللہ تعالیٰ یہ سب عاجز ہی رہیں گے۔

﴿أَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾ بے شک اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ (1)

اس مبارک رسالے سے اہل حق کا اجماعی عقیدہ بخوبی واضح ہے

لیکن خارجیت زدہ نجدیت رسیدہ وہابیان ہندوپاک کو یہاں جانکنی کا سامنا پڑ جاتا ہے اگر ان ساٹھ (60) آیتوں اور تین سو (300) حدیثوں پر ایمان لائیں بفرامین خداوندی اور ارشادات مصطفوی کے سامنے گردن جھکا کر سید المرسلین ﷺ اور دیگر مقربین بارگاہ الٰہیہ کے اختیارات کو تسلیم کرلیں تو اپنے ان علماء کو نبی کریم ﷺ اور جملہ انبیائے کرام واولیائے عظام کا مخالف اور گستاخ ماننا پڑے گا، جنہیں ایک عرصہ سے ان حضرات نے ﴿أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (2) بنا کر اپنے دلوں اور دماغوں پر مسلط کیا ہوا ہے۔

---

(1) [الیوسف: ۵۲]
(2) [آل عمران: ۶۴]

کاش! سچے مسلمانوں کو مشرک قرار دینے والے کبھی اس غیر اسلامی مشغلے کی جانب بھی توجہ فرمالیا کریں کہ اپنے اکابر کی تصریحات کے سامنے حدیث کے واضح نصوص کو رد کر کے وہ ایک ایسا شرکیہ کاروبار کر رہے ہیں۔ جس کے بازار خود ان کے دلوں اور دماغوں میں کھلے ہوئے ہوں۔

کیا اُن مولویوں کے الفاظ، احادیث مطہرہ اور آیات مقدسہ سے مقدم ہیں؟۔

کیا اُن کے بالمقابل آیات واحادیث کے مفاہیم ومطالب میں بے جا تاویلات کی راہیں اختیار کی جائیں اور تراجیم کے پیوند لگائے جائیں یا قرآن وحدیث سے ٹکرانے والے ہر نظریے کو پائے استحقار [حقیر] سے ٹھکرا دیا جائے؟۔

اختلافات کی اس خلیج کو پاٹنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ آیات واحادیث میں من مانی تاویلیں کرنے کے بجائے جو نظریات قرآن وحدیث سے ٹکراتے ہیں اُنھیں گندے انڈوں کی طرح باہر گلی میں پھینک دیا جائے۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (1) اگر تمہارا کسی بات پر نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

حکم خداوندی ہے اگر آیات واحادیث کے مفہوم ومطالب میں اختلاف آپڑے تو متقدمین و متاخرین اکابر کی جانب رجوع کرنا ہوگا، کیونکہ وہ حضرات حق پر بالکل متفق ہیں:

"لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ" (2) یعنی میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرنا۔

---

(1) [النساء ٥٩]

(2) رواه احمد في مسنده ٣٩٦/٦ (٢٧٢٢٤) من حديث أبي بصرة الغفاري عليه: "... سألت الله عزوجل أن لا يجمع امتي على ضلالة ... والطبراني في الكبير ٢/٢٨٠ (٢١٧١). وذكره الهيثمي في المجمع ٢١٨/٧ ونسبه لهما كلاهما وقال فيه راو لم يسم. رواه الحاكم في المستدرك ٢٠٠/١ عن ابن عمر، "لا يجمع الله أمتي على الضلالة".

کی بشارت عظمیٰ اجماع اُمت کے برحق اور قابل تسلیم و لائق یقین ہونے کی دلیل ہے اس بارے میں واضح حکمِ الٰہی یوں ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَـهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾(1)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اور اسی سلسلے میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو بایں الفاظ بھی حکم دیا ہے:

﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾(2)

اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ علاوہ دوسرے مواقع کے نمازوں میں باہتمام سے یہ دعا مانگا کریں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾(3)

ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان (انعام) کیا۔

اس کے برخلاف بعض لوگوں نے مسلمانوں کی قدیمی و اصلی جماعت یعنی اہلسنت و جماعت سے رشتہ توڑ کر، صراط مستقیم سے منہ موڑ کر اپنی علیحدہ جماعت بلکہ جماعتیں بنالیں جو اپنے روز اول ہی سے ﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ کے راستے پر چلنے والوں سے برسر پیکار چلے آتے ہیں اور انبیائے کرام و اولیائے عظام کے فضائل و کمالات کا انکار کر کے توہین و تنقیص کے مرتکب ہوتے رہنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہو کر رہ گیا ہے چونکہ اُن حضرات کے گستاخانہ الفاظ خوش عقیدہ بلکہ راسخ

---

(1)[النساء: 115]

(2)[لقمان: 15]

(3)[الفاتحۃ: 5-6]

العقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں تیر کی طرح پیوست ہوتے اور خنجر کی طرح کام کرتے ہیں اس لئے اختلاف کی خلیج سکڑتی نہیں بلکہ مزید وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہے۔

اگر اختلاف کی حد یہاں آکر ختم ہوجاتی تو شاید اس کی شدت میں کسی وقت بھی کمی آنے کی اُمید ہوسکتی تھی لیکن ایک افسوس ناک صورت حال ایسی بھی ہے کہ جو اختلاف کی اس بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل بن کر گرتی اور اپنی خاصیت دکھاتی ہے وہ یہ کہ وہابی حضرات جہاں اپنے دل کی [آگ] بجھانے کے لئے انبیائے کرام و اولیائے عظام کے فضائل و کمالات کا انکار کرتے ہیں وہاں وہی فضائل و کمالات بلکہ ان سے بڑھ کر اپنے مولویوں کے لئے ثابت کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی خاطر کتب و رسائل کے ذریعے ایسی باتوں کی تشہیر کرتے رہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات ہمارے اس نظریے سے متفق نہ ہوں تو ہم اُن کی تسکین خاطر کی غرض سے وہابی حضرات کے اس افسوسناک طرز عمل اور انداز فکر کی چند مثالیں پیش کردیتے ہیں و باللہ التوفیق۔

مثال اول:

متحدہ ہندوستان میں بارگاہِ رسالت میں گستاخی کا بیج بونے والے یعنی وہابیت کے بانی مبانی مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) نے نبی کریم ﷺ کے خداداد اختیارات و تصرفات کے بارے میں اپنا نظریہ یوں بیان کیا ہے:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (1)

مسلمانو! اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والو! تھوڑی دیر کے لئے عقیدے کی بحث سے ایک

(1) (تقویۃ الایمان اشرف پریس، لاہور صفحہ ۸۲۔ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۳۶۔ اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، صفحہ ۱۱۷، مکتبہ تھانوی دیوبند، تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، صفحہ ۳۵)

طرف ہو کر غور تو فرماؤ کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

کیا اس طرز تکلم سے اس بات کی ذرا سی بھی بُو آتی ہے کہ ان الفاظ کا لکھنے والا سید المرسلین ﷺ کا اُمتی ہے؟۔

کیا یہ الفاظ بتاتے ہیں اُس کے دل میں حبیب کردگار، محبوب پروردگار شفیع روز شمار ﷺ کی تعظیم و توقیر کا کوئی ادنیٰ سا تصور بھی موجود تھا؟۔

اس کے بعد موصوف نے اس عقیدے کا حکم یوں سُنایا ہے:

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو یہ بھی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکر۔(1)

موصوف نے اس سلسلے میں مزید اس نظریہ کی یوں وضاحت کی ہے:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔(2)

اسی نظریے کو مصنف "تقویۃ الایمان" نے اپنے مخصوص گستاخانہ لفظوں میں یوں بھی بیان کیا ہے:

"ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے کاموں پر اُسی کو پکاریں، اور کسی سے ہم کو کیا کام؟

جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ

---

(1)(تقویۃ الایمان ص ۳۲، دہلی نسخہ: ۲۵، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، نئی نسخہ: ۱۰ مکتبہ تھانوی دیوبند)

(2)(تقویۃ الایمان صفحہ ۵، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان۔ دہلی نسخہ: ۱۳، مکتبہ تھانوی دیوبند).

سے نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔(1)

زمانہ حال [ماضی قریب] کے دیوبندی عالم مولوی محمد سرفراز صاحب گکھڑوی نے "الامن و العلی" کے دلائل قاہرہ سے بچتے ہوئے دور از کار دلائل کے سہارے اس موضوع پر "دل کا سرور" نامی کتاب لکھی ہے۔

موصوف نے اُس میں اپنے وہابی [دیوبندی] بھائیوں کے دلوں کو یوں سرور پہنچایا ہے:

"بعض نے یہاں ایک اُلجھن پیدا کردی ہے کہ حضرات انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام کو جو مختار کل کہا جاتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اُن کے یہ اختیارات عطائی طور پر حاصل ہوئے ہیں۔ مستقل اور ذاتی طور پر صرف اللہ ہی مختار کل ہے اور عطائی طور پر کسی کو مختار کہنا شرک نہیں۔ لیکن یہ بات اتنی لچر پوچ ہے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی اور بات اتنی بودی اور کچی ہوگی۔(2)

موصوف نے اس عقیدے کو ذرا آگے چل کر مسلمانوں کو کافر بتاتے ہوئے یوں پیش کیا ہے:

"یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کا یہ عقیدہ ہرگز نہ تھا کہ احبار اور رہبان اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو ذاتی اور مستقل طور پر یہ اختیارات حاصل تھے بلکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ عطائی اور غیر مستقل طور پر سارے جہان کے بھی بلکہ اُمور عظام کے علاوہ چھوٹے بڑے اُمور میں ان کو تصرف کا اختیار تھا مگر باوجود اس عقیدہ کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کافر اور مشرک کہا ہے۔ اب یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ جو فرقہ دُنیا و آخرت کے تمام اختیارات غیر اللہ کے لئے ثابت کرے، کیا مسلمان رہے گا یا نہیں؟۔

عیسائیوں نے تو صرف تین الٰہ تسلیم کیے اور وہ کافر ٹھہرائے گئے، لیکن یہاں تو الٰہوں کی حد ہی

(1)(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۹، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، صفحہ ۲۰ مکتبہ تھانوی دیوبند)

(2)(دل کا سرور ص ۳۵،۳۶ طبع پنجم)

نہیں، ہر نبی و امام، ہر پیر و ولی، ہر قبر اور گنبد ان کے الٰہ ہیں۔(۱)

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ

کوئی لیکن یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائیں گے کیا؟

وہابی حضرات کا فرمان ہے کہ کوئی ولی یا نبی تو کیا سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک ایک چیز کے بھی مالک نہیں جو اُنہیں عطائی اختیار بھی ثابت کرے، وہ بھی مشرک۔

جو اُن حضرات کے لئے خدا کا عطا فرمایا ہوا کسی طرح اختیار مانے وہ گویا اُنہیں الٰہ (معبود) مانتا ہے اور اس طرح عیسائی تو صرف تین ہی خدا مانتے ہیں لیکن وہابیوں کے نزدیک مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کے خدا حد و شمار سے باہر ہیں ہم ان حضرات کے مذکورہ خلافِ اسلام و ایمان بیانات کو قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف دکھانے کا حق محفوظ رکھتے ہوئے خود اُن کے اندرونِ خانہ کی سیر کرواتے ہیں تا کہ سندر ہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔

چنانچہ امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنے پیر و مرشد سید احمد صاحب رائے بریلوی کے ملفوظات کا بہانہ کر کے اپنے پیر کو سید المرسلین ﷺ کا مدمقابل ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے:

"ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشد و ایں کبار اولی الایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کلیات را	اس طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگوں کو (حق) پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو

(۱)(دل کا سرور، ص ۳۷، ۳۸)

بسوی خود نسبت نمایند مثلا ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔(1)	جائز ہے کہ کہیں، عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سید المرسلین ﷺ سے اوپر اللہ جل شانہ کا مرتبہ ہے۔ وہابی حضرات کی تعلیم ہے کہ جس کا نام محمد (ﷺ) ہے وہ ایک چیز کا بھی مختار نہیں۔

جو اُن کے لئے عطائی اختیار بھی مانے وہ بھی مشرک کیونکہ اس طرح وہ انھیں اپنا معبود بنا رہا ہے۔ کیا وہابی حضرات مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ جب اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ تک کو ایک چیز کا بھی اختیار نہیں دیا بلکہ اسے شرک ٹھہرایا تو مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے پیروں کو عالم مثال وشہادت میں تصرف کرنے کا ماذون ومجاز بنا کر کیوں اپنا شریک ٹھہرالیا تھا؟ انھیں یہ اجازت کس طرح دے دی کہ عرش سے فرش تک کی کائنات کو اپنی سلطنت بتاتے پھریں؟۔

اگر ان تصریحات کو درست تسلیم کیا جائے تو نبی کریم ﷺ سے دہلوی صاحب کے پیروں کا مرتبہ بدرجہاں بلند نظر آرہا ہے یا نہیں؟، کیا جو دروازے اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے بھی بند رکھے وہ وہابی مولویوں کے لئے چوپٹ کھول دیئے تھے؟

انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو مشرکانہ کاروبار یہ ہے شرک کی گرم بازاری اسے کہتے ہیں کہ انبیائے کرام واولیائے عظام کا نام آئے تو تصرف عطائی کا اثبات بھی شرک، اور اپنے ملاؤں کی باری آئی تو اُس سے ہزار گنا تصرف بھی شیر مادر۔

---

(1)(صراط مستقیم صفحہ ۱۱۲ اور مطبع ضیائی واقع میرٹھ طبع شدہ، مترجم صفحہ ۲۲۳)۔

کیا سید الانبیاء سے کسی کا منصب بڑھانا اُلوہیت کے مقام پر بٹھانا ہے یا نہیں؟

سوچیے یہ خلل کس کا ہے؟، کون توحید کے نام پر بڑے اہتمام سے بت پرستی کر رہا ہے؟۔

کیا قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق یہ یہود و نصاریٰ کی طرح ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(1) کا کاروبار تو نہیں؟۔

مثال دوم:

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے فخر دو عالم ﷺ کی شان میں لکھا ہے:

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔(2)

جس خلاصہ کائنات فخر موجودات ﷺ کے بارے میں یہ واضح اعلان فرمایا کہ:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾(3) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

فترضی نے ڈالی ہیں بانہیں گلے میں

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی۔

اور دوسرے مقام پر تحویل قبلہ کے وقت اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا:

﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا﴾(4) تو ضرور ہم پھیر دیں گے تمہیں اُس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

---

(1)[التوبة ۳۱]

(2)(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۷، و صفحہ ۱۵۳ ، اشاعت السنۃ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان۔ وفی نسخۃ: ۷۲ کتب خانہ تھانوی دیوبند)

(3)[الضحٰی ۵]

(4)[البقرة ۱۴۴]

یل دہلوی صاحب کے نزدیک اُس حبیب پروردگار، مدنی تاجدار ﷺ کے چاہنے سے گویا
بھی نہیں ہوتا تو موجودہ وہابی علماء ہمیں بتائیں کہ وہ کون سی ہستیاں ہیں جن کے چاہنے سے
ہو جاتا ہے؟۔ موصوف کے حوالے سے منشی محمد جعفر تھانیسری یعنی سید احمد صاحب کے اولین
نح نگار نے لکھا ہے:

''حمد و ثنا کے بعد آپ سجدہ میں گر پڑے اور سجدے سے سر اُٹھا کر مبارکباد دیتے ہوئے
یا کہ آج ہاتف غیب نے مجھے بشارت دی ہے کہ اس وقت تجھ کو تیرے کل ہمراہیوں کو میں
بخش دیا اور اس ندا کے بعد ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اور اُس ہاتھ نے اُس مسجد کو جنت
ں میں لے جا کر داخل کر دیا اُس وقت آپ (سید احمد صاحب) نے فرمایا کہ اس مسجد میں جس
آدمی موجود ہیں ان سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور ان کو اصحاب بدر کی طرح بارگاہ ایزدی
مقبول و منظور تصور کرو۔(1)

اقعہ تو قصبہ پھلاؤں میں پیش آیا، اب فتح پور میں سید احمد صاحب نے کشف و کرامت کی کس
ح دھاک بٹھائی اور مرزا غلام احمد کے لئے کس طرح الہام گڑھنے کا راستہ صاف کر گئے ان کا
رنامہ بھی تھانیسری صاحب کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

''نماز عصر کے بعد آپ مراقب بیٹھے تو نماز مغرب کے قریب سر اٹھا کر فرمایا کہ خداوند
لی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمام اولیاء مقبولین سلف سے مجھ کو ممتاز کر
ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اُس کو تمام مکروہات دنیا و آخرت سے
وظ رکھ کر اپنی رضامندی اور انعام سے سرفراز کروں گا (اس بشارت میں آپ کے خلیفوں اور
ان کے خلیفوں کی بیعت بھی شامل ہے) اُس وقت میں (سید احمد صاحب) نے عرض کی۔

)(حیات سید احمد شہید صفحہ ۱۲۶)

اے کریم ورحیم میرے آباء واجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف کرتا کہ وہ بھی اس وعدہ مغفرت میں شامل ہو جائیں کئی روز اس آخری دُعا کی قبولیت میں توقف رہا۔

اس عرصہ میں سید صاحب وطن میں واپس پہنچ گئے۔ وطن میں پہنچ کر اس دعا کی مقبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم ورحیم نے اپنے فضل عمیم سے اس دعا کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آباء واجداد کی طرف سے وکیل کر کے، اُن کی طرف سے ان سے بیعت لے لے۔(1)

(واضح رہے کہ اس واقعہ میں براہ راست اللہ نے سید احمد سے فرمایا، اور خواب وغیرہ کا بھی ذکر نہیں کیا کسی سے خدا کا کلام فرمانا سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد نبوت کا دروازہ کھولنا نہیں۔ن)

وہابی حضرات کے نزدیک سید المرسلین ﷺ کے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا لیکن سید احمد صاحب کے چاہنے سے سب کچھ ہوتا چلا جاتا تھا اور وہ بھی حسب منشا۔

کیا یہ نبی کریم ﷺ سے اپنے مولویوں کو بڑھایا نہیں جارہا ہے؟۔

جب فخر دو عالم ﷺ سے اوپر صرف خدا کا منصب ہے تو یہ وہابیوں کا اپنے گروؤں کو اُلوہیت کے مقام پر بٹھانا اور ﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بنانا ہے یا کچھ اور؟

اسی سلسلے میں حیرت انگیز بیان بھی ملاحظہ ہو:

"جس زمانے میں ملکہ کی تاجپوشی کا جلسہ ہوا اُس زمانے میں مولانا محمد یعقوب صاحب دلی میں تھے اور اکثر غائب رہا کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کہاں غائب رہتے ہیں؟ فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ دلی میں جس جس جگہ تیرا قدم جائے گا اُس جگہ کو آباد کردیا

(1)(حیات سید احمد شہید صفحہ ۱۲۶)

ے۔اس لئے شہر اور حوالی شہر میں گشت کیا کرتا ہوں تا کہ ویران مقامات آباد ہو جائیں۔(1)

ور فرمائیے کہ یہاں مولویوں کے قدم بھی کتنے بابرکت ہو جاتے ہیں اور وہاں سید الانبیاء ﷺ

ی چاہت پر کیسی زبردست پابندی ہے یہ اپنے قدموں کی برکت سے شہر آباد کر دیا کرتے لیکن

بیب خدا کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ معلوم نہیں یہ کس قسم کا ذوق سلیم ہے۔

غیر اب اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز کرشمہ ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے۔

''ایام تحریکِ خلافت میں ایک بزرگ نقشبندی صاحب کشف دیوبند آئے۔ مولانا کا

صال ہو چکا تھا۔ حضرت نانوتوی کے مزار پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے دیر تک مراقبے میں رہے

ند کو فرمایا کہ میں نے مراقبے میں حضرت نانوتوی سے خلافت کی تحریک میں حکام کی سختیوں کا

ذکرہ کیا تو حضرت۔ نے مولانا محمود حسن صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی محمود حسن

رش خداوندی کو پکڑے ہوئے اصرار کر رہے ہیں کہ انگریزوں کو جلد ہندوستان سے نکال دیا

بائے۔ واقعہ بھی ہے کہ مولانا مرحوم کی معنوی اور روحانی جدوجہد انگریزوں کو نکالنے اور ہند کو

زاد کرانے میں ظاہری اور مادی جدوجہد سے بدرجہا زائد اور فائق تھی۔(2)

ہی واقعہ اگر انبیائے کرام یا اولیائے عظام کی جانب سے منسوب ہوتا تو عرشِ خداوندی کو پکڑنے

الے سارے وہابی مولوی یک زبان ہو کر کفر و شرک کے فتوے داغنے میں ذرا بھی کوتاہی دکھانے

کے روادار نہ ہوتے لیکن اپنے مولویوں اور مالویوں کی باری آئی تو ان کی درگاہوں میں وہی کفر و

رک اتنا شیریں اور لذیذ بلکہ محبوب و مرغوب ہو جاتا ہے کہ اُسے وہابیت کی معجون کے قوام میں

یمان کا جوہر قرار دے کر شامل کر لیا جاتا ہے۔

---

1)(تذکرۂ مشائخ دیوبند صفحہ ۱۷۵)

2)(نقش حیات ج ۲ صفحہ ۶۳)

لیجیے اس سے بھی حیرت انگیز بیان پیش خدمت ہے:

"جب میں (مولوی محمد جلیل صاحب مدرس مدرسہ دیوبند) بچہ تھا اور حضرت (مولوی محمود حسن صاحب) کے زنانخانے میں آنا جانا تھا تو ایک دن میں نے حضرت کے کمرے کے کواڑوں کے جھروکوں سے جو جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کے جسم کے تمام اعضاء سر دھڑ علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا اور بھاگ آیا اور باہر آ کر حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سے بیان کیا تو مولانا نے فرمایا: خاموش! کسی سے نہ کہنا، کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔(1)

اسی قسم کا ایک واقعہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۲ھ۔۱۹۰۵ء) کی زبانی سنیے:

"میرے ماموں صاحب (یا اور کسی کا نام لیا) تذکرہ کر رہے تھے کہ میں میاں جی نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوپہر کے وقت گیا، حجرہ شریف بند تھا مگر کواڑ اچھی طرح نہ لگے تھے کواڑ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کا دھڑ سارا الگ الگ ہے مجھے دیکھتے ہی اعضاء باہم مل گئے اور حضرت میاں صاحب اُٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے کسی سے کہنا نہیں۔

اس قصہ کو نقل فرما کر حضرت امام ربانی (یعنی، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے ارشاد فرمایا، مگر یہ درجہ کمال کا نہیں۔(2)

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج ِ خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

---

(1) (تذکرہ مشائخ دیوبند صفحہ ۲۳۴)

(2) (تذکرۃ الرشید ج ۲ صفحہ ۲۴۶)

مثال سوم :

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنی نجدیت زدہ ترنگ میں انبیائے کرام واولیائے عظام کے اختیارات وتصرفات کے بارے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شریعت کا حکم یوں سنایا ہے:

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اُس کو مانے سو اُس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اُس کے مقابل کی طاقت اُس کو ثابت نہ کرے۔''(1)

مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے کے جوش میں قرآنی آیات میں معنوی تحریف کا جو موصوف نے المناک دم اُٹھایا تھا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

دہلوی صاحب کو اب تو بخوبی معلوم ہو چکا ہوگا کہ مذکورہ کفار اپنے بتوں کو وکیل مان کر کافر ہو گئے تھے یا بت پرستی کے باعث کافر ہی چلے آ رہے تھے؟۔

آگے اُنہوں نے دین ودیانت کی طرح اخلاق وشرافت سے بھی دامن چھڑا کر اسی نظریے کو یوں دُہرایا ہے:

''یعنی اللہ زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں (یعنی اولیاء انبیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔(2)

---

(1)(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۳، وصفحہ ۹۰، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، صفحہ ۲۶، دیوبند)

(2)(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۵ وصفحہ ۹۲، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، صفحہ ۲۷، دیوبند)

مولوی محمد سرفراز صاحب گکھڑوی نے امام علی الاطلاق کے مذکورہ عقیدے کو شرح مواقف کے ایک حوالے سے کشید کرنا چاہا ہے، جس میں عبادت کا ترجمہ خود انہوں نے یوں کیا ہے:

"بت پرست، دو واجب الوجود الٰہوں کے قائل نہیں، اور نہ وہ ان اوثان (بتوں) کو صفات الوہیت سے متصف مانتے ہیں، اگرچہ وہ ان پر الٰہ کا اطلاق کرتے ہیں بلکہ انہوں نے انبیائے کرام یا نیک بندوں یا فرشتوں یا ستاروں کی تصویریں اور بت بنا کر محض اس لیے عبادت شروع کردی تاکہ وہ اس طریقے سے الٰہ حقیقی تک رسائی حاصل کرسکیں"۔(1)

موصوف نے آگے اپنی خارجیت سے مجبور ہو کر سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو مشرک ٹھہرا کر اپنے اور دوسرے مبتدعین و گستاخانِ شانِ رسالت کے مضطرب دلوں کو یوں تسکین و راحت پہنچانی چاہی ہے:

"یہی عقیدہ اور عمل ہے بریلوی حضرات کا کہ محض تقرب الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مافوق الاسباب وسیلہ بناتے ہیں"۔(2)

بت پرستوں کا عمل تو یہ تھا کہ وہ اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے (انہیں الٰہ گردانتے تھے) کیا گکھڑوی صاحب کے اصطلاحی بریلوی حضرات کا عمل بھی بت پرستی ہے؟ (کیا یہ لوگ بھی محبوبانِ خدا اولیاء انبیاء پر الٰہ کا اطلاق کرتے ہیں) اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو موصوف کو دن دہاڑے ایسا سفید جھوٹ بول کر اپنی عاقبت برباد نہیں کرنی چاہیے۔

معلوم نہیں گکھڑوی صاحب نے ادھر کروڑ در کروڑ مسلمانوں کو کافر اور بت پرست کہنے کا وبال کس خوشی میں اپنے سر لیا ہے، اور اُدھر ہزاروں بندگانِ خدا کو گمراہی کے راستے پر

---

(1)(دل کا سرور صفحہ ۲۶، ۲۷)

(2)(دل کا سرور ص ۲۷)

انے میں کوشاں ہیں۔
آخر اس طرزِ عمل اور اندازِ فکر میں خود اُن کی ذات کے لئے دارین کی کونسی بھلائی پنہاں ہے؟
دہلوی صاحب کا انبیائے کرام و اولیائے عظام کو صفحہ ۶۵ کی عبارت میں ناکارہ لوگ لکھنا۔
کاش! موصوف کا قلم ایسے صریح گستاخانہ الفاظ لکھنے سے پہلے خشک ہو گیا ہوتا۔
اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دریدہ دہنی سے محفوظ رکھے، آمین۔
قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ وہابی حضرات اپنے مولوی احمد علی صاحب کا تعارف کن لفظوں میں کرواتے ہیں: "یہ کون تھا؟ ہاں ہمارا آقا، ہمارا مولا، ہمارا ہادی وَمِیْـنُـلِیْتُنَـا فِی الدَّارِیْنِ، جو لاہور کے ام القریٰ میں بیٹھ کر نصف صدی تک دین حقہ، کی خدمت کرتا رہا"۔(1)
انبیائے کرام و اولیائے عظام تو ان حضرات کے نزدیک نفع پہنچا ہی نہیں سکتے لیکن ملاحظہ فرمایا جائے کہ سابق صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی و کانگرسی کا ان کے نزدیک مقام کیا ہے؟۔
"مگر اب آہ میرے مسیحا! دنیا میں تو اب قیامت برپا ہے۔ اُمت مرحومہ کا تو ہی سہارا تھا سو قیامت میں ملنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔(2)
جب شیخ الاسلام نمبر کی باری آ ہی گئی تو دیوبندی حضرات کا ایک شعر ملاحظہ فرما لیا جائے جو انہوں نے اپنے دیوبندی شیخ الاسلام کی شان میں کہا ہے:

آج اُس مشفق مربی شیخ کامل کا ہے ساتھ
جس کی نظروں سے گداؤں کو شہنشاہی ملے(3)

---

(1)(بیس بڑے مسلمان ص ۶۵۰)
(2)(شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۴۸)
(3)(شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۴)

یعنی انبیائے کرام واولیائے عظام تو ان حضرات کے نزدیک کسی کو نفع ونقصان پہنچا ہی نہیں سکتے لیکن اِن کے ٹانڈوی صاحب اپنی نگاہوں سے ہی گداؤں کو بادشاہی دے دیا کرتے تھے، اسی طرح ٹانڈوی صاحب کے استاد یعنی مولوی محمود حسن دیوبندی (المتوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) نے اپنے پیر یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کی شان یوں بیان کی ہے:

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی و روحانی (1)

اگر مولوی محمد سرفراز صاحب (دیوبندی) اوراُن کے ہم خیال حضرات ذرا بھی انصاف سے کام لیں تو غیر اللہ کو الٰہ بنانا یہ ہے کہ وہابی حضرات اپنے علماء کی وہ شان بیان کررہے ہیں جس کا انبیائے کرام تک کے لیے انکار کرتے رہتے ہیں یہی ہے یہود ونصاریٰ کی وہ خصلت بد جسے قرآن کریم نے ﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بنانا ٹھہرایا ہے۔

کاش! یہ مفتیانِ نو اگر اپنے دلوں کو اس بت پرستی سے پاک کرکے دیکھیں تو انہیں مسلمانانِ اہل سنت وجماعت کبھی مشرک نظر نہ آئیں۔

مثال نمبر (۴)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے انبیائے کرام کی شان یوں ہی بیان کی ہے:

"جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔(2)

مقربین بارگاہِ الٰہی میں یہ تین اوصاف بتائے گئے لیکن اسی میزان میں وہابی علماء کو تول کر دیکھ لیجئے

---

(1)(مرثیہ متعلقہ گنگوہی صاحب ص۷، وصفحہ ۱۰ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(2)(تقویۃ الایمان ۱۱۱، وصفحہ ۱۵۸، اشاعت السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان، صفحہ ۴۸، دیوبند)

ہیں کہ اس دکان پر ان کا وزن کتنا ہے؟

چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) کے متعلق دیوبندی امت کے حکیم یعنی مولوی اشرفعلی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے ایک حکایت یوں پیش کی ہے:

"مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں پچیس برس حضرت مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا میں نے انسانیت سے بالا درجہ اُن کو دیکھا، وہ شخص ایک فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔(1)

یہاں آکر اگر نا طقہ سر بگریباں ہوتا ہے تو ہوتا پھرے وہابی علماء کو اس امر کی کیا پروا؟ انہیں تو بہر صورت اپنے مولویوں کو انبیائے کرام سے بڑھ کر صفات کا حامل دکھانا ہے، اب دوسری صفت کے لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ مقربین بارگاہِ الٰہیہ کو بندے عاجز بتایا ہے لیکن اپنے ﴿أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کو بھلا یہ حضرات کیا سمجھتے ہیں؟۔

چنانچہ قاری فخر الدین گیاوی دیوبندی نے مولوی حسین احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے:

"یہ (ٹانڈوی صاحب) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟ نہیں نہیں میرا ضدی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ وہ انوارِ قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہو سکتا ہے۔۔۔تو پھر آخر وہ کیا ہے؟ کیا وہ انسان ہی ہے؟ اگر ہے تو ہوگا، لیکن ہاں ہاں، وہ انسانوں جیسا انسان تو نہیں ہے جنہیں عام طور پر آنکھیں دیکھتیں، کان اُن کی بات سنتے اور دل اُن کی صحبتوں سے تاثرات کے حصے حاصل کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔زیادتی تفکر نے تحیر کو فراوانی بخشی اور بالآخر کسی فیصلے کی حد تک پہنچے ہوئے قلب مضطر عقیدت و محبت کی زنجیروں میں جکڑ گیا۔(2)

---

(1)(ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۲۳۰)

(2)(نذرِ عقیدت، ص ۵)

عقیدت ومحبت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا قاری کا دلِ مضطر جس نتیجے پر پہنچا وہ یہی ہے کہ نانو
صاحب اُن کے نزدیک مقام اُلوہیت پر فائز تھے لیکن کسی انسانی شکل میں زمین پر گمراہ گری
کرشمے دکھانے کے لئے تشریف لے آئے تھے۔

اس کا حوالہ پیش کرنے سے پہلے ہم قاری صاحب کے تین شعر قارئین کو سنانا چاہ
ہیں اُنہوں نے لکھا ہے:

مری بگڑی بنادے، کردے میرا کام اے ساقی
قیامت تک نہ بھولوں گا میں تیرا نام اے ساقی (1)

علی سے ملی تجھ کو مشکل کشائی
نہ کیوں مشکلیں پھر ہماری ہوں آساں (2)

تمہارے مرتبے تک فکر کی پرواز کیا پہنچے
تو پھر میں کس طرح کہہ دوں کہ تم کیا ہو کہاں تم ہو (3)

اب قارئین کرام! وہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں جس کا ہم نے ابھی وعدہ کیا تھا چنانچہ مولوی حسین احمد
صاحب نانوتوی کے بارے میں دیوبندی حضرات نے یوں دھوم دھام سے مشتہر کیا تھا:

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟
کبھی خدا کو بھی اُس عرشِ عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی (عاجزی) کرتے دیکھا
ہے؟ تم کبھی تصور بھی کرسکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں
بھی آکر رہے گا؟۔ (4)

(1) (نذرِ عقیدت، ص۲۹)

(2) (نذرِ عقیدت، ص۱۹)

(3) (نذرِ عقیدت، ص۲۳)

(4) (شیخ الاسلام نمبر، ص۵۹)

دیوبندی صاحبو! یہ کیا کاروبار ہے؟ کیا یہی ہے وہ توحید جس کو قائم کرنے کی خاطر انبیائے کرام کی بڑی اہتمام سے توہین وتنقیص کرنے میں وہابیت کی مشین کا ہر چھوٹا بڑا پرزہ شبانہ روز مصروف عمل رہتا ہے؟

خدا کے بندو! کچھ خدا کا خوف بھی دل میں رکھنا چاہیے، جس کا کلمہ پڑھتے ہو، جس کے اُمتی ہونے کا دم بھرتے ہو، کچھ اُس سے شرمانا چاہیے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم

تو از سخنم خواہ پند گیر وخواہ ملال

جب وہابی حضرات منصب اُلوہیت تک کو نہیں چھوڑتے بلکہ اُس پر بھی اپنے کسی نہ کسی مولوی یا پیر کو جب چاہتے ہیں بٹھا دیتے ہیں تو باقی مقامات کو زبان زوری سے طے کرتے ہوئے انہیں کتنی دیر لگتی ہے؟۔

آج مسلمانوں میں سے اگر کسی پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو تو وہ غوث کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اس سے آگے غوث اعظم کا منصب ہے جس پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز ہیں اور آپ کے بعد یہ منصب صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کو حاصل ہوگا۔

وہابی حضرات معنوی لحاظ سے اس منصب کے منکر ہیں، بلکہ راولپنڈی کے ایک دیوبندی عالم یعنی مولوی غلام خاں صاحب تو اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم کہتے اور اس لفظ کے آگے جل جلالہ لکھتے ہیں، لیکن یہ دروازے محض مسلمانان اہلسنت وجماعت کو مشرک ٹھہرانے کی غرض سے بند کیے جاتے ہیں اور جب ان کے ﴿أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ کی باری آتی ہے تو وہ سارے مقفل دروازے چوپٹ کھل جاتے ہیں اور جس بڑے سے بڑے منصب پر چاہیں وہ اپنے مولویوں کو بٹھاتے چلے جاتے ہیں۔

مثلاً مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے بارے میں دیوبندیوں کے شیخ الہند یعنی مولوی محمود حسن صاحب نے لکھا ہے:

جنید و شبلی و ثانی ابو مسعود انصاری

رشید ملت و دیں غوث اعظم، قطب ربانی۔(1)

معلوم نہیں مولوی غلام خاں صاحب اور اُن کے ہم خیال حضرات مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق اس شعر میں غوث اعظم پڑھ کر آگے جل جلالہ کہتے ہیں یا نہیں؟ خیر موصوف کا اس سے آگے رُتبہ ملاحظہ فرمائیں:

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ

حیات شیخ کا منکر ہو جو اس کی نادانی(2)

صدیق کے مرتبے تک تو گنگوہی صاحب پہنچا دیئے گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اگر کوئی خلاصہ کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ لکھ دے کہ "وہ مر کر مٹی میں مل گئے" تو اس کے دین و ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ایسی گستاخی کرنے والا ان کے نزدیک منصب امامت پر ہی فائز رہتا ہے لیکن گنگوہی صاحب کی حیات کا منکر ضرور ناداں ہے۔

اب حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے گنگوہی صاحب کی برتری ملاحظہ ہو:

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے

شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی(3)

اسی پر بس نہیں بلکہ گنگوہی صاحب تو ان حضرات کے نزدیک مسیحائے زماں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ

---

(1) (مرثیہ، صفحہ ۴، و صفحہ ۵ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(2) (مرثیہ، صفحہ ۱۱، و صفحہ ۱۵ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(3) (مرثیہ، صفحہ ۱۱، و صفحہ ۱۶ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (1)

اس شعر میں تو گنگوہی صاحب کو صرف مسیحائے زماں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام جیسا کہا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھانا بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

مردوں کو زندہ کیا ، زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم (2)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف یہ کمال حاصل تھا کہ مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ڈبل کمال والے تھے مردوں کو زندہ بھی کردیتے اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے تھے اسی پر بس نہیں، مزید سنیے:

قبولیت اسے کہتے ہیں، مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (3)

گنگوہی صاحب کی بے پناہ مقبولیت کا یہ ثبوت دیا ہے کہ ان کے کالے کلوٹے بندوں کا لقب یوسف ثانی تھا۔

یہ الگ بات ہے کہ ان حضرات کے نزدیک عبد النبی اور عبد الرسول وغیرہ نام رکھنے شرک ہیں لیکن گنگوہی صاحب کا عبد کہنا شرک نہیں بلکہ خودساختہ توحید کے دودھ کی ملائی یا شیر مادر ہے۔

---

(1)(مرثیہ، ص ۶، وصفحہ ۸ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(2)(مرثیہ صفحہ ۳۴ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(3)(مرثیہ، صفحہ ۸ وصفحہ ۱۱ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

آگے اسی سلسلے میں ستم بالائے ستم یوں ڈھایا اور مسلمانوں کے دلوں کو تڑپایا ہے:

زبان پر اہل اَہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید

اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (1)

یعنی نفس پرستوں کی زبان پر جو بت پرستی کی باتیں آرہی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بانی اسلام یعنی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جیسی ہستی دنیا سے رخصت ہوگئی، اور گنگوہی صاحب کا مقام صرف پیغمبر اسلام جیسا ہی نہیں بتایا بلکہ اس لحاظ سے کہ نبی کریم ﷺ ان حضرات کے نزدیک نور نہیں ہیں لیکن گنگوہی صاحب کو نورِ مجسم بتایا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

چھپائے جامۂ فانوس کیوں کر شمع روشن کو

تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی (2)

ایک خوبی گنگوہی صاحب میں ایسی بتائی ہے جو کائنات کے اور کسی فرد میں نہیں پائی جاتی لہذا موصوف کو اس کے لحاظ سے ساری کائنات سے ممتاز ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:

خدا ان کا مربی ، وہ مربی تھے خلائق کے

میرے مولا، مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی (3)

یعنی ان حضرات کے نزدیک اللہ رب العزت کا رب العالمین ہونا اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف گنگوہی صاحب کا پالنے والا ہے اور گنگوہی صاحب ساری مخلوق کو پالتے ہیں۔

ویسے ان حضرات کے نزدیک رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ "تقویۃ الایمان" نے

---

(1)(مرثیہ، صفحہ ۶، مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(2)(مرثیہ، صفحہ ۱۱، صفحہ ۱۲ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(3)(مرثیہ، صفحہ ۱۲ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

انہیں بھی سبق پڑھایا ہے، لیکن گنگوہی صاحب کا حکم روکے نہیں رُکتا تھا اور قضائے مبرم کی تلوار ثابت ہوتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

نہ رکا، پرنہ رکا، پرنہ رکا، پرنہ رکا

اُس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم(1)

جب سید المرسلین ﷺ سے بھی گنگوہی صاحب آگے نکل گئے، مخلوق کا ہر کمال حاصل کر کے موصوف کو سب سے آگے نکال دیا گیا تو اُلوہیت ہی باقی رہ گئی تھی۔

بھلا جنہوں نے اتنے مقامات زبان زوری سے حاصل کر لئے ہوں، جب وہ ناچتے ہی نکلے تھے تو منصب اُلوہیت کو حاصل کرنے میں گھونگٹ کا تکلف کیوں برتتے؟۔

اس پر بھی خوب دھوم دھام سے ڈنکے کی چوٹ ڈاکہ مارا اور ان کے شیخ الہند صاحب نے یوں مشتہر کیا:

تمہاری تربتِ انور کو دے کے طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی، مری دیکھی بھی نادانی(2)

گنگوہی صاحب کی تربت جو نہ صرف نور بلکہ انور ہے اِسے طور سے تشبیہ دے کر مولوی محمود حسن صاحب تو موسیٰ علیہ السلام بن جاتے ہیں اور اپنے گنگوہی پیر کو اپنا رب ٹھہرا کر بار بار ﴿رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ کہنے کی نادانی فرماتے ہیں اور خود اسے نادانی کہتے ہوئے ٹلنے کا تصور تک دماغ میں نہیں لاتے۔

اگر ولایت سے لے کر اُلوہیت تک ہر منصب پر اپنے مولویوں اور پیروں کو فائز کرنے والے

---

(1)(مرثیہ، صفحہ ۳۱، وصفحہ ۳۱ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

(2)(مرثیہ صفحہ ۱۷ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

گروہ کی بارگاہ میں ہمارے جیسے گناہگار مسلمانوں کو بھی لب کشائی کی اجازت ہے تو احقر یہ وضاحت ضرور پیش کرے گا کہ تصرف واختیار کے مسئلے میں علمائے اہلسنت اور وہابیہ کے مابین اختلاف دو باتوں میں ہے:

(۱) مقربین بارگاہ الٰہیہ کے اختیارات

(۲) وہابی علماء کے اختیارات

وہابی حضرات کا کہنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام واولیائے عظام کو کسی قسم کا تصرف واختیار نہیں دیا جبکہ علمائے اہل سنت اُن مقدس ہستیوں کے لئے اعلیٰ قدر مراتب اختیارات کا اثبات کرتے ہیں اور قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرتے ہیں اور اس بات کے علی الاعلان قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو بطور انعام بہت سے اختیارات سے نوازا ہے۔

رہی دوسری بات کہ وہابی علماء جس تصرف واختیار کا انبیائے کرام بلکہ سید الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تک کے لئے بڑی شدومد سے انکار کرتے ہیں اور اپنی بات کو مدلل کرنے کی غرض سے آیات واحادیث میں دل کھول کر معنوی تحریف کا بازار ایسا گرم کرتے ہیں کہ گستاخی سے بھرپور دلوں کو سرور آجاتا ہے۔

لیکن یہی حضرات جب اسی تصرف واختیار بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ کا اپنے مولویوں کے لئے اثبات کرتے ہیں تو ان کے خودساختہ عقیدۂ توحید کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں اور ان کے دلائل کا فلک بوس محل چشم زدن میں دھڑام سے زمین پر آگرتا، بلکہ تحت الثریٰ میں جا پہنچتا ہے۔

قارئین کرام! غور تو فرمائیں کہ اپنے مقرب بندوں یعنی انبیائے کرام واولیائے عظام کو اختیارات تو ربّ العزت نے مرحمت فرمائے ہیں، جن کے قرآن وحدیث میں روشن اور واضح

دلائل موجود ہیں، لیکن کیا وہابی حضرات یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ ان کے علماء کو وہ اختیارات جن کا ڈھول پیٹا جاتا ہے کس نے عطا فرمائے ہیں؟۔

کیا انہیں بھی پروردگار عالم نے تصرف واختیار کی طاقت دی ہے؟۔

یا ان حضرات پر لارڈ وارن ہیسٹنگ، ملکہ وکٹوریہ، لارڈ لٹن اور گاندھی جی مہاراج کے آسمانوں سے پہر قسم کے عہدوں کی بارش برسا کرتی تھی؟

(اللہ تو ان کے بقول عاجز ہے کہ اپنے کسی محبوب نبی یا ولی کو اختیارات دے، تو بھلا ان گستاخانِ شان رسالت کو کیسے دے گا، پھر یہ اختیارات وکمالات ان علمائے دیوبند کو کہاں سے آئے، یہ عقدہ تو کچھ یہی لوگ حل کر سکتے ہیں۔ن)

معزز قارئین! مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقدس رسالہ مسمّٰی بہ "الامن والعلی" آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں نبی کریم ﷺ کے خداداد اختیارات کو ساٹھ (60) آیات اور تین سو (300) احادیث سے ثابت کیا ہے، اگر ان حضرات کے نزدیک فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیات واحادیث کے حقیقی مفہوم و مطالب سے انحراف کیا ہے تو یہ حضرات نمبر وار ان ساٹھ (60) آیات اور تین سو (300) احادیث کے پیش کردہ مطالب کی مدلل تغلیط پیش کر کے حقیقی مفہوم واضح کرنے سے آج تک کیوں شرماتے اور منہ چھپاتے رہے ہیں؟۔

حالانکہ اہل حق کبھی حق بیان کرنے سے نہیں شرماتے بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر اسکا اعلان کرتے ہیں کاش! وہابی علماء اپنے استادوں اور پیروں کو ﴿أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بنانے کے مرض سے نجات پانے کی کوشش کریں کیوں کہ یہی ضرورت ہے جو ان حضرات کو انبیائے کرام واولیائے عظام کے علوم واختیارات کا منکر بنا کر اُن کے مخالفوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔

اسی کے باعث ﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾(1) کی زندہ تصویریں، اور ﴿يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ﴾(2) کے منہ بولتے نمونے نظر آنے لگتے ہیں۔

حالانکہ علماء کو علماء کے مقام پر، اولیاء کو اولیاء کے مقام پر، انبیاء کو انبیائے کرام کے مقام پر اور خدا کو خدا کے مقام پر تسلیم کرنا ہی اسلامی عقیدہ ہے اس میں اپنی جانب سے کمی یا بیشی کرنے کا کوئی بھی مجاز نہیں ہے۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

وصلى الله تعالى على حبيبه محمد وعلى اله وصحبه اجمعين .

احقر العباد:

عبدالحکیم خاں مجددی مظہری معروف بہ اختر شاہجہان پوری (دارالمصنفین لاہور)

۲۹ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ یکم نومبر ۱۹۷۵ء

---

(1)[الجاثية: ۲۳]

(2)[الحج: ۸]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

از دہلی باڑہ ہندرائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خاں صاحب (1) ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۱ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں .... زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا شرک محض اور بدعت سیئہ ہے۔ اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں .... "دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ"

رسول اکرم ﷺ کی شان میں مذکور ہے اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صدہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمرو، جواب میں کہتا ہے کہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبب ہیں دفع بلا کے۔ اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالیٰ ہے۔ مختصر المعانی میں "اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ" (2) کو بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے علاوہ ازیں

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾(3) اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں رونق افروز ہیں۔

اور

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾(4) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

---

(1) مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما۔

(2) (مختصر المعانی ۵۳)

(3) [الانفال: ۳۳]

(4) [الانبیاء: ۱۰۷]

ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں۔ اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم ﷺ میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی؟ اس کے سوا جبریل جلیل کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے۔

﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (1) تا کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

یہاں بقول زید حضرت جبریل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے کو وہاب فرمار ہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی جانب سے ہوگا وہی ہماری طرف سے پھر چونکہ یہ درود معمول بہا اکثر علماء و مشائخ عظام ہے۔ پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے۔

اور طرہ یہ کہ خود زید اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد رافع غشیان کہتا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدہ اطیب النغم میں آنحضرت ﷺ کو دافع فرمار ہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی بہت ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

رہا صدہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو مولوی اسمٰعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں برسر منبر پڑھتا ہے۔ اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ ﷺ کی تصنیف ہیں، سُبْحَانَ اللّٰهِ.

ان خطبوں کا پڑھنا (جو صدہا سال بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنت ہو اور خاصانِ حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے ہاں جو صیغے درود کے حضور سرور عالم ﷺ سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے۔

مگر علمائے راسخین و فقرائے کاملین نے حالت ذوق و شوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں۔ جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں۔

---

(1)[سورۃ مریم ۱۹]

اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارے میں تالیف فرمایا ہے۔ اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں۔

سب اس میں درج ہیں اور " شرح سفر السعادۃ" میں 36 صیغے رسول خدا ﷺ سے منقول ہیں۔ باقی صحابہ کرام وتابعین [رضی اللہ عنہم] سے زیادہ کئے ہیں۔

زید جاہل نے ان سب حضرات کو (معاذ اللہ) مشرک بنایا ہے اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمرو کا، بہ تشریح وتفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا عَلَّمَ وَهَدٰنَا لِلدِّيْنِ الْاَقْوَمِ وَسَلَكَ بِ
السَّبِيْلَ الْاَسْلَمَ وَصَلّٰى رَبُّنَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَ
وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَالِكِنَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ مَالِكِ
الْاَرْضِ وَرِقَابِ الْاُمَمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اُوْلِى الْفَضْلِ وَالْفَيْضِ وَالْ
وَالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ آمين.

قال الفقير المستدفع البلاء من فضل نبيه العلى الأعلى صلى
اللّٰه تعالى عبدالمصطفى **احمد رضا** المحمدي السني الحـ
القادري البركاتي البريلوي دفع نبيه عنه البلاء ومنح قلبه الـ
والجلاء .

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ ودو باب وخاتمہ۔

مقدمہ

اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدہ قاہرہ وفائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ دَفَعَ نَبِیُّكُمْ عَنْكُمْ بَلَاءَ الْمَجْنُوْنِ وَفِتْنَةَ الْمَفْتُوْنِ. اے مسلمانو! تمہارے نبی ﷺ نے تم سے مجنوں کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دفع فرمایا۔

زید بے قید کے ایسے کلمات کچھ محلِ تعجب نہیں کہ مذہب وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وآلہ افضل الصلوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبانِ خدا جل وعلا وعلیہم الصلوۃ والثناء کی تعظیم قلوبِ مسلمین سے گھٹانے پر ہے۔

﴿وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾.(1) اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

مگر تعجب ان مسلمانانِ اہل سنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال ﷺ کے ذکرِ پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے۔

﴿قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.(2) اے محبوب فرماؤ کہ تم اپنے غیظ میں مر جاؤ اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

---

(1)[الشعراء: ۲۲۷]

(2)[آل عمران: ۱۱۹]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں علماء وائمہ دین کا عقیدہ

اس طائفہ کے رد میں اقوال آئمہ وعلماء پیش کرنے کا تو کوئی محل ہی نہیں کہ یہ [جن کو] تم اپنے اعتقاد سے آئمہ وعلماء کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمہاری طرح معاذ اللہ مشرک وبدعتی تھے۔ درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انہی نے کی۔

تمہارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ دافع البلاء ﷺ کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشک وتر، واسطہ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلہ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب....

"سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ.. ۱۲۹۷ھ"

میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ۔

وہابیوں کا پیشوا چھ سو برس سے سب عالموں کو کافر کہتا تھا(1)

تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تمہیں وہی سکھا گئے۔ آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ماعلیہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا تھا کہ ۶۰۰ سو برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے۔

كما ذكره المحدث العلامة الفقيه الفهامة شيخ الإسلام زينت المسجد الحرام سيدى احمد بن زين دحلان المكى قدس سره المكى فى الدر السنية .(2)

(1)(مراد محمد بن عبد الوہاب نجدی علیہ ماعلیہ ۔(ارشد مسعود)

(2)(الدر السنية ۴۷ مترجم)

احادیث! دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وغیرہا حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں۔

زان کے طور پر معاذ اللہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی آیت: کہ رب العزت جل وعلا نے تخصیص لفظ وصیغہ ووقت وعدد مطلقاً اپنے حبیب ﷺ پر درود وسلام کی طرف بلایا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾.(1) اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ کُلَّمَا وَلَعَ بِذِکْرِہِ الْفَائِزُوْنَ وَمَنَعَ مِنْ اِکْثَارِہِ الْھَالِکُوْنَ"۔

دلائل الخیرات و درود تاج وغیرہا سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل یہ بھی انھیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب وصیغ میں حضور والا دافع البلاء ﷺ کے اوصاف عظیمہ جلیلہ و نعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔ اور

وہابیہ کے نزدیک حضور کی تعریف میں کمی چاہیے

ان کے امام الطائفہ(2) کا حکم ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو"(3) علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صدہا بار نام اقدس لینا ہوگا۔ اور ان کا امام لکھ چکا ہے کہ نام جپنا شرک ہے۔

اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق (حکم) ہاں اگر انہیں نے امام الطائفہ اور اس کے آباؤ اجداد واکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کچھ

---

(1) [الاحزاب:۵۶]

(2) اسماعیل دہلوی، مصنف تقویۃ الایمان۔

(3) (تقویۃ الایمان ۶۵ اشاعۃ السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان لاہور ہو صفحہ ۵۱ دیوبند)

کہیں تو ایمان کی گت بری بنے، اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے [آپس میں خوب میل جول ہونا] ایسی ہی جگہ پر بدلگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے۔ کہ

ع ..... نہ رائے یافتن نہ روے ماندن

وہابیہ کے نزدیک شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب بدعتی تھے

مثلاً:

اولاً: یوں پوچھیے کہ حیادارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالٰی زمانہ اقدس حضور دافع البلاء ﷺ میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اُس کے عم نسب [یعنی نسبی چچا] و پدر شریعت [یعنی علم شریعت میں باپ] وجد طریقت [یعنی طریقت میں دادا] جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب وجد شریعت وفر جد طریقت [یعنی طریقت میں پردادا] شاہ ولی اللہ صاحب اور فر جد نسب وتلمذ وجد الجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم اکابر عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔

کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے؟۔ کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئیں تھیں؟۔ کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے درود لکھے ہیں سب بعینہا حضور دافع البلاء ﷺ سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتادو۔ اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ ان کی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں؟ کیا وحی باطنی اسمٰعیلی میں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ

یَجُوْزُ لِاٰبَائِکَ مَا لَا یَجُوْزُ لِغَیْرِھِمْ ۔ تیرے آباؤ اجداد کیلئے جائز ہے جو دوسروں کیلئے جائز نہیں۔

ان کا امام(1) صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں۔وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاذ انبیاء بھی وہ مثل انبیاء معصوم ہیں۔(2)

گمراہی و بد دینی کا منہ کالا پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں، پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور آئمہ شریعت........

اور علمائے اہل سنت اس جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفےٰ ﷺ کی کیوں کثرت کی، معاذاللہ بدعتی بدنام۔

ثانیاً۔ یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء ﷺ پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے عبادات میں بھی کہ شاہ صاحب کے "قول الجمیل" جن کیلئے ضامن وکفیل۔

اسی "قول الجمیل" میں اپنے پیران ومشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت وسلوک آمیزی تو نبی ﷺ تک متصل ہے۔

وَاِنْ لَّمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ.(3) اگرچہ ان آداب واشغال کا تعین ثابت نہیں

نہ ان خاص آداب کا نبی ﷺ سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں: "اسی طرح پیشوایان طریقت نے

---

(1) ملاحظہ ہو امام الطائفہ کا اپنے بڑوں کو صاف صاف نبی وصاحب شریعت ووحی ومعصوم ماننا۔

(2) دیکھو صراط مستقیم ص ۳۸ دوسطر اخیر تا ۳۹، سطر ۱۰، ۱۱ دوسطر اخیر ۴۱ سطر ۵، ۶ تا صفحہ ۴۲ سطر ۲، ۳، ۴، دور مطبع [illegible]

(3) الشفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۴۱ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

جلسات وہیأت واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کیے۔"

[مولوی خرم علی مصنف "نصیحۃ المسلمین" نے اس کے ترجمہ "شفاء العلیل" میں ا
صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے۔] "یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ کہ
چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں"۔ (1)

ذرا تصورِ شیخ کا حکم ملاحظہ ہو!

اور سنیے! اسی "قول الجمیل" میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم میں تصور شیخ کی ترکیب
لکھی کہ

إِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يَخِيلُ صُوْرَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيمِ فَتُفِيدُ صُوْرَتُهُ مَا تُفِيدُ صُحْبَتُهُ. (2)

جب شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش
نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے تو
فائدے اس کی محبت دیتی تھی اب یہ صورت
دے گی۔

﴿﴾ شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا:

"حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے۔"(3)

وظائف کے التزام کا حکم

مکتوبات مرزا مظہر صاحب جانجاناں میں ہے [جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں
نفس زکیہ قیم طریقہ احمد یہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں]۔

---

(1) شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۶۱، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

(2)(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۹۶۔۹۷ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

(3)(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۹۵، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللّٰہ اسرار ھم ھر روز بجہت حل مشکلات باید خواند(1)	دعائے حزب البحر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لئے ہر روز پڑھنا چاہئے۔

ذرا اس صبح وشام وہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام ومداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہاں داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے۔

بعد حلقه صبح لازم گیرد (2)	اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔

اسی میں ہے:

بعد از حلقه صبح بران مواظبت نمایند.(3)	اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہئے۔

---

(1)(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں ۷۴)

(2)(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں ۴۱-۴۲)

(3)(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں ۹۲)

میں کہتا ہوں کہ یہاں غیر مقلدین کے عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب صدیق حسن بھوپالوی کی تصنیف "کتاب التعویذات اردو معروف الدعاء والدواء" میں سے دعائے حزب البحر اور دیگر وظائف کے بارے میں تفصیل سے نقل کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اب میں بقیہ مشائخ متقدمین کے بعض اعمال متفرقہ جمع کر کے لکھتا ہوں:

===

= = = ف مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ معاصر مولف کتاب قول جمیل تھے۔ مولوی نعیم اللہ مرحوم خلیفہ مرزا صاحب نے بعض اعمال ان کے کتاب معمولات مظہریہ میں لکھے ہیں ان کو اس جگہ نقل کیا جاتا ہے یہ اعمال بھی مجرب اور لائق اعتماد ہیں۔

طریق ختم خواجگان رضی اللہ عنہم۔ یہ ختم جس نیت سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد ونہ بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پھر سورہ فاتحہ با بسم اللہ ساتھ بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعیین نام میں اختلاف ہے۔

پھر اللہ تعالی سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لکن رعایت عدد وتر کی اولی ہے کیونکہ اللہ تعالی وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ شریف مظہری کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات علیہ (عالیہ) نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالی سے ہم امداد و اعانت بواسطۂ ان حضرات کے چاہتے ہیں مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا میں کہتا ہوں (یعنی نواب صدیق حسن) کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق و ابو یزید بسطامی و ابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے تا شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات و حصول مرادات و دفع بلاو قہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے آگے طریقہ نقل کرنے کے بعد لکھا محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لکن (لیکن) آباء و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی اس لئے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا برسات اس ختم کے لاتعد عند حد ہیں۔

خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے واللہ

مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ (عالیہ) پر تھے آ گے ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی (سرہندی) کی سرخی قائم کرنے کے بعد لکھا,, یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانسو بار (پانچ سو) لاحول ولا قوۃ الا باللہ بلا کم بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہانتک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو آ گے ختم قادریہ وغیرہ کا ذکر کرنے ۔ جد : ۔ ۔ نے حزب البحر کے بارے میں نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ”یہ دعا طرف شیخ ابو الحسن علی بن عبداللہ حوفی ۲۵۶ ہجری کی طرف منسوب ہے یہ دعا ان کو خواب میں الہام ہوئی تھی اس کا ذکر شعرانی نے منن کبرے میں بھی کیا ہے علماء و مشائخ طریق کا اس کے مجرب ہونے پر دفع آفات و قضائے حاجات میں اتفاق ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور قاضی ثناءاللہ پانی پتی (صاحب تفسیر مظہری) رح [رحمۃ اللہ علیہما] نے اس کی شرح لکھی ہے اور فوائد و منافع ذکر کیے ہیں ستر فائدے سے زیادہ اس میں ثابت ہوئے یہ دعا مشتمل ہے اسماء و صفات و افعال الٰہی پر کوئی لفظ اس دعا کا ایسا نہیں ہے جس میں کوئی رائحہ استعانت و استمداد لغیر اللہ کا ہو جو طریق دعوت کا واسطے اس دعا کے بیان کیا ہے وہ خالی شرائط دشوار سے نہیں لیکن کلمات طیبات اس کے جنکی بنیاد توحید خالص پر ہے ایسے ہیں ۔ ۔ الفاظ ہیں کہ اگر کوئی شخص حاجتمند باوضوء ہو کر صدق نیت و حسن طویت و حضور قلب و طہارت باطن کے ساتھ یہ دعوت بھی پڑھے گا تو بھی اثر اس کا ضرور ظاہر ہوگا یہ دعا مع شرح ہندوستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے حاجت نقل عبارت وبسط کلام کی اس پر نہیں یہ دعاء جالب ہر نعمت و دافع ہر نقمت ہے۔

جب یہ دعا بشرائط پڑھی جاتی ہے تو واسطے کشائش رزق و حب زوجین و زبان بندی اعداء و شفاء مریض و تسخیر سلاطین و امراء و محافظت کشتی و اداے قرض و سلامتی ایمان و نفقہ غیب و حرز سارقان و دفعہ سموم و لو جاع و دفع فقر و افلاس و عمارت باغ و خانہ و دفع جن و ہزیمت اعداء و ہیبت در دل رعایا و خلاص از فسق و لہو و دفع خطرات و وساوس و اشراف بر خواطر و ازالہ آفت و نصرت بر اعداء و دفع چشم زخم الی غیر ذلک کے حکم اکسیر اعظم و تریاق مجرب کا رکھنے کے ہے۔ (کتاب [illegible] ص ۸۷،۸۸،۸۹،۹۵،۹۶،۹۷)

امام الطائفہ کا خود بدعتی بننا

سب جانے دو خود امام الطائفہ "صراط المستقیم" میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبہ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشد ولہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت است تعیین کردہ شود۔

الخ۔(1)

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال واعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لئے جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔

للّٰہ! انصاف یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہیے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں۔

یہ ایمان "تقویۃ الایمان" پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا حضرات شریعت باطنہ اسماعیلی سے مستثنیٰ ہیں۔

---

(1) (صراط مستقیم صفحہ ۸ در مطبع ضیائی میرٹھ)

ثالثاً:

بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانع العطاء ﷺ کو دافع البلاء کہنا تو معاذ اللہ شرک ہوا۔

وہابیہ کے طور پر سارا خاندان دہلی مشرک تھا

اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب [رحمۃ اللہ علیہ] کی خبر لیجئے۔
وہ اپنے قصیدہ نعتیہ "اطیب النغم" اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت ﷺ کہ جائے دست زدن اندوہ گین است در ہر شدتے (1)	ہمیں نظر نہیں آتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غم خواری فرماتے ہیں۔

پھر کہا:

جائے پناہ گرفتن بندگان وگر بزگاہ ایشاں در وقت خوف ایشاں روز قیامت۔(2)	حضور قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں۔

پھر کہا:

نافع ترین ایشاں است مرد ماں را نزدیک ھجوم حوادث زماں۔(3)	زمانہ کے حوادث کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔

پھر کہا:

(1)(شرح قصیدہ اطیب النغم صفحہ ۴، و۲۳ مترجم)
(2)(شرح قصیدہ اطیب النغم صفحہ ۶، و۳۳ مترجم)
(3)(شرح قصیدہ اطیب النغم صفحہ ۶، و۵۳ مترجم)

اے بہترین خلق خدا وائے	اے خلق خدا میں بہترین عطا کرنے والے
بہترین عطا کنندہ وائے	اور مصیبت کے وقت امیدوار کے معیبت
کسیکہ امید داشتہ شود برائے	ٹالنے والے۔
ازالہ مصیبتے۔(1)	

پھر کہا:

تو پناہ دہندۂ منی از ھجوم	آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے
کردن مصیبتے۔(2)	ہیں۔

عاجزی وتذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرے

اپنے دوسرے قصیدۂ نعتیہ "ھمزیہ" کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں

آخر حالت مادح آنحضرت	حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی
صلی اللہ علیہ وسلم را	کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی
وقتیکہ احساس کند نا رسائی	اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور
خود را از حقیقت ثنا آنست کہ	حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے
ندا کند خوار دزار شدہ	رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو
باخلاص در مناجات وبہ پناہ	ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے جب ہی تو میں

(1) (شرح قصیدۃ الطیب بالنغم صفحہ ۳۲، و ۵۶۔۵۷ مترجم)

(2) (شرح قصیدۃ الطیب بالنغم صفحہ ۳۲ و ۱۶۲ مترجم)

گرفتن بایں طریق ای رسول خدا عطائے ترامیخواهم روز حشر (الی قوله) تو ئی پناه از هر بلابسوئے تست رو آوردن من وبه تست پناه گرفتن من ودر تست امید داشتن من آه. ملخصاً.(1)	تری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں۔

اولیاء کا مشکل کشا ہونا

یہی شاہ صاحب "ہمعات" میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت است در منام وفائده ها ازیشان یا فتن ودر مهالک و مضائق صورت آں جماعت پدید آمدن وحل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن	اس نسبت کا ثمرہ یہ ہے کہ ان کی زیارت خواب میں ہو جاتی ہے اور ہلاکت وتنگی کے اوقات میں وہ جماعت ظاہر ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہے۔(2)

اولیاء کی روحیں جہاں چاہتی جاتی ہیں

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید "تذکرۃ الموتی"

(1)(شرح قصیدہ ہمزیہ ۳۳)

(2)(ہمعات صفحہ ۵۹، اکادیمیہ الشاہ ولی اللہ الدھلوی، صدر حیدرآباد)

میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرارہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں از زمین وآسماں وبہشت ہر جا کہ خواہند میروند ودوستاں و معتقداں را در دنیا وآخرت (1) مدد گاری میفرمایند ودشمناں را ہلاک می سازند۔(2)

ان کی ارواح زمین وآسماں اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔

مرزا صاحب کے "ملفوظات" میں ہے:

نسبت ما بجناب امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللّٰہ وجہہ میرسد وفقیر را نیاز (3) خاص بآنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ (3) جسمانی توجہ بآنحضرت واقع میشود وسبب حصول شفا میگردد۔(4)

میری حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفاء ہو جاتی ہے۔

---

(1) (ارواح اولیاء کا مدد کرنا اور دشمنوں کو ہلاک کرنا)

(2) (تذکرۃ الموتی ۴۱ مطبع مجتبائی دہلی)

(3) (مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کی نیاز۔ بیماری میں مولی علی کی طرف توجہ)

(4) (ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں ۷۸)

ذرا اس نیاز خاص پر نظر رہے۔

یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث (1) الثقلین بحال متوسلان طریقه علیه ایشان بسیار معلوم شدبا هیچکس اهل ایں طریقه ملاقات نشده که توجه مبارك آنحضرت بحالش مبذول نیست. (2)	حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ غوث الثقلین بھی ملحوظ خاطر رہے، اس کے یہی معنی ہیں ناں کہ انس وجن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔

اور سنئے یہی نفس زکیہ فرماتے ہیں:

همچنیں عنایت حضرت خواجه نقشبند (3) بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں (4) در صحرا یا وقت خواب اسباب واسپان خود	ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے، معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے ہیں غیبی تائید ان کے

(1)(غوث پاک کی توجہ وعنایت)

(2)(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں)

(3)(خواجہ نقشبند کی عنایت) (4)(ان کی حمایت میں اہل وعیال واسباب کا سونپنا)

بحمایت حضرت خواجہ می ساتھ ہوتی ہے۔

سپارند وتائیدات از غیب همراه

ایشاں میشود۔ (1)

اب تو شرک کا پانی سر سے تیر ہو گیا ایمان سے کہو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے، جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے۔

خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیث:

" أَعُوْذُ بِعَظِيْمِ هٰذَا الْوَادِیْ "(2)

یا آیت کریمہ:

﴿كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ﴾(3) آدمیوں میں سے کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے۔

یاد آ جائے پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مداح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے۔

آخر تمہارا امام (اسمٰعیل) بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے۔

---

(1) (ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں

(2) (أخرجه الحاكم في المستدرك ۳/ ۷۲۰ (۶۶۰۷)، في ذكر خريم بن فاتك الأسدي ،وفي نسخة۳۰/ ۹۲۱، والطبراني في الكبير ۴/ ۲۱۱ (۴۱۶۶) ،وابن أبي الدنيا في الهواتف ۷۱ ، وابن عساكر في تاريخه ۲۳۸/۴۹ و ۳۷۶/۵۲ .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۸/ ۲۵۰ (۱۳۹۷۳) :رواه الطبراني و فيه من لم أعرفهم .

(3)[الجن ۶]

اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف فرماتے اور مشکلیں حل کرتے ہیں

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب "تفسیر عزیزی" میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

دریںحالت هم تصرف در دنیا وا ده واستغراق آنها بجهت كمال وسعت(1) مدارك آنها مانع توجه(2) بايں سمت نميگردد واويسيا ں تحصيل [مطلب](3) كمالات باطنى ازانها مى نمايند وارباب حاجات ومطالب حل مشكلات(4) خود از آنهما مى(5) طلبند ومى يابند(6)

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کی رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسیا ں اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

﴿﴾ ذرا یہ دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں کتنا فرق ہے۔

(یا علي مشكلكشا مشكلكشا)

کاروبارِ عالم مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے اور مولیٰ علی کے نام کی منت

اور "تحفه اثنا عشريه" میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں:

---

(1) (کمال وسیع علم رکھتے ہیں) (2) (اس عالم کی طرف توجہ رکھتے ہیں) (3) (فیض پہنچاتے ہیں)

(4) (مشکل حل کرتے ہیں) (5) (ان سے حاجتوں کا مانگنا)

(6) (تفسیر عزیزی، تفسیر سورۃ انشقت پارہ: ۳۰، ص ۱۱۳، مطبع مجتبائی دھلی)

حضرت امیر و ذریہ طاھرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام(1) ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللّٰہ ہمیں معاملہ است۔(2)

حضرت امیر یعنی علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیر و مرشد مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو یعنی دنیا میں جو کچھ الٹ پھیر ہوتا ہے انہیں وابستہ جانتی ہے اور ان کے نام فاتحہ درود وصدقات اور ان کے ناموں کی نذر [صدقہ وخیرات برائے ایصال ثواب] وغیرہ دینا رائج ومعمول ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا بھی معاملہ ہے۔

کیوں صاحبو! یہ کتنے بڑے شرکہائے اکبر واعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتارہے ہیں اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے۔ بھلا دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولیٰ علی واہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم ومولاہم وعلیہم وبارک وسلم طرفہ تر سنئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا پھر بدعتی بننا

شاہ ولی اللہ صاحب کے **"انتباہ فی سلاسل اولیاء اللّٰہ"** سے روشن کہ شاہ صاحب والامناقب اور ان کے بارہ اساتذۂ علم حدیث ومشائخ طریقت جن میں مولانا ابوطاہر مدنی اور ان کے والد واستاذ وپیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور

(۱)(مولیٰ علی کے نام کی منت)

(۲)(تحفہ اثنا عشریہ ۳۹۶، ۳۹۷، مطبوعہ کلکتہ)

ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نجلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری وخاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اجازت دیتے اعمال جواہر خمسہ ودعا سیفی کا زمانہ اقدس حضور دافع البلاء ﷺ کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی ومروج بدعت قرار پانا۔

شاہ صاحب کا بڑا بھاری شرک نادعلی

درکنار اسی جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جواہر دار سیف خونخوار جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار وہ کیا یعنی کہ نادعلی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی جواہر خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا:

نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخوانند و آں ایں است ۔ نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ ،يَا عَلِيُّ، يَا عَلِيُّ.(1)

نادعلی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے اور وہ یہ ہے علی رضی اللہ عنہ کو پکار کہ وہ عجائبات کے مظہر ہیں تو انہیں مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی اور غم آپ کی ولایت کے صدقے فوراً دور ہو جاتا ہے۔ یاعلی یاعلی یاعلی۔

یعنی پکار علی مرتضی کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں اپنا مددگار پائے گا مصیبتوں میں سب پریشانی وغم اب دور ہو جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یاعلی یاعلی یاعلی ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کیجیے

---

(1)(جواہر خمسہ

اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل " انهــار الأنـوار من يـم صلا
الاسـرار ، وحيـا ة الموات بيا ن سماع الأموات ، (1) وأنوار الإنتبا ه في حل
نداء يا رسول الله ﷺ " ملاحظہ ہوں۔

رہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمانِ طائفہ پر مشرک بے ایمان واجب العذاب
مستحیل المغفران [نا قابل معافی] تھے یا " تقویۃ الایمان " کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کہ
چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعتی بنانے کے لئے اترے ہیں ۔ اللہ ایمان وحیا
بخشے ۔ آمین ۔

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کام چلے جنہیں نہ نگلے
بنے نہ اگلتے ہو للّٰہ الحجۃ الساطعہ ۔

---

(1) (فقیر نے اس کتاب کی تخریج " مردے سنتے اور پہچانتے ہیں " کے نام کی ہے جو کہ زیر طبع ہے ۔ محمد ارشد مسعود)

فائدہ زاہرہ

خیر یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصوی تک پہنچا چکے "وَمَنْ أَحْسَنَ مَنْ فَصَّلَهُ وَحَقَّقَهُ خَاتِمُ الْمُحَقِّقِيْنَ سَيِّدُنَا الْوَالِدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَوْلَى الْمَاجِدُ فِيْ كِتَابِهِ الْجَلِيْلِ الْمُفَادِ" أُصُوْلِ الرَّشَادِ لِقَمْعِ مَبَانِي الْفَسَادِ".

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ "إِقَامَةُ الْقِيَامَةِ عَلٰى طَاعِنِ الْقِيَامِ لِنَبِيِّ تِهَامَةَ" وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کیے اور اپنے رسالہ "مُنِيْرُ الْعَيْنِ فِيْ حُكْمِ تَقْبِيْلِ الْإِبْهَامَيْنِ" وغیرہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفرا شکنی [یعنی اس نئے گڑھے ہوئے عقیدہ کے علاج کے لئے کافی ہیں] کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء ﷺ کے وبا و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و وقائع جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر [شمار] کی قدرت، اُن میں سے بہت بحمد اللہ تعالیٰ کتب و خطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور جو چاہے کتب سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

نکتہ جلیلہ کہ وہابیہ کا مذہب انبیاء و ملائکہ یہاں تک کہ خود اللہ جل جلالہ کو معاذ اللہ مشرک کہتا ہے۔

مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ إن شاء اللہ تمام شرکیات وہابیہ کی بیخ کنی [جڑ سے اُکھاڑنے] میں کافی وافی کام دے۔

مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک داءِ باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام

بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے۔ ان نئے فلسفیوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک معاذ اللہ حضرات انبیاء کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاذاً باللہ خود حضرت رب العزت وحضور پرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ۔ ولہذا امام الطائفہ نے جابجا وہ بیجا مسائل جی سے گڑھے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاوائے فقیر........

"العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" کی مجلد ششم "البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ" میں ملیں گی، ان کی تفصیل طویل کی حاجت نہیں۔

یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں ﴿اِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ (1) پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہو لئے یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول وباللہ التوفیق: نسبت واسناد دو قسم ہے۔

حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت میں متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا جالس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں۔

حالانکہ حقیقۃً آب وکشتی جاری ومتحرک ہیں، پھر حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں واہل ہر مذہب وملت وخود قرآن وحدیث میں شائع وذائع مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں۔

---

(1)[الزخرف:٢٣]

فرق ذاتی وعطائی

قرآن عظیم میں جابجا﴿ اُولُوا الْعِلْمِ (1)، وَعُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (2)﴾ اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے، یعنی عطائے الٰہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے (3) کہ وہ بے کسی کی عطاء کے اپنی ذات سے عالم ہے سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت وامداد وعلم غیب وتصرفات ونداء وسماع فریاد وغیرہا اسی فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔

---

(1) [آل عمران :۱۸]

(2) [الشعراء :۱۹۷]

(3) (قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تذکرہ میں آپ کا بادشاہ کے سامنے اپنے بارے میں "حفیظ" اور "علیم" جیسے لفظ استعمال کرنا ذکر کیا ہے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴾ [الیوسف :۵۵] یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفیظ اور علیم ہوں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دینے کے لئے فرشتے بھیجے گئے تو انہوں نے حضرت اسحاق کو " علیم " کہا، ارشاد فرمایا:

﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ﴾ [الحجر :۵۳] انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علیم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ﴾ [الذٰریٰت :۲۸] تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈریئے نہیں اور اس کو ایک علیم لڑکے کی بشارت دی۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعیات وہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات واحادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے، ان شاء اللہ تبارک وتعالٰی۔ حضور پر نور معطی النعماء والسرور، دافع البلاء والشرور، شافع یوم النشور ﷺ کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے۔

= =اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ ہر علم والے کے اوپر ایک " علیم " ہے، ارشاد فرمایا:

﴿نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾[الیوسف :٧٦] ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علیم ہے۔

اور اللہ تعالٰی نے اپنی ذات کے لئے لفظ " علیم " قرآن مجید میں کئی مقامات پر استعمال فرمایا ہے،

ارشاد فرمایا:

﴿فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ﴾[البقرۃ ٢٩] تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کا علیم ہے

اور ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ [البقرۃ :٣٢] فرشتوں نے عرض کی بے شک تو علیم وحکیم ہے

اور ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[البقرۃ :١١٥] بے شک اللہ عزوجل وسعت والا علیم ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جہاں کسی نبی ﷺ یا ولی کی طرف لفظ " علیم " استعمال کیا جائے گا تو اس کی طرف اس کی نسبت مجازی ہوگی اور جب اللہ رب العزت کی طرف اس کی نسبت ہوگی تو حقیقی ذاتی معنی میں، یعنی باقی جس کسی کے پاس بھی علم ہوگا اس کی عطا سے اور اللہ عزوجل کا علم کسی کی عطا نہیں بلکہ اس کا ذاتی علم ہے گویا وہ ذاتی طور پر علیم ہے باقی سب اس کی عطا سے۔

اسی طرح سمیع، بصیر، حکیم وغیرہ صفات بھی۔

مخالف متعسف کو یوں توفیقِ تصدیق نصیب نہ ہو تو فقیر کا رسالہ "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الورٰی" مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان وایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں۔

جو معنی شرک ہیں کسی مسلمان کی خواب میں بھی ان کا خیال نہیں گزرتا

تنزلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا ازانجا کہ حضور سبب ووسیلہ وواسطہ دافع بلا ہیں۔ لہٰذا نسبت مجازی رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سید تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ المالکی جن کی امامت وجلالت محل خلاف وشبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک، مہری مصدق فتوے میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں، کتاب مستطاب "شفاء السقام شریف" میں ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الخلق والإستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام إليه ومنعه من باب التلبيس في الدين والتشويش على عوام الموحدين (1)	یعنی نبی ﷺ سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق وفاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت يا سيدي جزاك الله عن الإسلام والمسلمين خيراً. آمین.

(1) (شفاء السقام في زيارة خير الأنام ص١٧٥ المكتبة النورية الرضوية لائلپور پاکستان)

وہابیہ کاظلم جو محاورے خود بولتے ہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کوان سے آنکھ بند کرلیتے ہیں

فقیر کہتا ہے ایک دافع بلا واِمداد وعطا پر ہی کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں، کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یا سوفسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الأشیاء ثابتۃ سے منکر ہیں، اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں، مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں، کیا مسلمانوں پر بدگمانی حرام قطعی نہیں؟ کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ناطق نہیں؟ بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمانی سے بھی گزرا ہوا ہے، سوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہئے۔ مسلمان کے بارے میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے، اس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے۔

كَمَا لَا يَخْفٰى عِنْدَ كُلِّ مَنْ لَهٗ عَقْلٌ وَّدِيْنٌ

جیسا کہ ہر عقل ودین رکھنے والے کے لئے یہ بات پوشیدہ نہیں۔

● فتاوٰی خیریہ، کتاب الایمان' میں ہے:

" سُئِلَ فِيْ رَجُلٍ حَلَفَ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ اِلَّا اَنْ يَّحْكُمَ عَلَيْهِ الدَّهْرُ.... فَدَخَلَهَا هَلْ يَحْنَثُ...؟ أَجَابَ: لَا[يحنث] وَهٰذَا مَجَازٌ بِصُدُوْرِهٖ مِنَ الْمُوَحِّدِ... وَإِذَا دَخَلَهَا

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا اور وہ داخل ہو گیا کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ تحریر کیا کہ حانث نہیں ہوا یہ

لَقَدْ حَكَمَ أَيْ قَضٰى عَلَيْهِ رَبُّ الدَّهْرِ بِدُخُوْلِهَا وَهُوَ مُسْتَثْنٰى [من يمينه] فَلَا حِنْثَ اه بتلخيص.(1)	کلمہ مجازی ہے موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور نا ممکن ہے جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا اس لئے وہ حانث نہیں ہوا۔

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے، وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہوگا ان خبائث کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا۔ مسلمان کی طرف سے ''لا الہ إلا اللّٰہ'' جھگڑتا ہوا تو نہ آئے گا۔ ستمگر جواب تیار کر رکھ اس سختی کے دن کا

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾(2)	اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

بالجملہ اس احتمال کی تو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انھیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی استاد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو، اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی (3) صورتیں متصور بنظر (4) مصداق نسبت یا بنفس حکایت اول یہ کہ غیر خدا کے لئے ایسا اتصاف [موصوف ہونا] ماننا ہی مطلقا شرک

---

(1)(الفتاوی الخیریۃ مع الفتاوی تنقیح الحامدیۃ ۱/۳۵، دار الأشاعۃ العربیۃ کوئٹہ)

(2)[الشعراء ۲۲۷:]

(3)(دافع البلاء کہنے کے شرک ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں اور جو صورت مراد لو خدا اور رسول تک حکم شرک پہنچے گا۔)

(4)(فرق یہ ہے کہ اول میں حکم منع حکایت بنظر بطلان وعدم مطابقت ہوگا یعنی واقع میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا صحیح ہو، اور دوم میں حکایت خود ہی محذور ہوگی اگرچہ صادق ہو کہ صدق لکت اطلاق الزام نہیں،، أَلَا تَرٰى إِنَّا نُؤْمِنُ بِأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ أَعَزُّ عَزِيْزًا وَأَجَلُّ جَلِيْلٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلٰكِنْ لَا يُقَالُ مُحَمَّدًا عَزَّوَجَلَّ بَلْ صَلَّى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ=

اگرچہ مجازی ہو جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء ﷺ دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق ہو، جو غیر خدا کو ایسے اُمور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم: یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذات احدیت جل وعلا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک، اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے۔

جو چیز اللہ کی قدرت میں ہے اسے غیر کیلئے بعطائے الٰہی ماننا کبھی شرک نہیں ہو سکتا۔

آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعطاء الٰہی مانا تو شرک کے کیا معنی، برخلاف اس طاغی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔(1)

کسی سفیہ مجنوں نے کیا کہا جائے کہ صفت الٰہی بعطائے الٰہی نہیں تو جو عطائے الٰہی ہے صفت الٰہی نہیں تو اس کا اثبات بھی نہ ہوا، نہ کہ خاص صفت ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو

= تو وجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقاً تحقق اور دوم میں یہ کہ اطلاق یقیناً جائز، ظاہر کہ دلائل وجہ دوم سب دلائل وجہ اول بھی ہیں کہ حکایت الٰہیہ و نبویہ قطعاً صادق لہذا ہم انہیں جانب کثرت بغلبت توجہ کریں گے نصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے۔ وباللہ التوفیق ۱۲ منہ دامت فیوضہ۔

(1) (تقویۃ الایمان صفحہ ۵، اشاعۃ السنہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان شیش محل روڈ لاہور، وصفحہ ۱۲، مکتبہ تھانوی، دیوبند)

بالبداہۃ صفت ملزومہ عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا، ایک یہی حرف تمام
ترکیات وہابیہ کو کیفر چشانی [سزا چکھانے] کے لئے بس ہے۔

مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان
صاحبوں کا حکم شرک اللہ ورسول تک متعدی ہونا [جا پہنچنا]، ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا
ہوں کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ
اللہ ورسول تک منجر [کھینچا ہوا، جانے والا] جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

باب

اول

پیارے محبوب ﷺ عطائے الٰہی دفع بلا کا سبب ہیں

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ (6) آیتیں اور ساٹھ حدیثیں (60) جملہ چھیاسٹھ نص ہیں۔

فصل اول

آیات کریمہ میں

آیت ﴿1﴾ : قال اللہ عزوجل

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴾(1) اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلا ﷺ کفار پر سے بھی سبب دفع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف و رحیم ہیں (ﷺ)

آیت ﴿2﴾:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (2) ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا و زحمت۔

اللہ تعالیٰ یوں ہی بخش سکتا تھا مگر فرماتا ہے کہ "قبول توبہ چاہو تو نبی کے حضور حاضر ہو جاؤ"

(1)[الانفال : ۳۳]

(2) [الأنبياء :۱۰۷]

آیت (3):

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾.(1)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب [ﷺ]! آپ کے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پرنور عفو غفور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے بلکہ یہ آیت پیار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یوں ہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو جاؤ (ﷺ) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

آیت (4):

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ﴾(2)

اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں سے آدمیوں کو دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھا دی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ و واسطہ دفع بلا ہیں۔

متعدد آیات و احادیث کہ نیکوں کے سبب بلا دفع ہوتی ہے

آیت (5):

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو

(1)[النساء:۶۴]

(2)[الحج:۴۰]

بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾(1)

ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جائی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

آئمہ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ﴿6﴾:

﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾(2)

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس ﷺ عمرے کیلئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں تو کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا۔ صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لئے ایک دبتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں بڑی فتح نمایاں تھی۔

جسے اللہ عزوجل نے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾(3) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیات نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں

(1)[البقرة ۲۵۱]

(2)[الفتح ۲۵]

(3)[الفتح ۱]

مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جنکی تمہیں خبر نہیں تم قہر اجاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا ابھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالٰی انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔

کیا روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے، وللہ الحمد۔

فصل دوم:

احادیث عظیمہ میں

حدیث(1):

کہ رب العزت جل وعلا فرماتا ہے:

إِنِّيْ لَأَهُمُّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى عُمَّارِ بُيُوْتِيْ وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِيْ عَنْهُمْ .(1)

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہو جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میر لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں تو اپنا غض ان سے پھیر دیتا ہوں۔

البیهقي في الشعب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: إن الله تعالى يقول:... الحديث .

---

(1) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٩(٢٩٤٥)، و٦/٣٣٥ وابن عدي في الكامل ٥/٩٣ في ترجمة صالح بن بشير أبو بشر المري والديلمي في فردوس الأخبار بمأثور الخطاب ٣/١١٥(٤٣٣٦) وذكره السيوطي في الدر المنثور[التوبة ١٨] وابن كثير في تفسيره [التوبة ١٨] والمتقي الهندي في كنز العمال ٧/٥٧٩(٢٠٣٤٣) . وقال المناوي في فيض القدير ٢/٣٣: وفيه صالح المري أورده الذهبي في الضعفاء والمتروكين. وقال: قال النسائي: وغيره متروك .

قلت: وأخرج البيهقي عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: إِذَا عَاهَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ أُنْزِلَتْ صُرِفَتْ عَنْ عُمَّارِ الْمَسَاجِدِ . یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آسمان سے آفت نازل ہوتی جاتی ہے تو اس کو مساجد آباد کرنے والوں کے سبب پھیر دیا جاتا ہے۔ ==

حدیث (2):

کہ حضور دافع البلاء ﷺ فرماتے ہیں:

لَوْلَا عِبَادٌ لِلّٰهِ رُكَّعٌ وَصِبْيَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمْ
اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو

الطبراني في الكبير والبيهقي في السنن عن مسافع الديلمي رضي الله تعالى عنه۔

= (شعب الإيمان ٣/٣٧٩۔٣٨٠ (٣٧٨٦) والخطيب في تالي تلخيص المتشابه ١/٣٣٣ (١٤٧) وأبو نعيم في أخبار أصبهان ١/٥٥٩ وابن عدي في الكامل ٣/٢٢٣ في ترجمة: زافر بن سليمان، وابن عساكر في تاريخه ١٧/١١ في ترجمة: خلف بن سعيد، وذكره السيوطي في الدر المنثور ٣/٣١ [البقرة: ٢٥١] وعزاه إلى البزار وأبو يعلى والطبراني في الأوسط والبيهقي في الشعب.)

قال البيهقي: هذه الأسانيد عن أنس بن مالك في هذا المعنى إذا ضممتهن إلى ما روي في هذا الباب عن غيره أخذت قوة، والله أعلم.

وأخرج عبد الرزاق ٢/٤١٢ (٣٧٥٢)، و ١٠/٢٠١ (٣٠٣٩٨) بلفظه. والبيهقي في الشعب ٦/٥٠٠ (٩٠٥٢)، وابن المبارك في الزهد ٤٧ (١٣٢)، وابن عساكر في تاريخه ٣١/٦ معمر عن رجل من قريش رفع الحديث قال: يقول الله تبارك وتعالى إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ الَّذِينَ يَتَحَابُّونَ فِيَّ، وَالَّذِينَ يَعْمُرُونَ مَسَاجِدِي، وَالَّذِينَ يَسْتَغْفِرُونَ بِالْأَسْحَارِ، أُولٰئِكَ الَّذِينَ إِذَا أَرَدْتُ بِخَلْقِي عَذَابًا ذَكَرْتُهُمْ فَصَرَفْتُ عَنْهُمْ عَنْ خَلْقِي.

یعنی معمر ایک قریشی آدمی سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں جو میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری مسجد کو آباد کرتے اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جب میں اپنی مخلوق کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں تو ان کا ذکر کرتا اور اپنی مخلوق سے اپنا عذاب پھیر دیتا ہوں۔ = = =

الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ رُصَّ رَصًّا .(1) بیشک عذاب تم پر سختی ڈالا جاتا پھر مضبوط محکم کردیا جاتا۔

= = وابن أبي الدنيا في الأولياء ٣٢ (٧٦) عن خالد بن معدان ، نحوه .

(1)أخرجه الطبراني في المعجم الكبير ٣٠٩/٢٢،وفي الأوسط ٣٦/٥ (٤٥٣٩) ، والبيهقي في السنن الكبرى ١٥٥/٥(٣٣٨٣)،وفي شعب الإيمان ٢٥٦/٢،٢٥٧ (٣٣٠)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ٢١٠/٢(٩٦٥)،وابن قانع في معجم الصحابة ٣٣٢٧/١٠(١١٢٣)،وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٣٨/٣ و ٥١٣ ،وفيه :

قال أحمد بن عمرو : إسناده حسن .والدولابي في الكنى والأسماء ٧٨/١، وابن عدي في الكامل في ترجمة عبد الرحمن بن سعد بن عمار ٣١٥/٣ ومالك بن عبيدة ٣٨٠/٦ ، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٨٠/١٠ وقال :رواه الطبراني في الكبير والأوسط ، وفيه عبد الرحمن بن سعد بن عمار ، وهو ضعيف .

وقال القاضي أبو بكر الشيباني :إسناده حسن (الآحاد والمثاني ٢١٠/٢).

اس کے شاہد ہیں اگر یہ سند ضعیف بھی ہے تب بھی یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن کا درجہ پالیتی ہے۔

شاهد نمبر (1)امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"قال رسول الله ﷺ:مَهْلًا عَنِ اللّٰهِ مَهْلًا ، لَوْلَا شَبَابٌ خُشَّعٌ ، وَشُيُوْخٌ رُكَّعٌ ، وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ ، وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا ، ثُمَّ لَرُصَّ رَصًّا . (٣١٧/١٩(٨٣٣) والأوسط٢٠٥/٥،٢٠٦(٧٠٨٥)، وأبو يعلى في مسنده ٢٨٧/١١(٦٤٠٢)،و ٥١١ (٦٦٣٣) والبيهقي في السنن الكبرى ١٥٥/٥(٣٣٨٣)،والخطيب في تاريخه٦/٦٣ في ترجمة :إبراهيم بن خثيم ،وأبو نعيم في الحلية ١٠٦/٦،(٧٩٧٧) في ترجمة حدير بن كريب،وابن عدي في الكامل٢٩٥/١ ، ترجمة إبراهيم بن خثيم ، وابن شاهين في الترغيب (٣٨٣)، وذكره الحافظ في مطالب العالية ٤٣٩/٧(٣٢١٥)، وأحمد بن أبي بكر البوصيري في إتحاف الخيرة المهرة ٥٠٦/٩(٩٣٥٢). = = =

حدیث (3):

کہ فرماتے ہیں نبی ﷺ:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِئَةِ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْبَلَاءَ .

بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلا دفع فرماتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آیہ کریمہ:

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾. تلاوت کی .(1)

رواه عنه الطبراني في الكبير وعبد الله بن أحمد ثم البغوي في المعالم .

= = وقال البيهقي :إبراهيم بن خثيم غير قوي .وله شاهد بإسناد آخر غير قوي .

وقال الهيثمي :رواه البزار والطبراني في الأوسط ...وأبو يعلى أخصر منه ،وفيه إبراهيم بن خثيم، وهو ضعيف .

شاهد نمبر (۲) امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ "معرفۃ الصحابۃ" میں روایت کرتے ہیں:

عن أبي الزاهرية أن النبي ﷺ قال :مَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَيُنَادِي مُنَادٍ :مَهْلًا أَيُّهَا النَّاسُ مَهْلًا فَإِنَّ لِلّٰهِ سطوَاتٍ ، وَلَوْلَا رِجَالٌ خُشَّعٌ ، وَصِبْيَانٌ رُضَّعٌ ،وَدَوَابُّ رُتَّعٌ، لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ رُضِضْتُمْ بِهِ رَضًّا .(أخرجه أبو نعيم في الحلية ٦/١٠٠،عن أبي الزاهرية. وذكره ابن حجر في تلخيص الحبير ٢/٩٧،في الإستسقاء ،وعزاه إلى معرفة الصحابة)

(1)أخرجه الطبراني في الأوسط ٣/٣٩٤(٣٠٨٠)،وفي الكبير١١/٢٢٨ ، والعقيلي في الضعفا ٢ / ٢٠٣ ،وفي نسخة ٣/١٥١٣،ترجمة :يحيى بن سعيد العطار الشامي ، وابن عدي في الكامل ٢/٢٧٤،وفي نسخة ٢/٣٨٢،ترجمة حفص بن سليمان والبغوي في المعالم ١/٢٣٦،وفي نسخة ١/٣٤٣، لفظ له، سورة البقرة آيت :٢٥١، والطبري في تفسيره ١/٧٧٤(٢٢٨٩)،وذكره ابن كثير في تفسيره ١/٢٨٤، والسيوطي في الدر المنثور ١/٧٤٦،وابن عادل الحنبلي في تفسيره ٣/٢٩٣. = = =

حدیث﴿4﴾:

فرماتے ہیں ﷺ:

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعاً وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ أَهْلُ الْأَرْضِ. الطبراني في الكبير عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه ۔(1)

جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔

= = = وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٨ / ٢١٣ وفي نسخة:٨/٢١(١٣٥٢٣) كتاب البر والصلة:رواه الطبراني في الكبير والأوسط ، وفيه:يحيٰى بن سعيد العطار ، وهو ضعيف . وله شاهد :عن مجاهد ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾ يَقُوْلُ :ولولا دفاع الله بالبَرِّ عن الفاجر ، وببقية أخلاف الناس بعضهم عن بعض لهلك أهلها . تفسير الطبري ١/٧٧٧(٣٢٨٦) بسندين ، وابن أبي حاتم في تفسيره ٢/٣٨٠(٢٥٣٨) وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٧٣٦.

عن جابر بن عبد الله :قال قال :رسول الله ﷺ إن الله ليصلح بصلاح الرجل المسلم ولده وولد ولده وأهل دويرته و دويرات حوله ، ولا يزالون في حفظ الله ما دام فيهم . تفسير طبري ١/٧٧٧(٣٢٩٠) والسيوطي في الدر المنثور ١/٧٣٦.

عن ابن عباس في قوله ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾ قال :يدفع الله بمن يصلي عمن لا يصلي ، وبمن يحج عمن لا يحج ، وبمن يزكي عمن لا يزكي .

أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره ٢/٣٨٠(٢٥٣٧)،وذكره ابن عادل حنبلي في تفسيره ٤/٢٩٣، والشوكاني في تفسيره ١/٣٤٧)

(1)ذكره المتقي الهندي في كنز العمال ١/ ٤٧٦ (٢٠٦٨) لفظ له.

حدیث (5):

فرماتے ہیں ﷺ:

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ (1). کیا تمہیں مدد ورزق کسی اور کے سبب ملتا۔ سوا اپنے ضعیفوں کے۔

البخاري عن سعد بن وقاص رضي الله تعالى عنه .

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۱۰، دوسرا نسخہ ۱۰/ ۳۵۲ میں اس کے ایک راوی "عثمان بن ا عاتکۃ" کے بارے میں کہا ہے کہ " ضعفه الجمهور "۔

میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان نے اپنی "صحیح" ۲/ ۱۵۱ (۴۹۹) میں اس سے روایت لی ہے، اسی طرح ابن ماجہ اور ابوداود وغیرہما نے اس سے اپنی اپنی "سنن" میں احادیث لی ہیں اور ابن ماجہ کے "زوائد" ۴/ ۰۶ میں اس کی ایک روایت کی سند کے بارے میں امام کنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ " هذا إسناد حسن وعثمان مختلف فيه "، اور امام حاکم نے "مستدرک" ۴/ ۵۹۱ (۸۶۴۶) "کتاب الفتن والملاحم" میں اس کی روایت کو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے اور اس کی "تلخیص" میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ " على شرط مسلم "، اور امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے الاحادیث المختارۃ ۸/ ۳۵۲ (۴۳۰) میں اس کی روایت کے بارے میں کہا کہ " إسناده حسن "۔ اس روایت کے باقی راویوں کو امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ کہا ہے۔

(1) أخرجه البخاري في الصحيح ۲/ ۴۰۵ كتاب الجهاد، باب الجهاد مَن استعان بالضعفاء، وأحمد في مسنده ۱/ ۱۷۳ (۱۴۹۳) مرويات أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص، عبدالرزاق في المصنف ۵/ ۳۰۳، وفي نسخة ۵/ ۳۰۲ (۹۶۵۳) كتاب الجهاد، باب: لمن الغنيمة، والطبراني في الأوسط ۲/ ۳۶۷، وفي نسخة ۳/ ۳۱ (۲۲۷۰)، وفي الصغير ۷۲، وفي نسخة ۹۲ (۱۴۳)، والبزار في مسنده ۳/ ۳۵۹ (۱۱۵۹)، والبيهقي في شعب الإيمان ۷/ ۳۳۷. [صحيح].

والنسائي في السنن المجتبى ۲/ ۴۴ (۳۱۸۰) في كتاب الجهاد، باب الاستنصار = = =

حدیث ﴿6﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

إِنَّ اللّٰهَ يَنْصُرُ الْقَوْمَ بِأَضْعَفِهِمْ۔(1) بیشک اللہ تعالیٰ تمام قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیف تر کے سبب۔

الحارث في مسنده عن ابن عباس رضي الله عنهما .

حدیث ﴿7﴾:

زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ۔ایک کسب کرتے دوسرے خدمت والاۓ ،حضور دافع البلاء ﷺ میں حاضر ہوتے کمانے والے ان سے شاکی ہوئے فرمایا:

= = = بالضعيف . بلفظ :إنما ينصر الله هذه الأمة بضعيفها بدعوتهم وصلاتهم واخلاصهم . وفي السنن الكبرى ٣/٣٠(٤٣٨٧)، ، وتمام في الفوائد٣/ ٧٧.٧٨ في الجهاد . [صحيح] .

وأبي نعيم في حلية الأولياء ٨/٢٩٠، بلفظ :هل تنصرون إلا بضعفائكم بدعوتهم واخلاصهم .

وفي الباب عن أبي الدرداء أخرجه ابن حبان في الصحيح ١١/٨٥ (٤٧٦٧) كتاب السير , بلفظ :فإنما ترزقون و تنصرون بضعفائكم . والنسائي في سنن المجتبى ٣٦٤ (٣١٨١) في الجهاد ، وأبي داود في السنن ،والترمذي في الجامع ، وأحمد في مسنده ١٩٨/٥،والحاكم في المستدرك ٢/١٦،و٢/١٥٧،والبيهقي في الكبرى ٣/٣٤٥ (٦١٨٢) ،و٦/٣٣١(١٢٩٨٣) ،والطبراني في مسند الشاميين ١/٣٣٥ (٥٩٠)،و ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ١٩/٢٥٣،و٥٥/٢٤٣ .[صحيح] .

(1)أخرجه الحارث في مسنده كما في بغية الباحث ٢/٦٨٣(٦٩٤)،وذكره المناوي في فيض القدير ١/٣١٦(٥١٠) . وقال :بإسناد ضعيف لكن له شواهد .

لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ. (1) کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے

الترمذي وصححه الحاكم عن أنس رضي الله عنه.

متعدد حدیثیں کہ اولیاء کے باعث بارش برستی ہے

حدیث ﴿8﴾:

فرماتے ہیں ﷺ:

اَلْاَبْدَالُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلٰثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ

ابدال میری امت میں تیس ہیں انہی سے زمین قائم ہے انہی کے سبب تم پر بارش اترتی ہے انہی کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔

---

(1) أخرجه الترمذي في الجامع ۲/۵۸، وفي نسخة ٦٧٥ (۲۳۵۰) كتاب الزهد، باب ما جاء في اللهاده في الدنيا، والحاكم في المستدرك ۱/۹۳ كتاب العلم، والروياني في مسنده ۲/۳۸۷ (۳۷۳) ، والبيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى ۲۳۵ (۳۰۵) وابن عدي في الكامل ۲/۲۶۴، وفي نسخة ۲/٦٨٠ في ترجمة: حماد بن سلمة، وإبراهيم بن محمد في البيان والتعريف ۲/۱۵۹، وفي نسخة ۵۱۷ (۳٦۵). [صحيح]

وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح...

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم.

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

وقال إبراهيم بن محمد: أخرجه الحاكم وابن خزيمة عن أنس. قال في الرياض: بأسانيد صحيحة وفي الجامع الكبير: حسن صحيح غريب.

وقال الألباني في هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة ۵/۵۸ (۵۲۳۸): إسناده جيد.

الطبراني في الكبير عن عبادة رضي الله عنه، بسند صحيح. (1)

حدیث ﴿۹﴾:

فرماتے ہیں ﷺ ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے:

يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ. (2)

انہی کے سبب بارش دی جاتی ہے انہی سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہی کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

مسند أحمد عن علي كرم الله وجهه، بسند حسن.

---

(1) كذا في كنز العمال ١٢/ ٢٦٩ و٢٦٩ (٣٤٥٩٤، ٣٤٦٠٣)، واللفظ له.

وذكره ابن كثير في تفسيره ١/٣٠٢، سورة البقرة ٢٥١، وعزاه إلى ابن مردويه، و

السيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٥ وعزاه إلى الطبراني في الكبير. والهيثمي في مجمع

الزوائد ١٠/٦٣ وفي نسخة ١٠/٧٥ (١٦٧٤٣)، وعزاه إلى الطبراني.

وقال رواه الطبراني من طريق عمرو والبزار عن عنبسة الخواص وكلاهما لم أعرفه

وبقية رجاله رجال الصحيح.

وقال المناوي في فيض القدير ٣/١٦٨ (٣٠٣٣) بسنده صحيح.

وقال في التيسير ١/٤٥٢ بإسناد صحيح.

وقال شمس الحق العظيم آبادي (غير مقلد) في عون المعبود ١١/٢٥٣ رواه الطبراني

في الكبير أورده السيوطي في الكتاب المذكور (يعني الجامع الصغير) وقال العزيزي

والمناوي بإسناد صحيح.

(2) أخرجه أحمد في مسنده ١/١١٢ (٨٩٦) وفي فضائل الصحابة ٢/٩٠٦ (١٧٢٧)

وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ١/٢٨٩ والمقدسي في الأحاديث المختارة = = =

☆دوسری روایت میں یوں ہے:

يُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ .(1)

انہی کے سبب اہلِ زمین سے بلا اور غرق دفع کیا جاتا ہے۔

ابن عساكر عنه رضي الله تعالى عنه .

حديث (10) :

فرماتے ہیں ﷺ: کہ ابدال شام میں ہیں:

بِهِمْ يُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ(2)

وہ انہی کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انہی کے وسیلے سے رزق۔

الطبراني في الكبير عن عوف بن مالك وفي الأوسط عن علي المرتضى رضي الله عنهما، كلاهما: بسند حسن .

= = ٢/١١٠(٣٨٣) ،والحكيم الترمذي في النوادر الأصول ٣/٣٣، وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٥ ،وعزاه إلى أحمد والحكيم الترمذي وابن عساكر .

قال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٦٥: رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح غير شريح بن عبيد وهو ثقة وقد سمع من المقداد و هو أقدم من علي .

وقال المدارسي في ذيل القول المسدد ٨٣ ورجاله رجال الصحيح غير شريح وهو ثقة .

وقال العجلوني في كشف الخفاء ١/٢٣: ورجاله من رواة الصحيح إلا شريحا لكنه ثقة .

وقال شمس الحق العظيم آبادي (غير مقلد) في عون المعبود ٨/١٥٣ وقال السخاوي : إسناده حسن .وقال ٢/٢٥٣ :وقال العزيزي والمناوي بإسناد حسن .

(1)أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ١/٢٨٩)

(2)أخرجه الطبراني في معجم الكبير ١٨/٦٥(١٢٠) ،وابن عساكر في التاريخ = = =

حدیث (11):

فرماتے ہیں ﷺ:

لَنْ تَخْلُوا الْأَرْضُ مِنْ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا مِثْلَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ فَبِهِمْ يُسْقَوْنَ وَبِهِمْ يُنْصَرُوْنَ. (1)

زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے پرتو پر ہونگے انہی کے سبب تمہیں بارش ملے گی اور انہی کے سبب مدد پاؤ گے۔

الطبراني في الأوسط عن أنس رضي الله عنه ، بسند حسن .

= = مدينة دمشق ١/٢٩٠. كلاهما عن عوف بن مالك .

قال شمس الحق العظيم آبادي في عون المعبود ١٥٢/٨ وقال المناوي إسناده حسن .

وقال ٢٥٣/١: أخرجه الطبراني في الكبير أورده السيوطي في الكتاب المذكور (يعني الجامع الصغير) وقال العزيزي والمناوي: إسناده حسن .

وقال العجلوني في كشف الخفاء ٢٣/١ ومنها ما رواه الطبراني في الأوسط عن علي بن أبي طالب بسنده، فيه عمرو بن واقد ضعفه الجمهور، وبقية رجاله رجال الصحيح، بلفظ: لا تسبوا أهل الشام فإن فيهم الأبدال وفي رواية زيادة فبهم تنصرون وبهم ترزقون .

(1) أخرجه الطبراني في الأوسط ٦٥/٥ (٤١١٣) وفي نسخة ٢٤٧/٤، وأبو نعيم في حلية الأولياء ٩/١. قال الهيثمي في مجمع الزوائد ٦٣/١٠ وفي نسخة ٤٦/١٠: رواه الطبراني في الأوسط وإسناده حسن .

وقال السيوطي في الدر المنثور ٧٦٥/١ أخرج الطبراني في الأوسط بسند حسن .

وقال المناوي في فيض القدير ٣٠٠/٥ قال الهيثمي : إسناده حسن .

حدیث ﴿12﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

لَنْ تَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ ثَلَاثِيْنَ مِثْلَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُغَاثُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ.(1)

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والثناء سے خوبو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے انہی کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اور انہی کی برکت سے بارش دیئے جاؤ گے

ابن حبان في تاريخه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

حدیث ﴿13﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

لَا يَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ.(2)

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے دل پر ہونگے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا، ان کا لقب ابدال ہوگا۔

أبو نعيم في حلية الأولياء عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه .

---

(1)أخرجه ابن حبان في المجروحين ٢/٦١(٥٠٦) ، وذكره المتقي في كنز العمال ٢/ ٣٤٢ (٣٤٦٠٣) لفظ له.وعزاه إلى ابن حبان في تاريخه،والسيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٩ .
[فيه عبد الرحمن بن مرزوق وهو مختلف فيه .]

(2)اخرجه أبي نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء ٤ / ١٧٣، وفي معرفة الصحابة ٣/٢٣٧(٢٥٢٣) والطبراني في الكبير ١٠/١٨١ (١٠٣٩٠) = = =

اولیاء کے سبب زمین کی نگہبانی

حدیث ﴿14﴾:

کہ فرماتے ہیں نبی ﷺ:

لَا يَزَالُ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ اٰخَرَ وَهُمْ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا.(1)

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت (کا کام) لے گا جب ان میں ایک انتقال کرے گا اللہ عزوجل اس کے بدلے دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

الخلال عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالى عنهما.

= = وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٤٦/١٠: رواه الطبراني من رواية ثابت بن عياش الأحدب عن أبي رجاء الكلبي وكلاهما لم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح .

میں کہتا ہوں: حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ٣/٦٣٦ سورۃ الأحزاب آیت: ٣٣ کے تحت کہا کہ:

أبو رجاء الكلبي، روح بن المسيب: ثقة . اور اسحاق بن ابراہیم یعنی ابن ابواسرائیل نے کہا کہ ثقہ ہے یحییٰ بن معین نے کہا کہ "صويلح" ابوحاتم نے کہا کہ "صالح ليس بالقوي".

أنظر: (تاريخ أسماء الثقات لإبن شاهين ٨٧(٣٦٣)، الجرح والتعديل ٤٩١/٣).

(1) أخرجه ابن حبان في المجروحين ٢/٢٦٥ في ترجمة محمد بن عبد الرحمن البيلماني ،ذكره الذهبي في ميزان الإعتدال ٦/٢٢٥ في ترجمته، والسيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٥. وقال أخرج الخلال بسند ضعيف . والمتقي الهندي في كنز العمال ٣٢٧/١٢ (٣٤٦١٣)۔ [قال البخاري وأبي حاتم :ابن البلماني منكر الحديث.].

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "حسن" حدیث نمبر گیارہ (11) کے تحت گزر چکی۔ = =

= جب کہ اس بارے میں حضرت قتادہ سے موقوف روایت بھی موجود ہے جس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: " لن تخلوا الأرض من أربعين بهم يغاث الناس وبهم ينصرون وبهم ترزقون كلما مات منهم احد ابدل مكانه رجلا .قال قتادة :والله إني لأرجوان يكون الحسن منهم . (أخرجه ابن عساكر في تاريخه ١/ ٢٩٨) .

جبکہ طبرانی اوسط میں اسی سند کے ساتھ حضرت قتادہ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"لسنا نشك أن الحسن منهم ". یعنی ہمیں اس میں شک نہیں کہ حسن انہی میں سے ہیں۔

اس کے کئی شاہد ہیں جن میں سے ایک وہ جس کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

"...لم يزل على وجه الأرض في الدهر سبعة مسلمون فصاعدا فلولا ذلك هلكت الأرض ومن عليها . "

(أخرجه عبد الرزاق في المصنف ٥/٩٦-٩٧(٩٠٩٩)وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٤وعزاه إليه)

اور اسی طرح وہ جو بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ:

"ما خلت الأرض من بعد نوح من سبعة يدفع الله بهم عن أهل الأرض ."

(ذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٥ وقال :وأخرج أحمد في الزهد والخلال في كرامات الأولياء بسند صحيح)

اور اسی طرح حضرت کعب سے مروی ہے کہ:

"قال لم يزل بعد نوح في الأرض أربعة عشر يدفع الله بهم العذاب .

(أخرجه ابن أبي الدنيا في الأولياء ٢٨ (٦١)،وذكره السيوطي في الدر المنثور ١/٧٦٤ وعزاه إلى أحمد في الزهد) اسی طرح کئی تابعین سے بھی روایات مروی ہیں۔ واللہ تعالی أعلم۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "حقیقت ابدال" زیر طبع، ملاحظہ فرمائیں۔[ارشد مسعود عفی عنہ]

حدیث (15) :

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

"بیشک اللہ تعالٰی کے لئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے دل قلب جبرئیل اور تین کے قلب مکائیل اور ایک کا قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلاۃ والتسلیم جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو سے اور تین سو کا عام مسلمین سے

فِبِهِمْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ .(1)

انہی تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات و موت، بارش کا برسنا، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔

أبو نعيم في حلية الأولياء وابن عساكر عن ابن مسعود رضي الله تعالٰى عنه.

حدیث (16):

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

قُرَّاءَ الْقُرْآنَ ثَلٰثَةٌ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلٰى أَنْ قَالَ) وَرَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَوَضَعَ دَوَاءَ الْقُرْآنِ عَلٰى دَاءِ قَلْبِهِ فَأَسْهَرَ بِهٖ

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب و قاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم

(1) أخرجه أبي نعيم في حلية الأولياء ١/ ٩ وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ١/ ٣٠٣، وذكره الحافظ في قول المسدد ٨٣. [فيه مجاهيل] .

لَيْلَهُ وَأَظْمَأَ بِهِ نَهَارَهُ وَقَامُوا فِي مَسَاجِدِهِمْ وَحَنُّوا [وَحَنَوْا] بِهِ تَحْتَ بَرَانِسِهِمْ فَهَؤُلَاءِ [فَبِهَؤُلَاءِ] يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمُ الْبَلَاءَ وَيُزِيلُ مِنَ الْأَعْدَاءِ وَيُنَزِّلُ غَيْثَ السَّمَاءِ فَوَاللّٰهِ لَهَؤُلَاءِ مِنَ الْقُرَّاءِ أَعَزُّ مِنَ الْكِبْرِيتِ الْأَحْمَرِ.

پڑھا اور اس کی دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس سے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال ودولت وغنیمت دلاتا اور آسمان سے بارش برساتا ہے خدا کی قسم قاریان قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔

ابن حبان في الضعفاء، وأبو نصر السجزي في الإبانة، والديلمي عن بريدة رضي الله تعالى عنه، ورواه البيهقي في الشعب عن الحسن البصري رضي الله تعالى عنه من قوله.(1)

---

(1) أخرجه ابن حبان في المجروحين ١/٣٨. ١٣٩(٧٩)، وابن الجوزي في علل المتناهية ١/١٠٧عن بريدة، وذكره الحافظ في لسان الميزان ١/٣٢٦ في ترجمة: أحمد بن ميثم، والذهبي في ميزان الاعتدال ١/٢٠٦ في ترجمته، والمتقي الهندي في كنز العمال ١/٦٢٣، ٦٢٢ (٢٨٨٢) لفظ له. وعزاه إلى ابن حبان في الضعفاء وأبو نصر السجزي في الإبانة والديلمي عن بريدة والبيهقي في الشعب عن الحسن. وفيه وقال السجزي غريب لم يروه غير أحمد بن ميثم، وفيه مقال.

والبيهقي في شعب الإيمان ٢/ ٥٣١. ٥٣٢(٢٦٢٥) وابن أبي الدنيا في الهم و ===

= = الحزن ۲/۹(۱۵۲) وأبو عبد الله محمد بن نصر المروزي في قيام الليل ۴۲،
وذكره الفاقي في كتاب لمحات الأنوار ۱/۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰(۳۷۹).

☆اس بارے میں اور بھی کئی روایات ہیں جن میں سے ایک وہ جس کو امام عبدالرزاق نے اپنے
"مصنف" امام ابن المبارک نے " الجهاد " امام ابن ابی الدنیا نے "الأولياء " اور ابوداود نے "المراسيل "
میں حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا کہ:

"لا يزال في أمتي سبعة لا يدعون بشيء إلا استجيب لهم بهم تنصرون و بهم تمطرون و
حسبت إنه قال وبه يدفع عنكم ".
(اخرجه عبد الرزاق في المصنف ۱۱/۲۵۰ (۲۰۴۵۷) وابن المبارك في الجهاد
۱۵۳(۹۵)، وابن أبي الدنيا في الأولياء ۳۰ (۲۹) وأبو داود في المراسيل ۲۳۶
(۳۰۹).

امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ مسلمہ بن عبدالملک نے کہا کہ:

"إن في كندة لثلاثة نفر ان الله عزوجل لينزل بهم الغيث و ينصر بهم على الأعداء رجاء
بن حيوة وعبادة بن نسي وعدي بن عدي .
(الجرح والتعديل ۸/۲۳۰ في ترجمة مغيرة بن أبي مغيرة الرملي ، وابن عساكر في
تاريخ مدينة دمشق ۱۸/۱۰۳ في ترجمة رجاء بن حيوة ، و۲۶/۲۱۵ في ترجمة :
عبادة بن نسي ، و۴۰/۳۳ في ترجمة عدي بن عدي ، و۶۰/۸۶ في ترجمة :المغيرة
ابو هارون الرملي ،وذكره الحافظ في تهذيب التهذيب ۵/۹۹ في ترجمة :عبادة بن
نسي الكندي ، و۷/۱۵۲ في ترجمة :عدي بن عدي ، وفي الأصابة ۵/۲۴۹ في ترجمة:
عدي بن عدي ، والمزي في تهذيب الكمال ۹/۱۵۳ في ترجمة رجاء بن حيوة ،
و۱۴/۱۹۷ في ترجمة عبادة بن نسي ، و۱۹/۵۳۵ في ترجمة عدي بن عدي ،
والنووي في تهذيب الأسماء ۱/۳۰۳ في ترجمة :عدي بن عدي .[وسنده صحيح].

متعدد حدیثیں کہ صحابہ کرام و اہل بیت[رضی اللہ تعالیٰ عنہم] پناہ امت ہیں

حدیث (17):

فرماتے ہیں ﷺ:

اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ.(1)

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ یعنی شق ہونا فنا ہوجانا اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤنگا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات اور میرے اصحاب امان ہیں میری امت کے لئے جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔

یعنی ظہور کذب و مذاہب فاسدہ و تسلط کفار۔ [صدق رسول اللہ ﷺ]

أحمد ومسلم عن أبي موسٰی الأشعري رضي الله عنه.

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۴/ ۳۹۸، ۳۹۹ ومسلم في الصحیح، کتاب الفضائل ۲/۳۰۸ (۲۵۳۱) وابن حبان في الصحیح ۱۶/ ۲۳۴، ۲۳۵ (۷۲۴۹) وعبد بن حمید ۱۹۰ (۵۴۹)، والخلال في السنة ۲/ ۴۸۳ (۷۷۲) والبیهقي في الإعتقاد ۳۱۹ والبغوي في شرح السنة ۱۴/ ۷۱، ۷۲ (۳۸۶) والبزار في مسنده ۸/ ۱۰۴ (۳۱۰۲) و ===

حدیث (18.19):

فرماتے ہیں ﷺ:

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ .(1)

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے پناہ۔

= = أبي نعيم في المعرفة الصحابة ۱/۳۲ (۳۰) وابن حجر في الأمالي المطلقة ۵۸ .

وفي الباب عن ابن عباس .(أخرجه الطبراني في الكبير ۱۱/۵۳ وفي مسند الشاميين ۳/۱۳ (۱۸۹۵). وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۲/۵۸: رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون . وأخرجه الطبراني في الأوسط ۷/۲ (۲۷۸۷) .ورواه ابن المبارك في الزهد ۳۰۰ (۵۷۲) عن علي بن أبي طلحة مرسلا .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/۱۷: رواه الطبراني في الأوسط وإسناده جيد إلا أن علي بن طلحة لم يسمع من ابن عباس .

وعن أبي بردة عن أبيه :(أخرجه أبي يعلى في مسنده ۱۳/۲۰۸ وابن أبي شيبة في المصنف ۶/۳۰۲ (۳۲۳۰۱) وقال حسين سليم :إسناده صحيح .

وعن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله:

أخرجه الحاكم في المستدرك ۲/۳۸۷ (۳۳۷۶) .وقال صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

وعن محمد بن المنكدر عن أبيه:

(أخرجه الحاكم في المستدرك ۳/۵۱۷ (۵۹۲۱) والطبراني في الكبير ۲۰/۳۶۰، وفي الأوسط ۷/۳۸۸، وفي الصغير ۲/۲۳۱ (۹۱۷) والخطيب في تاريخه ۳/۱۷،

۱۸ وعبد الباقي بن قانع في معجم الصحابة ۳/۳۰ .وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۲/۵۷: رواه الطبراني في الثلاثة ورجاله ثقات .

(1) أخرجه الطبراني في الكبير ۷/۲۲ (۶۲۶۰) وابن عساكر في تاريخ مدينة = = =

اقول: اگر اہل بیت کرام میں تعمیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق وارتفاع قرآن عظیم وہدم کعبہ معظمہ وویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔

واللہ ورسولہ أعلم صلی اللہ علیہ وسلم اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو۔

كما في رواية أبو يعلى في مسنده عن سلمة بن الأكوع رضي الله تعالى عنه بسند حسن(1) والحاكم في المستدرك وصحح وتعقب عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، ولفظه: اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْحَدِيْثُ.(2)

= = دمشق ۴۰/۲۰ وابن حبان في المجروحين ۲/۲۳٦ والروياني في مسنده ۲/۲۵۳(۱۱۵۲) والخطيب في موضح الجمع والتفريق ۲/۴۴۳ . كلهم عن إياس بن سلمة عن أبيه . والحكيم الترمذي في نوادر الأصول ۳/۶۱ عن سلمة بن الأكوع.

(1) ذكره المتقي الهندي في كنز العمال ۱۲/۱۰۱.۱۰۲(۳۴۱۸۸) وعزاه إلى ابن أبي شيبة ومسدد والحكيم وأبو يعلى ، والطبراني و ابن عساكر .

(2) أخرجه الحاكم في المستدرك ۳/۱۴۹(۴۷۱۵) . وقال العجلوني في كشف الخفاء ۲/۲۰(۲۰۴۸) : قال : قال النجم قلت رواه أبو يعلى عن سلمة بن الأكوع [رضي الله تعالى عنه]... امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں موسی بن عبیدہ الربذی ہے اور وہ متروک ہے۔ مجمع الزوائد ۹/۲۷۷(۱۵۰۱۵) وفي نسخة: ۹/۱۷۴۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یعلی کے حوالہ سے الجامع الصغیر میں ذکر کیا اور اس کے لئے "حسن" کی رمز لکھی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اور اسی طرح اس کو انہی سے طبرانی، مسدد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے ضعیف سندوں کے ساتھ" لكن تعدد طرقه ربما يصيره حسنا".

فیض القدیر ۶/۲۹۷۔

= = =

حدیث ﴿20﴾:

فرماتے ہیں ﷺ:

أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي أَتَاهُمْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔

میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔

الحاكم وتعقب عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما .(1)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ عالم ہیں

حدیث ﴿21﴾:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

كَانَ مِنْ دَلَالَةِ حَمْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه وسلم أَنَّ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَقَالَتْ حُمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه وسلم وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا.(2)

نبی ﷺ کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل اسلام کے سورج ہیں۔

= = وفي الباب :عن علي رضي الله عنه . (اخرجه احمد في فضائل الصحابة ٢/٦٧١(١١٣٥)، والديلمي في فردوس الأخبار ٣/٣١١(٢٩١٣) .

(1)(اخرجه الحاكم في المستدرك ٢/٤٨٦(٣٦٧٦).

(2)ذكره ابن كثير في " البداية والنهاية ٥/٤٧٠باب:في معجزات الرسول ﷺ = = =

سترہ حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندوں سے حاجتیں مانگو

حدیث (22.23):

فرماتے ہیں ﷺ:

أُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ إِلَى ذَوِي الرَّحْمَةِ مِنْ أُمَّتِي تُرْزَقُوْا وَتُنْجِحُوا. وَفِيْ لَفْظٍ: أُطْلُبُوا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ أُمَّتِي تَعِيْشُوْا فِيْ أَكْنَافِهِمْ فَإِنَّ فِيْهِمْ رَحْمَتِيْ. وَفِيْ لَفْظٍ أُطْلُبُوا الْفَضْلَ مِنَ الرُّحَمَاءِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى: أُطْلُبُوا الْمَعْرُوْفَ مِنْ رُحَمَاءِ أُمَّتِيْ تَعِيْشُوْا فِيْ أَكْنَافِهِمْ.

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو ان سے فضل طلب کرو ان سے بھلائی چاہو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان کے دامن میں آرام سے رہو گے ان کی پناہ میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

العقيلي والطبراني في الأوسط باللفظ الأول، (1) وابن حبان والخرائطي

= = وأنها مماثلة لمعجزات الأنبياء أو أعلى، والحلبي في سيرة الحلبية ١/٧٦، و السيوطي في خصائص الكبرىٰ ١/٤٧، باب ما ظهر في ليلة مولده ﷺ من المعجزات والخصائص وعزاه كلاهم إلى أبي نعيم).

(1) أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٤٣/٥ في ترجمة: علي بن طاهر بن محمد أبو الحسن القرشي لفظ له.

ما وجدت في المطبوع "الضعفاء الكبير" للعقيلي والطبراني في الأوسط، لكن وجدت في جامع الصغير للسيوطي ١/٢٢١ (١٠٦)، وفي كنز العمال للمتقي الهندي ٦/٥١٨ (١٦٨٠٩) وعزاهما إلى العقيلي في "الضعفاء الكبير، والطبراني في الأوسط. = = =

والقضاعي وأبو الحسن الموصلي والحاكم في التاريخ با لثاني ،(2)والعقيلي بالثالث كلهم عن سعيد الخدري (3)

= = أخرج العقيلي في الضعفاء الكبير ١٩/٣،في ترجمة عبد العزيز بن يحيى المديني بلفظ: " أُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ ذَوِي الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِيْ فَإِنَّ فِيهِمْ رَحْمَتِيْ فَتَعِيْشُوْا فِيْ أَكْنَافِهِمْ وَلَا تَطْلُبُوْهَا مِنَ الْقَسَقَةِ فَإِنَّ فِيهِمْ سَخَطِيْ ".

والطبراني في الأوسط ٥ /٣٦١ (٣٧٤٣) وفي نسخة ٤٦/٥(٤٧٤٧) ، بلفظ :

" أُطْلُبُوا الْفَضْلَ إِلَى الرُّحَمَاءِ مِنْ أُمَّتِيْ تَعِيْشُوْا فِيْ أَكْنَافِهِمْ وَلَا تَطْلُبُوْهَا مِنَ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ سَخَطِيْ ". كلاهما من طريق داود بن أبي هند عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري ....إلخ .وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٥٧/٨(١٣٧٣٦): بلفظ :

" التمسوا الخير إلى الرحماء من أمتي ...إلخ .وقال رواه الطبراني في الأوسط، وفيه: محمد بن مروان السدي الصغير وهو متروك .

(2) أخرجه الخرائطي في مكارم الأخلاق ٢ /٥٨٨(٢٣)،وابن حبان في المجروحين ٢ / ٢٨٦في ترجمة :محمد بن مروان السدي ،والقضاعي في مسند الشهاب١ / ٣٠٧ (٥٠٠) ،وتمام في فوائده ٤٣/٢(١١٧٧)، وابن سمعون في أماليه ١٠١(٢٦) ، وأبو نعيم في تاريخ أصبهان ٣٣١،٣٣٠/٢ في ترجمة همام بن محمد بن النعمان .

بألفاظ مختلفة .لكن عند الأكثر :قال ﷺ :يقول الله تعالى:...من عبادي ....إلخ .

لكن ذكره أبو الفضل النيسابوري في مجمع الأمثال ٤٢٨/٢،والسيوطي في الجامع الصغير ٤٣٣/١(١١٣) ، والمتقي الهندي في كنز العمال ٣١٨/٦ (١٦٨٠٦) ،كلهم بلفظ :أُطْلُبُوا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ أُمَّتِيْ ....إلخ .

(3) أخرجه العقيلي ٣/٣ في ترجمة عبد الرحمن السدي ، بلفظ :يقول الله:اطلبوا الفضول من الرحماء من عبادي تعيشون في أكنافهم فإني جعلت فيهم رحمتي... إلخ . و ابن حيان في طبقات المحدثين بأصبهان ٢٨٥/٣ في ترجمة أبو عمرو همام بن = = =

والاخرى للحاكم في المستدرك عن علي المرتضى رضي الله عنهما(1)

حدیث (24 .تا. 37):

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

اُطْلُبُوا الْخَيْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْهِ. بھلائی اور اپنی حاجتیں خوش رویوں سے مانگو

ع... کہ معنی بود صورت خوب را۔

کہ یہ خوش رو حضرات اولیاء کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔ "مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ".

اور (جو کمال سخائے شامل ہمیں انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روئی جس کا ادنی ثمرہ)

الطبراني في الكبير عن ابن عباس بهذا اللفظ(2) والعقيلي والخطيب وتمام الرازي في فوائده والطبراني في الكبير والبيهقي في شعب الإيمان عنه.(3)

= محمد، وذكره الحافظ في لسان الميزان ٣/٤٤٦ في ترجمة عبد الرحمن السدي.

(1) أخرجه الحاكم في المستدرك ٣٢١/٤. وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. وقال الذهبي قلت الاصبغ واه وحبان ضعفوه.

(2) أخرجه الطبراني في الكبير ٨١/١١ (١١١١٠) من طريق... العوام بن حوشب عن مجاهد عن ابن عباس. والخطيب في تاريخه ٥٨١/٣، بلفظ: " أطلبوا الخير عند صباح الوجوه"، من طريق... منصور بن عمار، عن أبي حفص الأبار، عن ليث، عن مجاهد، به.

(3) أخرجه العقيلي في الضعفاء الكبير ٣٤٠/٣ في ترجمة عصمة بن محمد الأنصاري، والخطيب في تاريخه ٧/١١ في ترجمة: أيوب بن سليمان بن داود، و٣٢/١١ = = =

ابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج، والعقيلي، والدارقطني في الأفراد، والطبراني في الأوسط، وتمام، والخطيب في رواة مالك عن أبي هريرة. (1).

= = في ترجمة عبد الصمد بن أحمد أبو القاسم الخولاني، و ۳/۵۸ في ترجمة: مالك بن سلام البغدادي، وتمام في فوائده [كما في "الروض البسام" ۳/٤٧(۷۸۲)]، والطبراني في الأوسط ۵/۲۵۴،۲۵۵ (۵۰۰۳)، وفي الصغير ۱/۳۸۰ (۶۳۵) [فيه: .. فابتغوا الخير... إلخ]، والبيهقي في شعب الإيمان ۳/۲۷۸.۲۷۹ (۳۵۴۳)، وأبو عبد الله الأصبهاني في مجلس املاء ۳، وأبو نعيم في تاريخ أصبهان ۲/۲۱ في ترجمة: عبد الله بن يحيى بن العباس، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ۳۱/٤٧ في ترجمة عبد الله بن علي بن عبد الرحمن، و ۳۶/۲۲۵ في ترجمة عبد الصمد بن أحمد بن خنبش، و ۳۸/۳۶۲ في ترجمة: الفضل بن محمد، و ۵۲/۷۸ في ترجمة: محمد بن جابر بن حماد، وابن عدي في الكامل ۳/۳۳۰ في ترجمة: سليم بن مسلم الخشاب.

اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مندرجہ ذیل لوگوں نے روایت کیا ہے۔

(۱) حضرت مجاہد (۲) عمرو بن دینار (۳) ابن ابی ملیکہ (۴) عروہ (۵) عطاء۔

(1) أخرجه ابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج (۵۳)، والعقيلي في "الضعفاء الكبير" ۲/۳۱، والدارقطني كما في "اللآلئ المصنوعة" ۲/٤٧، الطبراني في الأوسط ۴/۲۹ (۳۷۸۲)، وتمام في فوائده ۲/۹۸ (۱۲۹۸)، وفي "الروض البسام" ۲/٤۳ (۲۸۹)، ذكره الحافظ في لسان الميزان ۶/۱۵۲ في ترجمة نصر بن سلام، وساق في الرواة عن مالك، و ۳/۲۰۴، في ترجمة: عبد الرحمن بن إبراهيم القاص، = =

وابن عساكر، والخطيب في تاريخهما عن أنس بن مالك .(1)

والطبراني في الأوسط ،والعقيلي،والخرائطي في اعتلال القلوب،وتمام ،وأبو سهل، وعبد الصمد بن عبد الرحمن البزاز في جزئه ،وصاحب المهرنيات فيها عن جابر بن عبدالله.(2)

= = وفي تعجيل المنفعة ٣٣٦في ترجمته .وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٥٧/٨ :

رواه الطبراني في الأوسط ، وفيه :طلحة بن عمرو وهو متروك .

(1)(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٥٧/٨، والخطيب في تاريخه ٢٣٣/٣في ترجمة:

محمد بن محمد بن أحمد بن عثمان، بلفظ :التمسوا الخير عند الحسان الوجوه .

(2)(أخرجه الطبراني في الأوسط ٤٧/٦(٦٨٧) ،والعقيلي في "الضعفاء الكبير"

١٣٩/٢ في ترجمة: سليمان بن كراز ،والخرائطي في اعتلال القلوب ٢٣،والبزار

كما في كشف الأستار (١٩٣٨) ، وأبو نعيم في حلية الأولياء ٣/١٥٥،وابن عدي في

الكامل ٢٩٠/٣ في ترجمة:سليمان بن كراز، وتمام في فوائده ١٨٦/٢ (١٣٨٨)،

بلفظهما:واطلبوا الحوائج ....إلخ ، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٥٥/٨

(١٣٤٣٠):رواه البزار والطبراني في الأوسط وفيه:عمرو بن صهبان، وهو متروك .

قلت :وله سند آخر :عند ابن حيان في طبقات المحدثين بأصبهان ٣٠٣/٣ في ترجمة:

أبو جعفر محمد بن إسماعيل ،وعند أبو نعيم في تاريخ أصبهان ٢٠٣/١،و ١٨٣/٢ .

١٨٥في ترجمة :خلف بن يحيى ،وفي ترجمة ،محمد بن إسماعيل بن بكير :

من طريق :مصعب بن سلام عن العباس بن عبد الله القرشي عن عمرو بن دينار = = =

وعبد بن حميد في مسنده ،وابن حبان في الضعفاء، وابن عدي في الكامل، والسلفي في الطيوريات عن ابن عمر (1)

وابن النجار في تاريخه عن أمير المؤمنين علي(2)، والطبراني في الكبير عن ابن أبي خصيفة .(3).

= = عن جابر بن عبد الله . ولفظهما :أطلبوا حوائجكم عند حسان الوجوه .

وقال الذهبي في السير أعلام النبلاء ٢١/٢٣، في ترجمة :أحمد بن بندار بن إسحاق،الشعار الظاهري :إسناده لين .

(1) (أخرجه عبد بن حميد ٢٤٣(٧٥١)،وابن حبان في المجروحين ٢/ ٢٤٣ ،في ترجمة:محمد بن يونس ،وابن عدي في الكامل ١٨٩/٦،في ترجمة:محمد بن عبد الرحمن ،والسلفي في الطيوريات كما في "اللآلئ المصنوعة" ٢٦/٢ ، والقضاعي في مسنده٣٨٣/١(٦٢٧)،وابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج ٥٧(٥٢)،بلفظ :أطلبوا الحوائج ...الخ . ، وأبو القاسم الجرجاني في تاريخه ٣٨٥، في ترجمة :محمد بن زياد الرازي ، وأبو الشيخ الأصبهاني في كتاب الأمثال في الحديث النبوي ١١٠(٧١)، والخطيب في تاريخه ١١/٢٩٥، .بلفظ :إذا سألتم الخير فسلوا حسان الوجوه .

(2) ذكره العجلوني في كشف الخفاء ١/٢٠٠،وعزاه إلى ابن النجار عن علي ، بلفظ: أطلبوا حوائجكم عند صباح الوجوه .

(3)أخرجه الطبراني في الكبير ٢٢/٣٩٦(٩٨٣) .بلفظ :التمسوا ...الخ .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٥٦/٨ (١٣٧٤٣):رواه الطبراني من طريق = =

وتمام عن أبي بكرة(4).والبخاري في التاريخ،وابن أبي الدنيا في القضاء الحوائج، وأبو يعلى في مسنده ، والطبراني في الكبير،والعقيلي، والبيهقي في شعب الإيمان ، وابن عساكر عن أم المؤمنين الصديقة (5) كلهم، بلفظ: اطلبو الخير عند حسان الوجوه كما عند الأكثر .[كما بين في تخريجه] .

= =يحي بن يزيد بن عبد الملك النوفلي عن أبيه كلاهما ضعيف .

(4)(أخرجه تمام في فوائده ا/٣٣٠(٨٦٣).

(5)(أخرجه البخاري في التاريخ الكبير ا/٥١، في ترجمة :محمد بن ثابت بن سباع ، وفي الأوسط ٢/١٧٦(٢٢٠٥)،وابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج ٥٧ (٥١)،أبو يعلى في مسنده ٨/١٩٩(٤٧٥٩)،وفي نسخة ٢٨٧(٤٧٥٧)، والعقيلي في "الضعفاء الكبير" ٢/٣١ في ترجمة:سليمان بن أرقم ،والبيهقي في شعب الإيمان ٣/٢٧٨(٣٥٤١) و (٣٥٤٢)، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ٢٢/١٨٣ في ترجمة:سليمان بن أرقم ، و٥١/١٥٧، في ترجمة : محمد بن أحمد بن نصر ،وابن عدي في الكامل ٧/٦٥ في ترجمة :وهب بن وهب أبو البختري ، وابن حبان في المجروحين ا/٢٤٨ في ترجمة: الحكم بن عبد الله بن سعد ، وأحمد بن حنبل في فضائل الصحابة ٢/٧٤٩ (١٣٠٦)، وأبو الشيخ الأصبهاني في كتاب الأمثال في الحديث النبوي ١٠٦.١٠٧ (٦٧).

وإسحاق بن راهويه في مسنده ٣/٩٤٦(١٦٥٠). بلفظ :سلوا المعروف عند حسان الوجوه .

والخرائطي في اعتلال القلوب ٢٤٣. بلفظ:اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوه.

والتمسوا كما بتمام عن ابن عباس (1) والخطيب عن أنس (2) وابتغو كما للدار قطني عن أبي هريرة (3). ولفظه :عند ابن عدي عن أم المؤمنين، اطلبوا الحاجات هو في كاملة. (4)والبيهقي في شعب عن عبد الله بن جراد: إذا ابتغيتهم المعروف فاطلبوا عند حسان الوجوه .(5).

---

(1)أخرجه تمام في فوائده ا/٣٢٠(٨١٥) ،وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ٤٢/١٧ في ترجمة :خيثمة بن سليمان .

(2) ذكره الحافظ في لسان الميزان ٣٦٣/٥، في ترجمة محمد بن محمد بن أحمد .

(3)أطراف الغرائب والأفراد للدارقطني ٢٣٩/٥(٥٢٨٢)، وأبو الشيخ الأصبهاني في الأمثال الحديث ١٠٨(٦٨).

(4)أخرجه ابن عدي في الكامل ٢٠٣/٢،في ترجمة الحكم بن عبد الله بن سعد .

(5)أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٣٣٥/٧(١٠٨٧٦) ،بلفظ : إذا ابتغيتهم المعروف فابتغوه في حسان الوجوه .،وابن عدي في الكامل ٢٨٧/٧ في ترجمة :يعلى بن الأشدق العقيلي ،بلفظ : إذا ابتغيتهم المعروف فاطلبوا عند جمال الوجوه ، وأبو الشيخ الأصبهاني في كتاب الأمثال في الحديث النبوي ٣٢ (٤٣)، والديلمي في فردوس الأخبار ٣٢/٣ (٣٣٥٩) بلفظهما: إذا ابتغيتهم المعروف ففي حسان الوجوه من الرجال فابتغوا . قلت ما وجدت في" الشعب" المطبوع :لكن وجدت في" الجامع الصغير" للسيوطي ٨١/١، وعزاه إلى ابن عدي في الكامل، والبيهقي في الشعب، و في كنز العمال للمتقي، إلا عزاه إلى الدارقطني .

واحمد بن منيع في مسنده عن يزيد القسملي ،بلفظ :إذا طلبتم الحاجات فاطلبو ها .(1) وابن أبي شيبة في مصنفه عن أبو مصعب الأنصاري (2)وعن عطاء (3)وعن ابن شهاب(4) الثلثه مراسيل رضي الله تعالى عنهم أجمعين .

---

(1) اخرجه أبو الشيخ الأصبهاني في كتاب الأمثال في الحديث النبوي(٨٢)، ابن قانع في معجم الصحابة ٣/٢٢٧(١٣٠٧) في ترجمة :يزيد أبو الحجاج ،كلاهما من طريق أحمد بن منيع ، وذكره العجلوني في كشف الخفاء ١/٥٢و٢٠١ ،والحافظ في لسان الميزان ٢/٧٩في ترجمة:حجاج بن يزيد وعزاه إلى ابن قانع .

(2) اخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ٥/٢٩٨(٢٦٣٧١) ،وأبو الشيخ في" الكرم والوجود ٣٨(٨) ،وإسحاق بن راهويه في مسنده ٣/ ٩٣٧(١٦٥١) عن أبو مصعب الأنصاري .وذكره الحافظ في لسان الميزان ٧/٦٠٢ في ترجمته :وقال قلت :لو كان صحابيا لكان هذا الخبر صحيحا لصحة إسناده إليه ....

(3)أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ٥/٢٩٩(٢٦٣٧٧).

(4)أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف٥/٢٩٩(٢٦٣٧٨).

قلت و في الباب :عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده ، مرفوعا.أخرجه ابن عدي في الكامل ٦/٢٢١ في ترجمة محمد بن عبد الله بن عبيد بن عمير مكي ،بلفظ :اطلبو الحاجات إلى حسان الوجوه .وعن عمرو بن دينار ، مرسلا .أخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده ٣/٩٣٦(١٦٥٠) عنها بلفظ :سلوا المعروف عند حسان الوجوه .وابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج ٥٨(٥٣) بلفظ :اطلبوا حوائجكم عند حسان الوجوه ...إلخ

حدیث ﴿38﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

اُطْلُبُوا الْاَیَادِيْ عِنْدَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ.(1)

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔

متعدد حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندے حاجت روائی فرماتے ہیں

حدیث ﴿39﴾:

فرماتے ہیں ﷺ کہ:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی عِبَادًا اخْتَصَّهُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ، یَفْزَعُ النَّاسُ اِلَیْهِمْ فِيْ حَوَائِجِهِمْ، اُولٰئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

الطبراني في الكبير عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، بسند حسن .(2)

---

(1) أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء ٨/٢٩٧، في ترجمة أبو الربيع السائح .

(2) أخرجه الطبراني في الكبير ٣٥٨/١٢ (١٣٣٣٤)، وأبو نعيم في حلية الأولياء ٢٢٥/٣ ، وابن عدي في الكامل ١٩٠/٤ في ترجمة عبد الله بن إبراهيم بن أبي عمرو، ولفظهم: إن لله [وعند ابن عدي: لله عبادا] خلقا خلقهم لحوائج الناس...الخ، والقضاعي في مسند الشهاب ١١٧/٢، ١١٨ (١٠٠٧ و١٠٠٨)، بلفظ : ==

= "إن لله عبادا خلقهم لحوائج الناس يفزع الناس إليهم في حوائجهم [وفي الثاني :
في حوائجهم] أولئك الآمنون يوم القيامة .وابن عساكر في تاريخه ٥/٥٣، في
ترجمة :محمد بن عبد الله بن محمد ،أبو عبد الله الكندي ، بلفظ :" إن لله عبادا
خلقهم بحوائج الناس يفزع الناس إليهم في حوائجهم أولئك الآمنون من عذاب الله .
وذكره السيوطي في "الجامع الصغير" ٩٠/١ (٢٣٥٠)، والهندي في كنز العمال
٣٥٠/٦ (١٦٠٠٧) ،وعبد الوهاب الشعراني في" العهود المحمدية" ٩٣،وعزاه
إلى الطبراني وأبو الشيخ .وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٩٢/٨ (١٣٧٤٠)رواه
الطبراني وفيه:عبد الرحمن بن أيوب [لكن فيه:عبد الرحمن بن زيد بن أسلم]، وضعفه
الجمهور وحسن حديثه الترمذي وأحمد بن طارق الراوي عنه لم أعرفه وبقية رجاله
رجال الصحيح .وقال المناوي في "التيسير بشرح الجامع الصغير" ٣٢٣/١ بإسناد
حسن. قلت وله شواهد كثيرة :

(١)عن أبي هريرة أخرجه الدينوري في المجالسة ٤٣٩/١ (٣٣٨٣).

(٢)عن أنس بن مالك قال:قال رسول الله ﷺ :إن لله عبادا اختصهم لقضاء حوائج الناس ....إلخ . أخرجه تمام في فوائده ٢٣٩/٢ (١٥٧٥)

(٣)عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبي ﷺ قال :إن الله تعالى خلق خلقا لحوائج الناس ....إلخ .أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ٢٨١/٢، في ذكر عبد الباقي بن قانع القاضي .

(٤)عن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما ،قال :قال رسول الله ﷺ :إن لله عبادا خلقهم يفزع إليهم ...إلخ. أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ٥٣٢/١، في ذكر جهم بن أبي جهم المدني .

(٥)عن الحسن مرسلا :أخرجه ابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج ٥١(٣٩) .

حدیث ﴿40﴾ :

کہ فرماتے ہیں نبی ﷺ:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ عَلَى قَضَاءِ حَوَائِجِ النَّاسِ۔(1)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔

البيهقي في الشعب، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ۔

حدیث ﴿41﴾:

کہ فرماتے ہیں نبی ﷺ:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ إِلَيْهِ ۔(2)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے۔

مسند الفردوس، عن أنس رضي الله تعالى عنه .

حدیث ﴿43.42﴾ :

فرماتے ہیں نبی ﷺ کہ:

(1) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٦/١١٧ (٧٦٥٩) و ٧/٤٢٧ (١٠٨٣٩)، وذكره الهندي في كنز العمال ٦/٥٣٦ (١٦٠١٣).

(2) أخرجه الديلمي في "الفردوس الأخبار" ٣٠٠/٤ (٩٣٨) وذكره الهندي في كنز العمال ٦/٧ (١٣٥٩٤) .

وقال العراقي :فيه : يحيى بن شبيب، ضعفه ابن حبان ، وقال الذهبي :عن ابن حبان لا يحتج به .(فيض القدير ١/٢٥٧).

"میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی پتنگیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے:

وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي.(1)	اور میں تمہاری کمریں تھامے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔

احمد، ومسلم عن جابر، واحمد عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنهم .

---

(1)اخرجه أحمد في مسنده ٣/ ٣٦١ (١٤٩٣٠)، و ٣٩٢ (١٥٢٥٠) بلفظه، ومسلم في الصحيح ٢/ ٢٤٨(٢٢٨٥)، والطيالسي في مسنده ٢٣٦(١٧٨٣)، وأبو الشيخ في الأمثال ٢١٥، وفي نسخة: ٣٠٠(٢٥٦) وتمام في فوائده ٢/ ٣٦(١٠٩٩). كلهم عن جابر رضي الله تعالى عنه .[صحيح]

واخرجه أحمد في مسنده ٢/ ٣١٢(٧٣١٨)، و ٣١٢ (٨١١٣)، ٥٣٩ (١٠٩٦٧)، ومسلم في الصحيح ٢/ ٢٤٨(٢٢٨٤) ، والبخاري في الصحيح ٢/ ٩٦٠(١٨)، والترمذي في الجامع ٢/ ١١٥، والحميدي في مسنده ٢/ ٤٤٩ (١٠٣٨)، والهمام في صحيفته ٢٩(٣) والطبراني في الأوسط ٣/ ٢١٨(٣٢٧٥)، وفي مسند الشاميين ٤/ ٢٩٥ (٣٣٣٨)، والقضاعي في مسند الشهاب ٢/ ١٧٦(١١٣٢)، والرامهرمزي في الأمثال الحديث ٢٩(١). كلهم عن أبي هريرة .[صحيح] .

واخرج القضاعي في مسند الشهاب ٢/ ١٧٤، ١٧٥(١١٢٨، ١١٢٩، ١١٣٠) عن عمر بن الخطاب بلفظ :إني ممسك بحجزكم [وفي الثالث: هلم]عن النار [وفي الثالث: تغلبوني] وتقاحمون فيها تقاحم الفراش والجنادب ...إلخ .وابن أبي شيبة في المصنف ٦/ ٣٠٩ (٣١٦٧٨)، والبزار في مسنده ١/ ٣٣٣(٢٠٣)، وابن أبي عاصم في السنة ٢/ ٣٤٦ (٧٤٤)، وأبو يوسف السدوسي في مسند عمر ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، (٢٢، ٢٣)، والرامهرمزي في الأمثال الحديث ٣٥(٤) .[صحيح] ==

= =وأخرج القضاعي في مسند الشهاب ٢/١٧٧(١١٣٣) عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده ، بلفظ :ما لي آخذ بحجزكم عن النار .

وأحمد في مسنده ٥/٣ (٢٠٠٣٩، ٢٠٠٥٥) ،والحاكم في المستدرك ٣٣/٢ (٨٧٧٣) ،وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله ٢٧٢ ،وابن المبارك في الزهد ٣٥١ (٩٨٧)، والروياني في مسنده ١١٢/٢، ١١٣ (٩٧-٩٨) ،والمروزي في تعظيم قدر الصلاة ٣٠٩(٣٠١)، وابن عبد البر في الإستيعاب ٢٠٨/١.

وقال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه .

وأخرج الضياء المقدسي في " الأحاديث المختارة "٢٢٨/١٠، ٢٢٩(٢٣١) ،والطبراني في الكبير ٧/١١ (١٥٠٨) عن ابن عباس بلفظ :قال ﷺ:أنا آخذكم بحجزكم عن النار أقول أياكم وجهنم أياكم والحدود ...إلخ .

وفي رواية عنه أنا آخذ بحجزكم أقول اتقوا النار واتقوا الحدود .

أخرجه الطبراني في الأوسط ١٨٦/٣(٢٨٧٣) ،وفي الكبير ٣٣/١١(١٠٩٥٣) .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٨٧/٦(١٠٥٣٢) رواه البزار وفيه ليث بن أبي سليم والغالب عليه الضعف .

قلت :عند الطبراني من عبد الملك بن سعيد بن جبير عن أبيه عن بن عباس .

لكن إذا ضم إليه الطريق الأولى أخذ الحديث قوة، وارتقى إلى درجة الحسن إن شاء الله تعالى.

وأخرج أحمد في مسنده ٣٩٠/١(٣٧٠٤) ، ٣٢٤(٣٠٢٧) ،و أبو يعلى في مسنده ٢٩١/٩ (٥٢٨٨) ،والطبراني في الكبير ٢١٥/١٠(١٠٥١١) ،والقضاعي في مسند الشهاب ١٧٦/٢(١١٣١)، عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه .

حدیث ﴿44﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ

لَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ اِلَّا اَنَا مُمْسِکٌ بِحُجْزَتِہٖ اَنْ یَّقَعَ فِی النَّارِ .(1)

تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔

الطبرانی فی الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ .

حدیث ﴿45﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا:

اَلَا وَاِنِّیْ مُمْسِکٌ بِحُجَزِکُمْ اَنْ تَہَافَتُوْا فِی النَّارِ کَتَہَافُتِ الْفَرَاشِ وَالذُّبَابِ .(2)

سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں۔

احمد والطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ . ﴿اللہ اکبر﴾

اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا: [ولکن الوھابیۃ لا یعلمون .

تنبیہ: بائیس سے چوالیس تک چوبیس حدیثیں قابل اندراج وجہ دوم تھیں کہ قطعاً للشغف یہیں درج ہوئیں۔

---

(1) اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ۷/۲۶۸(۷۱۰۰)

قال المناوی: رمز المصنف لحسنہ. فیض القدیر ۵/۳۹۰)

(2) اخرجہ أحمد فی مسندہ۱/۳۹۰ و۴۲۴ لفظ لہ. والطبرانی فی الکبیر۱۰/ ۲۱۵ (۱۰۵۱۱)، وأبو یعلی فی مسندہ۹/۹۱(۵۲۸۸)، والقضاعی فی مسند ۲/ ۱۷۲.

قال الشعیب الارنؤوط فی ذیل مسند احمد إسنادہ حسن.

حدیث (46 تا 52):

سید عالم ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ.	الٰہی! اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اسکے ذریعے یا تو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام۔

أحمد وعبد بن حميد والترمذي وحسنه وصححه وابن سعد وأبو يعلى والحسن بن سفيان في فوائده والبزاز وابن مردويه وخثيمة بن سليمان في فضائل الصحابة وأبونعيم والبيهقي في دلائلهما وابن عساكر كلهم عن ابن عمر. (1) والطبراني عن أنس (2) والنسائي عن عمر (3)

---

(1) أخرجه أحمد في مسنده ٢/٩٥ (٥٦٩٦)، وفي فضائل الصحابة ١/٢٥٠ (٣١٢)، وعبد بن حميد في مسنده ٢٤٥ (٧٥٩) لفظ له، والترمذي في الجامع ٢/٢٠٩ (٣٦٨١)، وابن حبان في الصحيح ١٥/٣٠٥ (٦٨٨١)، وابن سعد في الطبقات الكبرى ٣/٢٦٧، وأبو نعيم في الحلية ٥/٣٦١، والبيهقي في الدلائل ٢/٢١٧، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٣. ٢٥، وعمر بن شبه في أخبار المدينة ٢/٣٧١ (١٠٦٨)، وذكره الحافظ في الاصابة ٣/٥٨٩ وعزاه إلى أبو يعلى.

وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.

(2) أخرجه الطبراني في الأوسط ٢/٣٣٠ (١٨٦٠) والمقدسي في الأحاديث المختارة ٧/١٣٣ (٢٥٧٦) وذكره الحافظ في الاصابة ٣/٥٩٠ وعزاه إلى الدارقطني.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٥٦ (١٤٤٠٦): رواه الطبراني في الأوسط وفيه: القاسم بن عثمان البصري، وهو ضعيف.

(3) أخرجه البزار في مسنده ١/٣٠٠، ٣٠١، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٣٢، ٣٣

وأحمد وعبد بن حميد وابن عساكر عن خباب بن الأرت(1)،والطبراني في الكبير، والحاكم عن عبدالله بن مسعود(2) والترمذي والطبراني وابن عساكر عن ابن عباس(3) والبغوي في الجعديات عن ربيعة السعدي رضي الله تعالى عنهم أجمعين(4). ورواه ابن عساكر عن ابن عمر بلفظ أللهم اشدد(5) وكابن النجار عنه بلفظ الحديث الثاني(6) وأبو داود الطيالسي والشاشي في فوائده والخطيب عن ابن مسعود بلفظ الصديقة الآتي.(7)

---

(1)أخرجه البزار في مسنده ٦/٥٧(٢١٩)وابن سعد في طبقات الكبرى ٣/٢٦٨، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٥،وابن حبان في الثقات ١/٧٥، وعمر بن شبة في أخبار المدينة ٣٣٨(١٣٠).

(2)أخرجه الحاكم في المستدرك ٣/٨٩(٤٤٨٢)،والطبراني في الكبير ١٠/١٥٩ (١٠٣١٤) وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٥٥(١٤٤٠٤)ورواه الطبراني في الكبير والأوسط بنحوه باختصار ورجال الكبير رجاله الصحيح غير مجالد بن سعيد وقد وثق .

(3)أخرجه الترمذي في الجامع (٣٦٨٣) ،وأحمد في فضائل الصحابة ١/٢٤٩ (٣١١)،والطبراني في الكبير ١١/٢٥٥(١١٦٥٧)بلفظ :اللهم أيد الإسلام ... إلخ . وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٤،والإسماعيلي في معجم الشيوخ ٢/٥١٣، وذكره الحافظ في الأصابة ٤/٥٨٩عنه وعزاه إلى يونس بن بكير في زيادات المغازي)

(4) (أورده الحافظ في الاصابة ٢/٤٧٨ في ترجمه (٢٦٣٠)،ذكره العجلوني في كشف الخفاء ١/٢١٠ وقال روى البغوي في معجم الصحابة عن ربيعة .

(5)(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٥ .

(6)(ذكره ابن حمزة في "البيان والتعريف" ١٥٢(٣٨٧) وعزاه إلى ابن النجار)

(7) (أخرجه الشاشي في مسنده ٢/٥٩(٥٥٥) بلفظ :اللهم أيد الإسلام ... إلخ .= = =

حدیث (53 تا 57) :

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً. الٰہی! خاص عمر بن خطاب کے ذریعے سے اسلام کو عزت دے۔

ابن ماجه وابن عدي والحاكم والبيهقي عن أم المومنين الصديقة (1) وبلا لفظ "خاصه" أبو القاسم الطبراني عن ثوبان (2) والحاكم عن الزبير (3) وابن سعد من طريق الحسن (4)

= = والطبراني في الأوسط ۱۵۵/۸(۸۲۵۳)،و في الكبير ۹۷/۹(۸۸۲۸)،و ۱۵۹/۱۰(۱۰۳۱۴)، وأحمد في مسنده ۳۵۶/۱(۳۳۶۲) ، والخلال في السنة ۳۱۱/۲ (۳۸٦)،والطيالسي في مسنده ۳۴(۲۵۰)، والدولابي في الكنى (۱۳۶۱)، وابن سمعون في أماليه۱۱۲(۴۷)، وابن عساكر في تاريخه ۲٦/۴۴،و۵۸و۵۹،و۳۸۲ وذكره الحافظ في الفتح ۴۹/۷،وعزاه إلى خيثمة في فضائل الصحابة .

(1)أخرجه ابن ما جه في السنن۱۱(۱۰۵)،وابن عدي في الكامل ۳۱۰/٦ وفي نسخة : ۲۳۱۲/٦، في ترجمة مسلم بن خالد ، والحاكم في المستدرك ۸۹/۳(۴۴۸۵) ، والبيهقي في السنن الكبرى ۳۷۰/٦(۱۲۸۸۱.۸۲) وابن حبان في الصحيح ۳۰٦/۱۵ (٦۸۸۲)،والخطيب في تاريخه ۵۴/۳،في ترجمة أحمد بن بشر بن سعد ، وابن عساكر في تاريخه ۲۷/۴۴،والدارقطني في " الغرائب والأفراد" ۵۰۳۵ (٦۴۰۸) وقال الحاكم :هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه .

(2)أخرجه الطبراني في الكبير ۹۷/۲(۱۴۲۸) .

(3)أخرجه ابن عساكر في تاريخه ۲۷/۴۴.

(4)أخرجه أحمد في فضائل الصحابة ۲۴۲/۱(۳۳۸) ،وابن سعد ۲٦۷/۳.

وخيثمة بن سليمان في الصحابة واللالكائي في السنة وأبو طالب العشاري في فضائل الصديق وابن عساكر جميعا من طريق النزال بن سبرة عن أمير المؤمنين علي .(1) وابن عساكر عنهما أعني الزبير والأمير معا(2) كالطبراني في الأوسط عن أبي بكر الصديق بلفظ: أيد الإسلام... إلخ. رضي الله تعالى عنهم اجمعين .(3)

---

(1)(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٢٧/٤٤، وهو ذكره الحافظ في الفتح ٢٢٩/٢ وعزاه إلى خيثمة في فضائل الصحابة).

(2)(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٢٧/٤٤) .

(3)(أخرجه الطبراني في الأوسط ٢٣٢/٧(٦٤٣٩)، بلفظ: اللهم اشدد الإسلام بعمر بن الخطاب ، والديلمي في الفردوس ٥٠٢/١(٢٠٥٤)بلفظ: اللهم أعز الإسلام... إلخ.
وأخرج الحاكم في المستدرك ٥٧٤/٣(٦١٢٩)،وابن سعد في الطبقات الكبرى ٢٤٢/٣عن عثمان بن الأرقم .
وأخرج أحمد في فضائل الصحابة، عن ابن سيرين ١/ ٢٣٣(٣٠٦).
وأخرج أحمد في فضائل الصحابة، عن أم عبد الله ١/ ٢٨٠، [illegible].
وأخرج ابن سعد في الطبقات ،عن ابن المسيب، ٣/ ٢٤٦).
وأخرج البزار في مسنده عن أسلم مولى عمر ٣٠١/١ ،كما في مجمع الزوائد ٦٢/٩).

﴿۵﴾ اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف وموافق سب پر روشن وبیّن ولہذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے

البخاري في صحيحه وأبو حاتم بن الرازي في مسنده وابن حبان عنه رضي الله تعالى عنه .(1)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ :

كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَ[كَانَتْ] هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَ[كَانَتْ] إِمَارَتُهُ رَحْمَةً لَقَدْ رَأَيْتَنَا وَمَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نُصَلِّيَ

عمر کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح ١/٥٢٠(٣٤٨١، و٣٦٥٠) وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٣٥٤ (٣١٩٧٣) وأحمد في فضائل الصحابة ١/٢٧٤و٤٠٣، وابن حبان في الصحيح١٥/٣٠٣ (٦٨٨٠) ، والحاكم في المستدرك٣/٩٠(٤٤٩٠) والطبراني في الكبير ٩/١٦٥(٨٨٢١و٨٨٢٢، و ٨٨٢٣) والبزار في مسنده ٥/٢٧٤(١٨٨٨) و البيهقي في السنن الكبرى ٦/٣٧١ ، وأبو نعيم في الحلية ٨/٢١١،وفي أخبار أصبهان (٢٠٤٣)، وأبو عبد الله الدقاق في مجلس في رؤية الله ٢٩٥ (٦٨٠) ،وأبو عروبة الحراني في أحاديثه ٤٩(٣٧) وبرواية الحاكم ٣٧(٣٦)، وابن عبد البر في الإستيعاب ١/٣٥٥،والدينوري في المجالسة ٣٨(١٩٣)،وابن بشران في أماليه ٢٩٥(٦٨٠)، وابن سعد في الطبقات الكبرى ٣/٢٧٠، وابن عساكر في تا[illegible] ٤٤/٣٦و٣٧و٢٨٣، وذكره المزي في تهذيب الكمال ٢١/٣٢٥،والحافظ في التهذيب٧/٢٠١)

بِالْبَيْتِ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ۔(1) ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی

رواہ أبو طاہر السلفي وآخرہ لابن إسحاق في سیرتہ بمعناہ۔

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

مَا صَلَّيْنَا ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ ظَهَرَ الْإِسْلَامُ وَدَعَا إِلَى اللّٰهِ عَلَانِيَةً۔

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں نے اعلانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔

أخرجه الدولابي في الفضائل (2)

(1)(أخرجه ابن الحطاب في مشيخته ٢٢٢. ٢٢٣ (٨٣) ، وابن إسحاق في سيرته ٢١٠، وابن سعد في الطبقات الكبرى ٣/٢٧٠بلفظ له، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٨ ، والآجري في الشريعة (١٣٢٠)، و الطبراني في الكبير ٩/١٦٢ (٨٨٠٦) ، والكلاباذي في بحر الفوائد (٢٣٢) ، وذكره الحافظ في الفتح ٢/٤٩ وعزاه إلى ابن أبي شيبة والطبراني)

وأيضا أخرجه الطبراني في الكبير٩/ ١٦٥(٨٨٢٠)وأحمد في فضائل الصحابة ١/٣٣٥، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/ ٢٧، ٢٨وابن سعد في الطبقات الكبرى ٣/٢٧٠وعمر بن شبة ٣٥٠ (١٠٧٥و١٠٧٦).

(2) ذكر أوله الباقلاني في تمهيد الأوائل ٥٠٣وأخرج الحاكم في المستدرك ٣/٩٠ (٤٤٨٧) عن بن مسعود :بلفظ والله ما استطعنا أن نصلي عند الكعبة ظاهرين حتى أسلم عمر . وقال هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه .

وأخرج آخره ابن سعد في الطبقات ٣/٢٦٩، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/ ٤٣، عن صهيب بن سنان رضي الله تعالى عنه .

صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ وَجَلَسْنَا حَوْلَ الْبَيْتِ حِلَقًا وَطُفْنَا بِهِ [بِالْبَيْتِ] وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلُظَ عَلَيْنَا۔

جب عمر مسلمان ہوئے اور ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھے اور طواف کیا اور جو ہم پر سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔

خرجه أبو الفرج في الصفوة (1)

ہر بلا کا دفع ہر نعمت کا حصول نبی ﷺ کے ذریعہ سے ہوا

حدیث ﴿58﴾:

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس سید عالم ﷺ سے عرض کی:

إِنِّي لَأَجِدُ صِفَتَكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ يٰـأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا إِلَى قَوْلِهِ لَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوبًا غُلْفًا۔

بیشک میں حضور کی صفت توریت میں پاتا ہوں اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں۔

الطبراني وأبونعيم في الدلائل وابن عساكر عن محمد بن حمزه بن يوسف بن

---

(1) اخرجه ابن عساكر في تاريخه ۴۴/۴۴، وابن سعد في الطبقات الكبرى ۲۶۹/۳، وعمر بن شبة ۶۳۹ (۲۰۴۳)، وذكره ابن الجوزي في صفة الصفوة ۲۷۴/۱، والواسطي في مجمع الأحباب [مختصر حلية الأولياء ۱/ ۲۰۳].

عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده، وابن عساكر أيضا من طريق زيد بن أسلم عن عبد الله بن سلام، والدارمي والبيهقي من طريق عطاء بن يسار عنه نحوه وله طرق تاتي في الباب الآتي إنشاء الله (1).

اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی ﷺ کے واسطے سے ہے

حدیث ﴿59﴾:

کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

إِنِّيْ بَاعِثٌ نَبِيًّا أُمِّيًّا أَفْتَحُ بِهٖ أذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا وَّأَعْيُنًا عُمْيًا (إِلٰى أَنْ قَالَ) أَهْدِي بِهٖ مِنْ بَعْدِ الضَّلَالَةِ وَأُعَلِّمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ وَأَرْفَعُ بِهٖ بَعْدَ الْخَمَالَةِ وَأُسَمِّي بِهٖ بَعْدَ النُّكْرَةِ وَأُكَثِّرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَأُغْنِيْ بِهٖ بَعْدَ الْعَيْلَةِ، وَأَجْمَعُ بِهٖ

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلندنامی دوں گا

---

(1) أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٣٨٧/٣، و٣٨٨، من طريق محمد بن حمزة بن يوسف.
وابن عساكر في تاريخه ٣٨٨/٣، وأبو نعيم في الدلائل ٩٨/١ (٩٤)، وابن سعد في طبقات الكبرى ٣٦٠/١ من طريق زيد بن اسلم.
والدارمي في السنن ١٤/١ (٩) والبيهقي في الدلائل ٣٧٦/١، وفي الإعتقاد ٣٤١، ٣٤٢، وأبو نعيم في الدلائل ١٥١/١ (٢٥)، وابن عبد البر في الإستيعاب ١٨/١، والآجري في الشريعة ٤٥٢، والدينوري في المجالسة ٢٢٥ (١٣٩٧)، والفسوي في معرفة والتاريخ ٢٩٦/٣، وعزاه الحافظ في الفتح ٣٤٣/٤ للطبراني.
كلهم من طريق عطاء بن يسار.

بَعْدَ الْفُرْقَةِ وَأُؤَلِّفُ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبٍ وَّأَهْوَاءٍ مُّتَشَتِّتَةٍ وَّأُمَمٍ مُّخْتَلِفَةٍ.

گا اس کے ذریعے سے نا شناسی کے بعد شناخت دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا اس کے سبب محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا اس کے وسیلے سے پریشان دلوں مختلف خواہشوں متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔

ابن أبي حاتم عن وهب بن منبه۔(1)

☆ اللہ! انصاف یہ کس قدر بلاؤں کا حضور کے وسیلے سے دفع ہونا ہے۔ وللّٰہ الحمد ۔

حدیث (60):

کہ فرماتے ہیں ﷺ:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشَ كَتَبَ عَلَيْهِ بِقَلَمٍ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِهٖ آخُذُ وَبِهٖ أُعْطِيْ وَأُمَّتُهٗ أَفْضَلُ الْأُمَمِ وَأَفْضَلُهَا أَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ.

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق

(1) أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره ۸/۲۷۲۶(۱۴۷۵۸) وأبو نعيم في الدلائل ۱/۳۱ ، وذكره السيوطي في الخصائص ۱/۲۳،۲۲، بلفظ له .

الرافعي عن سلمان رضي الله عنه .(1) بحمد الله تعالى.

○اسی حدیثِ جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں ان کے واسطے ان کے وسیلے سے ہے اسی کو خلافتِ عظمٰی کہتے ہیں۔ "وللہ الحمد حمدا کثیرا"۔

دیکھو! بشہادت خدا اور سول جل وعلا ﷺ رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی عذاب کی موقوفی یہاں تک کہ زمین کا قیام زمین کی نگہبانی خلق کی موت خلق کی زندگی دین کی عزت امت کی پناہ بندوں کی حاجت روائی راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفےٰ ﷺ کو دفع بلا کا واسطہ مانا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا۔﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ! تین حدیث اخیر نے تو روشن مستنیر کر دیا جو نعمت ملی جو بلا ٹلی سب مصطفےٰ ﷺ کے باعث حاصل وزائل ہوئی بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر ہے، ہاں ہاں لا واللہ ثم باللہ۔

ایک دفع بلا حصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے۔

عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ: "لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا".(2)

یوں ہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

---

(1)(أخرجه الرافعي في التدوين في أخبار قزوين ٣/٢٩٣، في ترجمة :علي بن الفرات البجلي، والديلمي في الفردوس ٣/٢٢٣(٥٢٩٥)، وذكره الهندي في كنز العمال ١١/٥٣٩(٣٢٥٨٨).

(2)(فوائد ، ابن الصلت وابي احمد الفرضي، ٢٩(٣٧)، وفيه كلام كثير.

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک

وکرم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

باب دوم

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن جان وہابیت پر برق افگن

اس میں چوالیس آیتیں (44) اور دو سو چالیس (246) حدیثیں ہیں

فصل اول

آیات شریفہ میں

خدا اور رسول [جل جلالہ و ﷺ] نے دولت مند کر دیا

آیت (7.1): قال ربنا تبارک وتعالیٰ:

﴿وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾(1)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول جل وعلا و ﷺ نے اپنے فضل سے۔

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول جل وعلا و ﷺ نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے

اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اور سب اہل سنت کو دین و دنیا کا دولتمند فرما اپنے فضل سے ﷺ۔

؎ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

آیت (8.2):

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ﴾ اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور

---

(1) [التوبة: 74]

وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ﴾(1)

رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

خدا اور رسول نے نعمت دی

آیت ﴿9.3﴾:

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾(2)

اللہ نے اُسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اُسے نعمت دی۔

حافظ ونگہبان اللہ کے فرشتے ہیں

آیت ﴿10.4﴾:

﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾(3)

آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

---

(1)[التوبۃ:۵۹]

(2)[الأحزاب:۳۷]

(3)[الرعد:۱۱]

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو وللہ الحمد۔

آیت ﴿11.5﴾:

﴿وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾(۱) اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولی سبحانہ وتعالی فرشتوں کو ہمارا حافظ ونگہبان فرماتا ہے۔

آیت ﴿12.6﴾:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۲) اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک وتعالی اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام [رضی اللہ عنہم] کو ملا کر فرماتا ہے، اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

"فی الجلالین" "حَسْبُكَ اللّٰهُ وَحَسْبُكَ مَنِ اتَّبَعَكَ" ۔(3)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے۔

"اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا و آنانکه پیروی تو کرده انداز مسلمانان"۔

---

(1)[الأنعام:۶۱]

(2)[الأنفال:۶۴]

(3)(تفسیر الجلالین ۱۵۴ وفي نسخة ۲۳۷)

امام شعبی سے روایت ہے کہ: "قال: حسبك الله، وحسبك من اتبعك". فرمایا: اللہ آپ کو کافی ہے اور جنہوں نے آپ کی پیروی کی وہ آپ کو کافی ہیں۔ (حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر در المنثور ۴/۱۰۱ میں اسے انہی سے بیان کرتے ہوئے امام بخاری کی تاریخ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کی طرف منسوب کیا)۔

پانچ آیتیں کہ حضور کو اپنا رب کہنا شرک نہیں جبکہ مجاز مراد ہو۔

آیت ﴿13.7﴾:

یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ﴾(۱) بیشک عزیزِ مصر میرا رب ہے اُس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

"فی الجلالین" "اِنَّهٗ اَیِ الَّذِیْ اشْتَرَانِیْ رَبِّیْ سَیِّدِیْ"۔ (۲)

یعنی جس نے مجھے خریدا میرا رب، میرا آقا ہے۔

آیت ﴿14.8﴾:

﴿اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا﴾(۳) اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ﴿15.9﴾:

﴿وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾(۴) اور یوسف نے کہا اُس سے جسے اُن دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔

(یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔) اس پر مولیٰ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

---

(1)[الیوسف:۲۳]

(2)(تفسیر الجلالین/ونحوہ فی "السراج المنیر" والوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز)

(3)[الیوسف:۴۱]

(4)[الیوسف:۴۲]

آیت (16.10):

﴿فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ﴾(1) تو اُسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین "اَیِ:السَّاقِیَ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ یُوْسُفَ عِنْدَ رَبِّهٖ".(2)

شیطان نے اس ساقی کو یوسف کا ذکر اس کے آقا کے سامنے کرنا بھلا دیا۔

آیت (17.11):

﴿قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــٴَـلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّؕ﴾(3) یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے؟۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب تیرا رب میرا رب کہنا صحیح فرمایا اللہ فرمائے اور اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفیٰ ﷺ کو دافع البلاء کہنا شرک؟

آیت (18.12):

رب جل وعلا اپنے مبارک بندے عیسٰی ابن مریم علیہما الصلوۃ والسلام سے فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْۚ﴾(4) اور جب تو بناتا مٹی سے پرندہ کی شکل میری پروانگی سے پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی

(1)[الیوسف:۴۲]

(2)[تفسیر الجلالین ۳۱۴]

(3)[الیوسف:۵۰]

(4)[المائدۃ:۱۱۰]

سے اور جب تو قبروں سے مردے نکالتا
میری پروانگی سے۔

دفع بلائے مرض وابرائے اکمہ وابرص میں کتنا فرق ہے۔

میں اللہ کی عطا سے مردے کو زندہ کرتا ہوں

آیت (19.13):

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ (إلى قوله) وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾.(1)

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی مورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو (الی قولہ) اور تا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ!

عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام جو فرما رہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں ان اسنادوں کی نسبت کا کیا حکم ہوگا؟۔

---

(۱)[آل عمران ۴۹۔۵۰]

اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہنا شرک نہیں

آیت ﴿20.14﴾:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾(1)

نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

☆ یہاں مولیٰ تعالیٰ عزوجل ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمارہا ہے، اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اُس کا بندہ، اِس کا بندہ، اللہ فرمائے، رسول فرمائے، صحابہ فرمائیں، ائمہ فرمائیں، مگر محمد رسول اللہ ﷺ کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شاید ان کے نزدیک زید و عمر خدا کے شریک ہوسکتے ہوں گے۔"ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلي العظیم".

آیت ﴿21.15﴾:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (2)

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی، جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں، وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کریگا ان کے لئے ستھری چیزیں، اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں، اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ، اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔

---

(1)[النور:۳۲]

(2)[الاعراف:۱۵۷]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانِ جہان و جہانِ جان اس جان جان و جانِ ایمان ﷺ کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دیئے۔

للہ! انصاف اور دافع بلا کسے کہتے ہیں؟۔

حضور [ﷺ] گناہوں سے پاک کرتے ہیں

آیت ﴿22.16﴾:

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(1)

اے رب ہمارے! اور ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور وہ پیمبر انہیں گناہوں سے پاک کردے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی حضور سید عالم ﷺ ہوئے کیونکہ فرمایا:

أَنَا دَعْوَةُ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ۔(2)

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم۔

---

(1) [البقرہ ۱۲۹]

(2)(عن العرباض بن سارية السلمي قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: إني عبد الله في أم الكتاب، خاتم النبيين، و إن آدم لمنجدل في طينته، وسوف أنبئكم بتأويل ذلك: أنا دعوة أبي إبراهيم، وبشارة عيسى قومه، ورؤيا أمي.

أخرجه الطبري في تفسيره ١/٢٠٦(٢٠٧٦)، وأحمد في مسنده ٤/١٢٨(١٧٢٩٥)

= وابن أبي عاصم في السنة (٤٠٩)، والحاكم في المستدرك ٢/٦٥٦ (٤١٧٥)،
والطبراني في مسند الشاميين ٢/٣٤٠ (١٤٥٥)، وفي الكبير ١٨/٢٥٣ (٦٣١)، وابن
بشران في أماليه ٣٩، ٤٠ (٤٠)، وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله ٩، ٤٠
(٤٠)، والبيهقي في الدلائل ١/٨١، ٨٣، وأبو نعيم في الحلية ٦/٩٠ كلهم من طريق ابن
أبي مريم، عن سعيد بن سويد، عن العرباض بن سارية رضي الله تعالى عنه .. الحديث.
وقال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد شاهد للحديث الأول .
وأخرجه الطبري في تفسيره ١/٦٠٦ (٢٠٧٧، ٢٠٧٨) بسندين، وابن حبان في
الصحيح ١٤/٣١٢، ٣١٣ (٦٤٠٤)، والحاكم في المستدرك ٢/٦٥٣ (٤١٧٥)،
والطبراني ١٨/٢٥٢ (٦٢٩، ٦٣٠)، وعبد الله بن أحمد في السنة ٢/٣٩٨ (٨٦٥)،
والبخاري في تاريخ الكبير ٦/٦٨، وفي الصغير ٣(٣٣)، والبغوي في شرح السنة
٣/٢٠٧ (٣٦٢٦)، وابن أبي حاتم في تفسيره (١٢٤٧)، والبيهقي في الدلائل ١/٨٠،
بسندين، وفي الشعب ٢/١٣٤ (١٣٨٥)، والفسوي في معرفة والتاريخ ١/٢٠٩،
والآجري في الشريعة ٤٢٠، وابن سعد في الطبقات ١/١٤٩، وابن عساكر في تاريخه
٢٣/١٧٤، كلهم من طريق معاوية بن صالح عن سعيد بن سويد عن عبد الأعلى بن هلال
السلمي عن العرباض .... الحديث.
وقال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وأقره الذهبي في التلخيص.
وقال الهيثمي في المجمع ٨/٢٢٣: رواه أحمد بأسانيد والطبراني والبزار وأحد أسانيد
أحمد رجاله رجال الصحيح، غير سعيد بن سويد، وقد وثقه ابن حبان .
وقال الحافظ في الفتح ٦/٥٨٣ أخرجه أحمد و صححه بن حبان والحاكم.
وأخرجه أحمد في مسنده ٤/١٢٧ (١٧٢٨٠) من طريق معاوية بن صالح عن سعيد بن
سويد الكلبي عن عبد الله بن هلال السلمي عن عرباض بن سارية .... الحديث.

وأخرجه الطبري في تفسيره ١/٤٠٦(٢٠٧٥)،و في تاريخه ١/٤٥٨، وابن هشام في سيرته١/٣٠٢،والحاكم في المستدرك ٢/٦٥٦(٤١٧٣) ،والبيهقي في الدلائل ١/٨٣، ٨٣).

كلهم من طريق محمد بن إسحاق عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن أصحاب رسول الله ﷺ ...الحديث.

وقال الحاكم :صحيح الإسناد ،ووافقه الذهبي في التلخيص .

وقال ابن كثير في تفسيره ٤/٣٦٠،الصف ٩: إسناده جيد .

و في الباب عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه .

رواه ابن الجعد في مسنده ٣٩٢(٣٤٢٨) ،وأحمد في مسنده ٥/٢٦٢،والطيالسي في مسنده١٥٥(١١٣٠)، والروياني في مسنده ٢/٣١٠، والحارث في مسنده [زوائد الهيثمي] ٢/٨٦٧(٩٢٧)،والطبراني في مسند الشاميين ٢/٤٠٢ (١٥٨٢)، وفي الكبير٨/١٧٥(٧٧٢٩)،والبيهقي في الدلائل ١/٨٤ ،وأبو طاهر في سبعة مجالس من أماليه (٥)،وأبو الفضل الزهري (٥٦٥)، والديلمي في الفردوس ١/٤٦(١١٣) ،وابن عدي في الكامل ٤/٢٩ ،وابن سعد في الطبقات ١/١٤٩،وابن عساكر في تاريخه ١/١٧١)

وعن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه .

أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٣/٣٩٣ .

وعن الضحاك

أخرجه ابن سعد في الطبقات ١/١٤٩.

وعن عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر

أخرجه ابن سعد في الطبقات ١/١٤٩.

آیت〈23.17〉:

خود رب العزت جل وعلا فرماتا ہے:

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾(1)

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن وعلم سکھاتا اور ان باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت〈24.18〉:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾(2)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن وحکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

حضور قیامت تک تمام امت کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں

آیت〈25.19〉:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک

---

(1) [البقرۃ: ۱۵۰]

(2)[آل عمران: ۱۶۴]

مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾(1)

رسول انہیں میں سے کہ ان پر آیات الٰہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور انہیں کتا وحقائق کا علم بخشتا ہے۔ اگر چہ وہ اس پہلے بھی کھلی گمراہی میں تھے، نیز پاک کر اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگ کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور و غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا۔

الحمد للہ! اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں پاک کرنا، ستھرا بنانا، صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیامِ قیامت تک امتِ مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظرِ رحمت سے ملحوظ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

☆ بیضاوی شریف میں ہے:

هُمُ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بَعْدَ الصَّحَابَةِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.(2)

یہ دوسرے جنہیں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کر ہیں۔ تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے قیامت تک ہوں گے۔

---

(1)[پ۲۸، الجمعة: ۲،۳،۴]

(2)(تفسیر البیضاوی ۳۳۷)

☆معالم شریف میں ہے:

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ هُمْ جَمِيْعُ مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهِيَ رِوَايَةُ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ.(1)

امام ابن زید نے فرمایا یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

الحمدللہ! قرآن عظیم میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے۔

دو جگہ سورۃ بقرہ تیسرے آل عمران چوتھے سورۃ جمعہ اور اس آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی، بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔"وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

---

(1)(معالم التنزيل للبغوي ۴/۳۳۰، والطبري في تفسيره ۱۲۵/۹۱(۳۴۰۸۸، ۳۴۰۸۹)،بلفظ :"هؤلاء كل من كان بعد النبي ﷺ إلى يوم القيمة، كل من دخل في الإسلام من العرب والعجم .وعن مجاهد، بلفظ :من ردف ا لإسلام من الناس كلهم . وذكره ابن الجوزي في كشف المشكل ۹۳۶/۱.ونحوه في تفسير الخازن وفي تفسير الثعلبي ،وقال الثعلبي قال ابن زيد وابن حبان...وهي رواية ابن ابي نجيح عن مجاهد.
جبکہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر در المنثور میں حضرت مجاہد سے بیان کرتے ہوئے عبد بن حمید اور ابن منذر کی طرف منسوب کیا ہے۔اور اسی طرح ابن منذر کے حوالہ سے ضحاک سے بیان کیا کہ جو عرب وعجم میں سے جو قیامت کے دن تک اسلام لائیں گے اور اعمال صالحہ کریں گے)۔

آیت (26.20):

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے۔ اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے۔

آیت اتری۔

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.(1)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں، اور ستھرا کردو انہیں گناہوں سے، اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو! حضور دافع البلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ان کے دلوں کا چین ہو تو یہی دفع الم ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علٰی دافع البلاء والألم وعلٰی آلہ وصحبہ وبارك وسلم .

آیت (27.21):

﴿لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾(2)

اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمٰن کے ساتھ عہد وپیمان کر رکھا ہے۔

---

(1) [التوبۃ:۱۰۳]

(2) [مریم:۸۷]

محبوبانِ خدا، اللہ کے حضور شفاعت کے مالک ہیں

آیت ﴿28.22﴾:

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾(1)

جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔

یعنی عیسیٰ وعزیز وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام۔

ان آیات میں مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر ہو جانے نے "تقویۃ الایمان" کی اس بدلگامی کا بھی منہ سی دیا کہ: "شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دیگا"۔(2)

آیت﴿29.23﴾:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (3)

نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں

آیت﴿30.24﴾:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى

جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم

---

(1) [الزخرف ۸۶]

(۲)(تقویۃ الایمان ۹۹، بلفظ: "جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا"۔)

(3) [النساء ۵]

وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾(1)
اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

ان آیات میں خدا بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

مجاہدین کو فرشتے ثابت قدم رکھتے ہیں

آیت(31.25):

﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾(2)
جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

کاروبار دنیا کی فرشتے تدبیر کرتے ہیں

آیت(32.26):

﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾(3)
قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذات الٰہی جل وعلا کی ہے۔قَالَ تَعَالٰی ﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾

☆معالم التنزیل شریف میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وُكِّلُوْا
یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے

(1) [النساء ۸]

(2) [الانفال ۱۲]

(3) [النازعات ۵]

بِأُمُورٍ عَرَّفَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ الْعَمَلَ بِهَا. قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فِي الدُّنْيَا أَرْبَعَةٌ: جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَمَلَكُ الْمَوْتِ وَ إِسْرَافِيْلُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ. أَمَّا جِبْرِيْلُ فَمُوَكَّلٌ بِالرِّيَاحِ وَالْجُنُوْدِ وَأَمَّا مِيْكَائِيْلُ: فَمُوَكَّلٌ بِالْقَطْرِ وَالنَّبَاتِ وَأَمَّا مَلَكُ الْمَوْتِ: فَمُوَكَّلٌ بِقَبْضِ الْأَرْوَاحِ، وَأَمَّا إِسْرَافِيْلُ: فَهُوَ يَتَنَزَّلُ بِالْأَمْرِ عَلَيْهِمْ. (1)

فرمایا یہ " مدبرات الامر " ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کیے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، مکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلاۃ والسلام ۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں۔ (کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کا تعلق ہے)۔اور مکائیل باراں وروئیدگی پر مقرر ہیں ۔(کہ مینھ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔

---

(1)(تفسير معالم التنزيل للبغوي ۴/ ۴۴۲،وذكرهما ابن الجوزي في زاد المسير ۱۷/۸،وفيه قال ابن عباس هي الملائكة قال عطاء وكلت بأمور عرفهم الله العمل بها ...الخ .واخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ۱۵۹/۷ (۳۴۹۹۹)،والقرطبي في تفسيره ۸۰/۴ ،و۱۷۰/۱۹، والشوكاني في فتح القدير ۵۲۵/۵،والسيوطي في الدر المنثور ۴۰۵/۸ وعزاه إلى عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم والبيهقي في شعب الإيمان كلهم عن عبد الرحمن بن سابط. قلت :قال ابن القيم في التبيان في أقسام القرآن ۸۳ ==

حدیث مبارکہ میں فرمایا:

"اَلْقُرْآنُ ذُوْ وُجُوْہٍ"(1) قرآن متعدد معانی رکھتا ہے۔

رواہ ابو نعیم عن ابن عباس رضي اللّٰہ تعالی عنھما عن النبی ﷺ.

☆علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے:

وَلَمْ یَزَلِ الْاَئِمَّۃُ یَحْتَجُّوْنَ بِہٖ عَلٰی وُجُوْہِہٖ وَذٰلِکَ مِنْ اَعْظَمِ وُجُوْہِ اِعْجَازِہٖ.

وَقَدْ فَصَّلْنَا ھٰذَا الْمَرَامَ فِیْ رِسَالَتِنَا "اَلزُّلَالِ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی".

اولیائے کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے اور کاروبار جہاں کی تدبیر فرماتے ہیں

اب اسی آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے۔

☆تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

اَوْ صِفَاتُ النُّفُوْسِ الْفَاضِلَۃِ حَالَ یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح

= =:وأما(المدبرات أمرا) فاجمعوا على أنها الملائكة . قال مقاتل :هم جبريل و ميكائيل و إسرافيل و ملك الموت :يدبرون امر الله تعالى في الأرض و هم(المقسمات امرا) قال عبد الرحمن بن سابط :.... وقال ابن عباس :هم الملائكة وكلهم الله بأمور عرفهم العمل بها ....)

(1)(رواه الديلمي في الفردوس ۳/۲۲۸(۴۶۷۲)، والهندي في كنز العمال ۱/۵۵۱ (۲۴۶۹) وعزاه إلى أبي نعيم.

أقول:أخرج الدارقطني في السنن ۴/۱۴۰(۴۲۳۲):بلفظ القرآن ذلول ذو وجوه فاحملوه على احسن وجوهه .عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما.وابن حزم في الأحكام ۳/۲۸۱،بدون السند .ونحوه الربيع في مسنده ۳۳۹،۳۴۰، والزركشي في البرهان في علوم القرآن ۲/۱۶۳، والسيوطي في الاتقان ۲/۱۸۰وعزاه إلى أبي نعيم.

...لِأَنَّهَا تَنْزِعُ عَنِ الْأَبْدَانِ غَرْقًا ...نَزْعًا شَدِيدًا مِنْ إِغْرَاقِ النَّازِعِ ...الْقَوْسِ وَتَنْشِطُ إِلَى عَالَمِ ...الْمَلَكُوْتِ وَتَسْبَحُ فِيْهَا فَتَسْبِقُ الَى ...حَظَائِرِ الْقُدْسِ فَتَصِيْرُ لِشَرَفِهَا وَقُوَّتِهَا ...مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ .(1)

اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم بقوت تمام جدا ہوکر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی پس اب تو اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

...بحمد اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر ...اتے ہیں۔ فللّٰہ الحجۃ البالغہ .

---

(1) تفسير البيضاوي ٥/٤٣٥).

...ل:قال السيد محمود الآلوسي في تفسيره ٣٠/٢٣:وقيل اقسام بالنفوس الفاضلة ...ة المفارقة لا بد انها بالموت فانها تنزع عن الأبدان غرقا اي:نزعا شديدا من أغرق ...ع في النفوس إذا بلغ غاية المد ينتهي إلى النصل لعسر مفارقتها أياها حيث الفته و ...طنة لها لاكتساب الخير وطنة لازدياده فتنشط شوقا إلى عالم الملكوت و تسبح به ...ق به حظائر القدس فتصير لشرفها و قوتها من المدبرات أي ملحقة بالملائكة او ...ح هي لأن تكون مدبرة كما قال الامام انها بعد المفارقة قد تظهر لها آثار وأحوال في ...العالم فقد يرى المرء شيخه بعد موته فيرشده لما يهمه وقد نقل على جالينوس انه ...ل مرضا عجز عن علاجه الحكماء فوصف له في منامه علاجه فأفاق وفعله فأفاق وقد ...الغزالي و لذا قيل و ليس بحديث كما توهم تحيرتم في الأمور فاستعينوا من ...ب القبور أي :أصحاب النفوس الفاضلة المتوفين و لا شك في انه يحصل = = =

☆علامہ احمد بن شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل کرکے فرماتے ہیں:

وَلِـذَا قِيْلَ إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُوْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا تُوُهِّمَ وَلِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰى زِيَارَةِ مَشَاهِدِ السَّلَفِ وَالتَّوَسُّلِ بِهِمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِنْ أَنْكَرَهُ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ فِيْ عَصْرِنَا وَالْمُشْتَكٰى إِلَيْهِ هُوَ اللّٰهُ. (1)

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا کی ہی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے

" وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ".

ہاں! میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

اے نبی ﷺ! ان کافروں سے فرما، وہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے

= لزائرهم مدد روحاني ببركتهم وكثيرا ما تنحل عقد الأمور بأنامل التوسل إلى الله تعالى بحرمتهم .....(روح المعاني).

(1)(عناية القاضي و كفاية الراضي ٩/٣٩٩، والتفسير الكبير للرازي ٣١/٢٩، ٣٠، كشف الخفاء للعجلوني ١/٨٨، وعزاه إلى ابن كمال باشا في الأربعين. و إسماعيل الحقي في تفسيره، الاسراء ٥٩، وعزاه إلى الكاشفي في الرسالة العلية وابن كمال.)

...يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ...مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ...يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾(1)

یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہہ دیں کہ اللہ تو فرماؤ پھر ڈرتے کیوں نہیں

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے۔ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر ...ں تک اس کا اختصاص جانتے ہیں۔ ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے تو ...ی کو بتائیں گے۔ دوسرے کا نام نہ لیں گے۔

اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کے لئے ثابت فرماتا ہے۔ کہ قسم ان محبوبان ...ی جو عالم میں تدبیر وتصرف کرتے ہیں۔ ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک ...یوں کر بچا۔

سو سوالوں کا ایک جواب

...پاک طائفے کے سنگت والو! جب تک ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن ...ت کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے۔

...پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف واستمداد واستعانت ...و حاجت روا ومشکل کشا وعلم غیب وندا وغیرہا سب کافور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ...منصور بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے

﴿ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾.

...نس ۳۶]

موت فرشتہ دیتا ہے

آیت (33.27):

﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ (1)

تو فرمائیے تمہیں موت دیتا ہے مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

آیت (34.28):

﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ (2)

موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ﴾ (3)

اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

جبریل [علیہ السلام] نے بیٹا دیا

آیت (35.29):

﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (4)

جبریل نے مریم سے کہا کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔ [علیہما السلام]

اللہ اللہ! اب جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"۔

وہابیہ تو اسی کو روتے تھے۔ کہ "محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے"۔ (5) یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ "وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَةُ"۔

---

(1) [السجدة ١١]
(2) [الأنعام ٦١]
(3) [الزمر ٤٢]
(4) [مریم ١٩]
(5) (ماخوذ از قولہ: اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔۔۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص٥٢ تا ٥٦)

اللہ [عزوجل] اور جبریل [علیہ السلام] اور ابوبکر وعمر [رضی اللہ عنہما] مددگار ہیں

آیت (36.30):

﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾(1)

بیشک اللہ اپنے نبی ﷺ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ"

یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق وعمر فاروق ہیں [رضی اللہ تعالیٰ عنہما]

رواه الطبراني في الكبير وابن مردويه والخطيب عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه.(2)

☆ بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات میں یوں ہی تھا:

---

(1) [التحريم :۴]

(2)(أخرجه الطبراني في الكبير ۱۰/۲۰۵ (۱۰۴۲۷)، والخطيب في تاريخه ۱/۳۰۴ ، والديلمي في الفردوس ۴/۳۱۸(۴۲۱۲)، وذكره السيوطي في الدر المنثور ۸/۲۲۳، وعزاه إلى الطبراني وابن مردويه وأبو نعيم في فضائل الصحابة ،وابن عساكر.

أقول: وفي الباب :

عن أبي أمامة كما في المستدرك للحاكم ۳/۷۳ (۴۴۳۳) في الفضائل.

وعن أبي هريرة ، كما في "المعجم الأوسط للطبراني ۳/۴۰(۲۴۲۱) .

وعن ابن عمر وابن عباس ،كما في "المعجم الأوسط للطبراني ۱/۲۵۰(۸۲۰) .

[(مولاه) أي :وليه في النصرة والعون] .

"وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ" ۔(۱)

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے کہ "اللہ اور جبریل اور ابوبکر وعمر مددگار ہیں"۔

آیت (37.31):

ہدہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی:

﴿اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ﴾(۲) میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا۔ تو رعایا کہ آزاد وغلام سب اس کے مملوک ہوئے مگر کوئی اگر محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو مملوک کہے، وہابیہ کے دین میں مشرک ٹھہرے۔

آیت (38.32):

﴿وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا﴾(۳) جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلالیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جلالیا۔

(1)(ذكره السيوطي في الدر المنثور ۸/۲۲۳: برواية ابن عساكر من طريق الكلبي عن ابي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان ابي يقرؤها وصالح المؤمنين أبو بكر وعمر.)

(2) [النمل ۲۳]

(3) [المائدة ۳۲]

☆معالم شریف میں ہے:

﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ وتورع عن قتلها"۔ اور اس کے قتل سے بچے۔

اسی میں ہے:

﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ أي :عفي عمن وجب عليه القصاص له فلم يقتله"۔ (1) اور جس نے زندہ چھوڑا یعنی جس شخص پر قصاص واجب تھا اسے معاف کردیا پس قتل نہ کیا۔

وہابی صاحب بتائیں کہ دفع بلا زیادہ یا زندہ کرنا جلالینا، حیات دینا۔

آیت (39.33):

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:

﴿أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ﴾ (2) کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں۔

کہ جو میرے سایہ رحمت میں آکر اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے تو یہ فرمایا اور رب عزوجل نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:

اے نوح! جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا

﴿وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ﴾ (3) اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے! مجھے برکت والا اُتارنا اُتار اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے۔

---

(1)(معالم التنزيل ٣٦،وهكذا في اللباب لابن عادل ، والوجيز للواحدي).

(2) [اليوسف ٥٩]

(3) [المؤمنون ٢٩]

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق سب سے بہتر اتارنے والے راحت ونعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ "کَمَا لَا یَخْفٰی"۔

صرف اللہ، رسول واولیاء مددگار ہیں وبس

آیت ﴿40.34﴾:

﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ﴾(1)

اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول: یہاں اللہ ورسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔

قال اللہ تعالٰی:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾(2)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ﴾(3)

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

---

(1) [المائدۃ:۵۵]

(2) [التوبۃ:۷۱]

(3) [الکہف ۲۶]

معالم میں ہے:

﴿ مَـا لَهُـمْ ﴾ای مـا لأهل السموٰتِ نہیں ان کے لئے یعنی زمین وآسمان والوں وَالارض ﴿مِنْ دُوْنِـهٖ﴾ ای: من دون کے لئے اللہ تعالی کے علاوہ ولی ومددگار۔ اللّٰہ ﴿مِنْ وَّلِيٍّ﴾ ناصر"۔(1)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول ﷺ وصلحاء کے لئے ثابت کیا جسے قرآن ہی جابجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی عطائی کا فرق سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالی بالذات مددگار ہے یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول واولیاء اللہ۔ اللہ کی قدرت دینے سے مددگار ہیں۔"وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"۔

اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کاہے کے لئے ہوتی ہے؟۔

دفع بلا کے واسطے تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دفع البلاء اور انبیاء، اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء عطائے خدا "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰی"۔

پنج آیت از تورات وانجیل وزبور مقدسہ۔

آیت ﴿41.35﴾:

تورات شریف امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور دارمی وطبرانی ویعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

---

(1) معالم التنزيل للبغوي ۳/۱۵۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حافظ ونگہبان ہیں

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ (اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی) یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ.(1)

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ (الی قولہ تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

"حرز" بھی رب العزت جل وعلا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے:

"یَا حِرْزَ الضُّعَفَآءِ یَا کَنْزَ الْفُقَرَآءِ"۔(2)

اے ضعیفوں کی پناہ گاہ!، اے فقیروں کے حاجت روا!۔

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح ۱/۲۷۵ (۲۰۱۸)،و في الأدب المفرد ۹۵ (۲۴۶)، وأحمد في مسنده ۲/۱۷۴(۲۴۴۲)،والبيهقي في السنن الكبرى ۷/۴۵ (۳۰۷۹) و في الشعب ۲/۱۴۷(۱۴۱۰)،وفي الدلائل ۱/۳۷۴،۳۷۵، وابن سعد في طبقات الكبرى ۱/۳۶۲،والطبري في تفسيره ۶/۸۲،والبغوي في تفسيره ۸۸۴،وفي شرح السنة ۳/۲۰۸(۳۶۲۷)، عن عبد الله بن عمرو.

والدارمي في السنن ۱/۱۴(۶)،والمقدسي في المختارة ۹/۳۶۰،۳۶۱ (۳۳۵)، والبيهقي في الدلائل ۱/ ۳۷۶،وفي الاعتقاد ۲۵۶،وابن عبد البر في الاستيعاب ۱/۵۳ وابن سعد في الطبقات ۱/۳۶۰ ،والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ۲/۵۱۸، والأصبهاني في الدلائل ۹۸ (۹۴)،و۱۵۸(۱۵۴)،والحافظ ابن حجر في تغليق التعليق ۳/۲۳۴ ،وقال :رواه يعقوب بن سفيان في تاريخه عن عبد الله بن صالح بالاسناد عن عبد الله بن سلام .)

(۲)(أخرجه الديلمي في الفردوس ۱/۳۵۰(۱۸۳۱)عن أبي هريرة .

علامہ زرقانی ''شرح مواہب شریفہ'' میں فرماتے ہیں:

"جَعَلَهُ نَفْسَهُ حِرْزًا مُّبَالَغَةً لِّحِفْظِهِ لَهُمْ فِي الدَّارَيْنِ". (1)

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں، مگر رب تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا۔

جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں۔ اور اس صفت کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنی امت کے حافظ ونگہبان ہیں، ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''.

آیت (42.36) از تورات:

ہاں ہاں خبردار ہوشیار! آئے نجدیان نابکار ذرا کم سن نو پیدا عیارہ خام پارۂ وہابیت ناکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات وزبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گی نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الٰہی کی بجلیاں گرائیں گی۔ افسوس تمھیں تورات وزبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو، مگر جان کی آفت گلے کا غل تو یہ ہے کہ یہ آیات جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے نقل فرمائیں۔ کلام الٰہی بتائیں یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا شریعت کے باپ طریقت کے دادا۔ اب نہ انھیں مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الٰہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت منتی ہے۔ ع...... نہ روئے فتن نہ دائے ماندن۔

؎ دو گونہ رنج وعذاب است جان لیلےٰ را بلائے صحبت مجنوں وفرقت مجنوں

سب کے ہاتھ حضور کی طرف پھیلے ہیں

ہاں!! اب ذرا گھبرائے دلوں شرمائی چتونوں سے لجائی انکھڑیاں اوپر اٹھائیے۔ اور بحمد اللہ وہ سینے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہو جائیے۔

---

(1) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية ١٩٣/٦، دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية)

جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔ تورات کے سفر چہارم میں ہے:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِاِبْرَاھِیْمَ اِنَّ ھَاجَرَ تَلِدُ وَیَکُوْنُ مِنْ وَّلَدِھَا مَنْ یَّدَہٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ وَیَدُ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطًا اِلَیْہِ بِالْخُشُوْعِ ۔(1)

اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی وگڑگڑانے میں۔

وہ کون **محمد رسول اللہ** سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہاں کے اجالے، حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی ودھائی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے، "وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ".

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا

حضور ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں

آیت (43.37) از زبور مقدس:

نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ نُبَارِکُ [ابارک] عَلَیْکَ فَتَقَلَّدِ السَّیْفَ

اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر ہم اس لئے تجھے برکت دیتے ہیں تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری

(1) (تحفۃ اثنا عشریہ ۱۴۹ سہیل اکیڈمی لاہور، ص۳۳۴ مترجم. نور محمد، کراچی)

"وَإِنَّ بَهَائَكَ وَحَمْدَكَ الْغَالِبُ (إلى قوله) الْأُمَمُ يَخِرُّوْنَ[يجرون] تَحْتَكَ بِكِتَابٍ حَقٍّ جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْيُمْنِ وَالتَّقْدِيْسِ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَامْتَلَاءَتِ الْأَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ أَحْمَدَ وَتَقْدِيْسِهِ وَمَلَكَ الْأَرْضَ وَرِقَابَ الْأُمَمِ. (1)

تعریف غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی سچی کتاب لایا اللہ برکت وپاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اسکی پاکی بولنے سے احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم]

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوکو! خوشی وشادمانی ہے تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے، "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے ما ہمہ بندۂ وایں قوم خداوند انند

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

جو حضور کو اپنا مالک نہ جانے سنت کی حلاوت نہ پائے

ولھـذا۔ حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف نقلاً وتذکیراً پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں:

"مَنْ لَّمْ يَرَ وَلَايَةَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهِ وَيَرٰى نَفْسَهٗ فِيْ مِلْكِهٖ لَا يَذُوْقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهٖ". (2)

جو ہر حال میں نبی ﷺ کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی ﷺ کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

(1) الملفوظ الثانی عشریۃ، ۲۴۰، سہیل اکیڈمی لاہور ہو ۳۳۶ مترجم مولوی محمد اصح المطابع کراچی)

(2) الشفاء للقاضی عیاض ۲/۵۷۳، باب: لزوم محبتہ، ونسیم الریاض ۳/۳۶۷، للخفاجی و الصالحی = = =

"وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" .

فائدہ عظیمہ :الحمد للہ! سنیوں کی اقبالی ڈگری۔

ان آیات تورات وزبور پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ، کو دو آیت تورات وانجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں۔

امام الطائفہ نے انجانی میں گھر پھونک دیا۔

مگران کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کا ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔

"تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم" کے شروع میں لکھا ہے:

"جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے" انتہی (1)۔

بھولا نادان لکھنے کو لکھ گیا مگر۔

؎ کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا

دین نجدی پائمال سنیاں ہو جائے گا

= = الشامي في سبل الهدى والرشاد ۱۱/۴۳۰)

(1)(تقوية الإيمان۷٦)

بارہ حدیثیں کہ نبی ﷺ کو اختیار و تصرف کی کنجیاں عطا ہوئیں

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"(1)

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ ﷺ کا اختیار تام ثابت ہو جائے گا۔

بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اس وقت بھی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں۔ جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی پیسے پیسے بیچتے ہیں اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار عظیم الاختیار ﷺ کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔

ہاں! ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات واحادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پرنور مولائے اعظم ﷺ

آیت (44.38):

از توراۃ شریف، بیہقی وابو نعیم دلائل النبوۃ، ابن عساکر حضرت ام الدرداء سے راوی۔

میں نے کعب احبار سے پوچھا تم توراۃ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو کہا حضور کا وصف توراۃ مقدس میں یوں ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِسْمُهُ الْمُتَوَكِّلُ	محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ
لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ	درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلانے
بِالْاَسْوَاقِ [وَ] اُعْطِيَ الْمَفَاتِيْحَ	والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ
لِيُبَصِّرَ اللّٰهُ بِهٖ اَعْيُنًا عُوْرًا، وَيُسْمِعَ بِهٖ	ان کے ذریعے سے پھوٹی آنکھیں بینا اور اور
اٰذَانًا وُقْرًا [صُمًّا]، وَيُقِيْمَ بِهٖ اَلْسُنًا	بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر

(1)(تقویۃ الایمان ص ۱۱۷)

[السنة] مُعْوَجَّةً حَتّٰى يَشْهَدَ [يَشْهَدُوْا] أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ يُعِيْنُ الْمَظْلُوْمَ وَيَمْنَعُهٗ [مِنْ أَنْ يُسْتَضْعَفَ]. (1)

دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

آیت (45.39) از انجیل جلیل:

حاکم باقادہ صحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں۔

ام المؤمنین محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللّٰہ تعالی علی بعلها وأبيها وعليها وسلم فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت وثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے:

لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَأُعْطِيَ الْمَفَاتِيْحَ، مِثْلَ مَا مَرَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ. (2)

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خو نہ بازاروں میں شور کرتے انہیں کنجیاں عطا ہوئیں ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔

---

(1) (أخرجه البيهقي في الدلائل ١/٣٧٧ وابن عساكر في تاريخه ٣/٣٩٣ وابن إسحاق في سيرته ٢/٣٣ وذكره السيوطي في الخصائص ١/٢٠، ٢١، وفي الدر المنثور ٣/٥٧٦، وعزاه إلى البيهقي وأبي نعيم وابن كثير في البداية والنهاية ٦/٦١)

(2) (أخرجه الحاكم في المستدرك ٢/٦٧٣ و إسحاق بن راهويه في مسنده ٣/٩٩ (١٦١٠) و ابن سعد في الطبقات ١/٣٦٣ و ابن عساكر في تاريخه ٣/٣٨٨.

[ما وجدت في المطبوع "أعطي المفاتيح"]

وفي الباب عن علي رضي الله تعالى عنه .

أخرجه الحاكم في المستدرك ٢/٦٧٨ (٤٢٤٢).

= = =

حدیث(61.1):

بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

حضور مالک الفاتح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ .(1)	میں سورہا تھا کہ تمام خزائن کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

= = عن ام سلمة رضي الله تعالى عنها .

اخرجه ابن أبي حاتم في العلل ٢/٣٩٠(٢٦٨٢).

عن كعب الأحبار

اخرجه الدارمي في السنن ٢١(٥)، ١٧(٨٠٧)،وابن سعد في الطبقات ١/٣٦٠ .

(1)(اقول:رواه الجماعة عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

منهم :سعيد بن المسيب عن أبي هريرة .

أخرجه البخاري في الصحيح ١/٣١٨(٢٨١٥) لفظ له ،و(٢٩١١)،و(٦٨٤٥)،و مسلم في الصحيح١/١٩٩(٥٢٣) في كتاب المساجد...والنسائي في السنن (٣٠٨٧) باب وجوب الجهاد، وفي السنن الكبرى ٣/٣(٢٣٩٥) وأحمد في مسنده ٢/٢٤٣ (٧٥٧٥)،و ٢/٣٥٥(٩٨٦٧)،وأبو عوانة في مسنده ١/٣٣٠(١١٧٠)،وابن حبان في الصحيح ١٣/٢٧٧(٣٠٦٣)،والبيهقي في الشعب ١/١٦(٢٠٩) ،والدارقطني في العلل ٨/٩٧.٩٨،وأبو نعيم في الدلائل ١/٣١٠(٢٨٨).

ومنهم أبو سلمة عن أبي هريرة .

أخرجه النسائي في السنن (٣٠٨٨) و في السنن الكبرى ٣/٣(٢٣٩٦)،وأحمد في مسنده ٢/٥٠١(١٠٥٢٣) ،وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٣٠٣(٣١٦٣٣)، والخطيب في الكفاية في علم الرواية ٧٨ . = = =

حدیث (62.2):

امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ومنهم ابن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة .

أخرجه مسلم في الصحيح ١/١٩٩(٥٢٣) في كتاب المساجد...والنسائي في السنن (٣٠٨٩) و في السنن الكبرى ٣/٣(٣٢٩٧) وأحمد في مسنده ٢/٢٦٨(٧٦٣٠)، و عبد الرزاق في المصنف ١١/٩٩ (٢٠٠٢٣)،والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٤٨ (٣٠٩٢)،والطبراني في مسند الشاميين ٣/١٧(١٧٤٢)، و٤/١٧(٣٠٢٩)، والدارقطني في العلل ٨/٩٧ .

ومنهم همام بن منبه عن أبي هريرة .

أخرجه البخاري في الصحيح (٣١١٤)،و(٢٤٣٠)،ومسلم في الصحيح ١/١٩٩ (٥٢٣) في كتاب المساجد...،و(٧٢٧٣) باب رؤيا النبي ﷺ وأحمد في مسنده ٢/٣١٩(٨٢٢٢) ، والبيهقي في السنن الكبرى ٨/١٧٥(١٦٥٠٣)، وهمام في صحيفته ٣٤(٣٢) .

ومنهم : أبو يونس مولى أبي هريرة عن أبي هريرة .

أخرجه مسلم في الصحيح ١/١٩٩(٥٢٣) في كتاب المساجد...،وسعيد بن منصور في السنن ٢/٣١٠(٢٨٧٣) وأبو عوانة في مسنده ١/٣٣٠(١١٧٢).

ومنهم عبد الرحمن الأعرج عن أبي هريرة .

أخرجه أحمد في مسنده ٢/٣٩٥(٩١٣٠)، وأبو يعلى في مسنده ١١/٢٧٦(٦٣٨٧)،

ومنهم :محمد عن أبي هريرة .

أخرجه البخاري في الصحيح (١٥٩٧)

أُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ	مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا
قُلْنَا يَارَسُوْلَ ﷲِ ﷺ مَا هُوَ؟ قَالَ:	ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے۔
نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ	فرمایا رعب سے میری مدد کی گئی (کہ مہینہ بھر
الْأَرْضِ ...... الحديث.	کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور
	مجھے ساری زمین کی کنیاں عطا ہوئیں۔(1)

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔(2)

---

(1) (أخرجه أحمد في مسنده ١/٩٨(٧٦٣)، و١٥٨(١٣٦١) ،وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٣٠٣(٣١٦٤٧)و في نسخة :٧/٣١١،والبيهقي في السنن الكبرى ١/٢١٣ (٩١٥)، وتمام في الفوائد ٢/١٠٩(١٢٧٦)،والمقدسي في الأحاديث المختارة ٢/٣٢٨.٣٢٩ (٧٢٨،و٧٢٩)، واللالكائي في السنة ٣/٧٨٥ (١٤٤٧)،والآجري في الشريعة ٥٠٠، وابن عبد البر في التمهيد ١٩/٢٩١، وفي ا لإستذكار ١/٣١٠ .

من طريق عبد الله بن محمد بن عقيل عن محمد بن علي عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم :... إلخ .

(2)(وذكره السيوطي في الجامع الصغير ١/٢٥٥(١٤٩) ورمز له لصحته .

قلت:قال الإمام جلال الدين السيوطي رحمه الله تعالى في الدر المنثور ٢/٢٩٣: وأخرج أحمد، بسند حسن، عن علي قال :... إلخ .

وقال المقدسي في المختارة ٢/٣٢٨.٣٢٩ : إسناده حسن .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١/٥٨٨(١٣٠٦) :رواه أحمد و فيه عبد الله بن محمد بن عقيل و هو سيء الحفظ . قال الترمذي :صدوق و قد تكلم فيه بعض أهل العلم من قبل حفظه و سمعت محمد بن إسماعيل يعني البخاري يقول : كان أحمد بن حنبل و إسحاق بن إبراهيم والحميدي يحتجون بحديث ابن عقيل . = = =

حدیث (63.3):

امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ اور ابو نعیم دلائل النبوت میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُوْتِيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰى فَرَسٍ أَبْلَقَ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ مِّنْ سُنْدُسٍ ۔(1)

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں اس پر نازک ریشم کا زین پوش با نقش و نگار پڑا تھا۔

قلت :فالحديث حسن، والله أعلم .وله شاهد من حديث أبي بن كعب ، أخرجه الفاكهي في أخبار مكة ۳/۱۱۷(۱۸۷۲) وذكره السيوطي في الدر المنثور ۸/۳۸، لكن عزاه إلى ابن مردويه .وهذا اللفظ يعني " واعطيت مفاتيح الأرض،، ثابت من حديث عقبة بن عامر .وأخرجه البخاري في الصحيح (۱۳۴۴و۳۸۵۷ و۴۰۴۲و۶۲۱۸) ومسلم في الصحيح (۲۲۹۶) وابن حبان في الصحيح ۷/۴۷۲.۴۷۳(۳۱۹۸) وأحمد في مسنده ۴/۱۴۹والطبراني في الكبير ۱۷/۲۷۸(۷۶۷) والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۱۴ (۲۱۰۰) وابن عبد البر في التمهيد ۲/۳۰۲،وأبو نعيم في الدلائل ۴۱،وغيرهم .

(1)أخرجه أحمد في مسنده ۳/۳۲۷ ،وابن حبان في الصحيح ۱۴/۲۷۹، وأبو نعيم في الدلائل ۱/۱۹۱(۲۳۹) ،وأبو الشيخ في أخلاق النبي ﷺ (۲۹۰)،وابن أبي عاصم في الزهد (۲۰۰)، والديلمي في الفردوس ۱/۴۰۰(۲۱۹).وذكره السيوطي في جامع الصغير ۱/۳۵.۳۶(۱۵۸) وعزاه إلى أحمد وابن حبان والضياء ، ورمز له لصحته .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۸/۵۸۳:رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح .

وقال :شعيب الأرنؤوط في الذيل الصحيح لابن حبان : إسناده على شرط الصحيح .

لكن قال ابن الجوزي في العلل ۱/۱۷۹(۲۷۷) هذا حديث لا يصح، وعلي بن = = =

حدیث (64.4):

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ (1) مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔(یعنی غیوب خمسہ)

علامہ حنفی [میں اس حاشیہ پر مطلع نہیں ہوسکا، محمد ارشد مسعود] حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ أُعْلِمَ بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ (2) پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں، ان کا علم بھی دیا گیا

☆اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا (3)

= = الحسين مجهول .قلت :هو علي بن الحسين بن واقد وهو معروف ،خرج عنه : مسلم في المقدمة الصحيح ،والأربعة ، وذكره ابن حبان في الثقات، وقال النسائي:ليس به بأس،[تهذيب التهذيب ٧/٢٧١]. وقال الحافظ في التقريب ٤٠٠:صدوق يهم.

وقال الذهبي في الكاشف٢/٣٨ :ضعفه أبو حاتم وقواه غيره . وروايته الكثيرة صحح الحاكم والذهبي حتى الألباني والأرنؤوط وغيرهم .

وقال المناوي في التيسير ١/٦٣:وهو صحيح ،ووهم ابن الجوزي .

أقول : لأن علي بن الحسين لم ينفرد به ، فقد تبعه حصين عند أحمد في مسنده .

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ٢/٨٥(٥٥٧٩)،والطبراني في الكبير ١٢/٣٦٠ (١٣٣٤٤) . وقال الهيثمي في المجمع ٨/٢٧١(١٣٩٦٨) :قلت : لابن عمر في الصحيح:"مفاتيح الغيب خمس " رواه أحمد والطبراني و رجال أحمد رجال الصحيح.

وقال شعيب الأرنؤوط : إسناده صحيح على شرط الشيخين .

(2)(قلت :قال العزيزي :..وقيل الله أعلمها بعد هذا الحديث .السراج المنير ٢/٩٨)

(3)(الخصائص الكبرى للسيوطي ٢/٣٣٥دار الكتب العلمية بيروت)

علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں: یہی حق ہے(1)۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

حدیث ﴿65.5﴾:

بعینہ یہی مضمون احمد و ابویعلی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا(2).

سند دینے اور نفع پہچانے کی کنجیاں اور زمین وآسمان کی سب مخلوق حضور ﷺ کے قبضہ اور ساری دنیا مٹھی میں ہے

حدیث آخر ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں:

فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي نَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِهٖ سَاجِدًا قَدْ رَفَعَ إِصْبَعَيْهِ كَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ، ثُمَّ رَأَيْتُ سَحَابَةً بَيْضَاءَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوگئے پھر وہ

---

(1)

(2)(اخرجه احمد في مسنده ١ / ٣٨٦، (٣٦٥٩) و ١/٤٣٨(٤١٦٧)، بلفظ أوتي نبيكم صلى الله عليه وسلم مفاتيح كل شيء غير خمس ... الخ . وابو يعلى في مسنده ٩/ ٨٦ (٥١٥٣)، وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٣١٧(٣١٦٢٧) ، والحميدي في مسنده ١ / ٦٨ (١٢٤) ، والشاشي في مسنده ٢/٣٠٧(٨٨٧)، و ابو نعيم في الحلية ٥/٩٧.

وقال الهيثمي في المجمع ٨/٢٧١(١٣٩٩٩) :رواه احمد و ابو يعلى و رجالهما رجال الصحيح.

وقال ابن كثير في تفسيره ٣/٤٥٥:قال الإمام أحمد .... الخ . هذا إسناد حسن على شرط أصحاب السنن ولم يخرجوه .

حتی غشیته، فغاب عن وجهي
ثم تجلت عنه في السرع ......
فإذا أنا به مدرج في ثوب
صوف أبيض وتحته حريرة خضراء،
وقد قبض على ثلاثة مفاتيح من
اللؤلؤ الرطب، وإذا قائل يقول:
قبض محمد على مفاتيح النصرة و
مفاتيح الربح، ومفاتيح النبوة، ثم
أقبلت سحابة أخرى .... حتى غشيته
فغاب عن عيني، ... ثم تجلت عنه
فإذا أنا به قد قبض على حريرة
خضراء مطوية، وإذا قائل يقول: بخ
بخ قبض محمد ﷺ على الدنيا كلها
لم يبق خلق من أهلها إلا دخل في
قبضته، هذا مختصر .(1)
"والحمد لله رب العالمين"۔

پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی
سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمین
بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں
حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا
ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت
کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
نے قبضہ فرمایا پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا
کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو
کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا
حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا
ہے۔ واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کی مٹھی میں آئی زمین وآسمان میں کوئی
مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔
"صلی اللہ تعالی علیہ وسلم"

---

(1) ذكره السيوطي في الخصائص ۱/۴۸، ۴۹ ،وفي نسخة ۱/۸۲،وفي البداية والنهاية ۲/۲۹۹،وفي السيرة الحلبية ۱/۸۸، وعزاه كلهم إلى أبي نعيم.

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نائب ہیں

حدیث ﴿66.6﴾:

حافظ ابوزکریا یحیٰی بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رضوان خازن جنت علیہ الصلاۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی:

مَعَكَ مَفَاتِيْحُ النُّصْرَةِ قَدْ أُلْبِسْتَ الْخَوْفَ وَالرُّعْبَ لَا يَسْمَعُ أَحَدٌ بِذِكْرِكَ إِلَّا وَجِلَ فُؤَادُهُ وَخَافَ قَلْبُهُ، وَإِنْ لَمْ يَرَكَ يَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ.(1)

حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں رعب ودبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب۔

صلی اللہ تعالی علیك وعلی آلك وسلم ۔

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آ گیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اس کی طرف سے وہاں کے سیاہ وسپید کا مختار ہوتا ہے۔ مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے۔

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾(2) بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدر نہ جانی لا واللہ، اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے۔ جب تو اللہ کا نائب کہلایا۔

---

(1)(ذکرہ السیوطی فی الخصائص ۱/ ۴۹ ،ولی نسخۃ ۱/ ۸۴)

(2) [سورۃ الأنعام ۹۱]

آخرت میں عزت دینا حضور کے اختیار میں ہے

حدیث ﴿67.7﴾:

امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا إِذَا بُعِثُوْا، وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا، وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوْا، وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوْا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوْا، اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ.... الحديث. (1) "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہیں۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

---

(1) أخرجه الدارمي في السنن ١/ ٣٥ (٤٨)، والترمذي في الجامع ٢/٢٠١ (٣٦١٠) وابن عبد البر في الاستذكار ٨/٦٢٣، والخلال في السنة ١/٢٠٨ (٢٣٥)، والبغوي في تفسيره ١/٥٥ تحت ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ ..الآية ﴾، وفي شرح السنة ٣/ ٢٠٣ (٣٦٢٢)، مشكوٰة ٥١٣ لفظ له . وذكره السيوطي في الدر المنثور ٨/٣٧٦ وعزاه إلى ابن مردويه . وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب .

اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مدارج شریف" میں فرماتے ہیں:

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب مالک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العالمین۔(1)	اس دن ظاہر ہو جائے گا کہ آپ ﷺ قیامت کے دن کے مالک کے نائب ہیں وہ دن آپ ﷺ کا ہے اور رب العالمین کے حکم سے آپ ﷺ کا ہی حکم چلے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جنت ونار کی کنجیاں حضور کو عطا ہوں گی اور حضور کی سرکار سے حضرت صدیق وفاروق کو[صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما]

حدیث ﴿68.8﴾:

ابن عبدربہ کتاب "بہجۃ المجالس" میں حضور پرنور افضل الصلاۃ واللہ تسلیمات علیہ فرماتے ہیں:

يُنْصَبُ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ يَأْتِي مَلَكٌ فَيَقِفُ عَلَى أَوَّلِ مِرْقَاةٍ مِنْ مِنْبَرِي فَيُنَادِي مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي	روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ

(1)(مدارج النبوۃ

أنا مالك خازن النار إن الله أمرني	ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی
أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد و إن	کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں
محمدا أمرني أن أدفع إلى أبي بكر	اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر
هاه أشهدوا هاه أشهدوا ثم يقف	صدیق کو سپرد کر دوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں
ملك آخر ثاني مرقاة من منبري	ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ
ينادي معاشر المسلمين من عرفني	پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس
لقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا	نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا
رضوان خازن الجنان إن الله أمرني أن	تو میں رضوان اور داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ
أدفع مفاتيح الجنة إلى محمد و إن	نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو
محمدا أمرني أن أدفع هاه إلى أبي	دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابوبکر کو سپرد
بكر هاه أشهدوا هاه أشهدوا...	کر دوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو
الحديث .	جاؤ۔

أورده العلامة ابراهيم بن عبد الله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فصل الصديق من كتابه الاكتفاء في فضل الأربعة الخلفاء .(1)

حديث ﴿69.9﴾ :

حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب "شرف النبوۃ" (باب سابع ص ۲۷۹، ۲۸۰)

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(1)

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَيُؤْتٰى بِمِنْبَرَيْنِ مِنْ نُوْرٍ فَيُنْصَبُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَسَارِهٖ وَيَعْلُوْهُمَا شَخْصَانِ فَيُنَادِي الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ مَعَاشِرَ الْخَلَائِقِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجَنَّةِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَ مَفَاتِيْحَ الْجَنَّةِ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَاِنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ لِيُدْخِلَا مُحِبِّيْهِمَا الْجَنَّةَ اَلَا فَاشْهَدُوْا ثُمَّ يُنَادِي الَّذِيْ عَنْ يَّسَارِ الْعَرْشِ مَعَاشِرَ الْخَلَائِقِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَ مَفَاتِيْحَ النَّارِ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّ مُحَمَّدٌ اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ لِيُدْخِلَا مُبْغِضِيْهِمَا النَّارَ اَلَا فَاشْهَدُوْا۔	روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لا کر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے دہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر [رضی اللہ عنہما] کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر وعمر کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

وأورده أيضاً في الباب السابع من كتاب الحديث الغرر في فضل الشيخين

ابی بکر وعمر من کتاب الاکتفاء.(1)

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:

یُنادی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ أَیْنَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَیُؤْتٰی بِالْخُلَفَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَھُمْ اُدْخِلُوْا مَنْ شِئْتُمْ الْجَنَّۃَ وَدَعُوْا مَنْ شِئْتُمْ.

روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے۔ اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

ذکرہ العلامۃ الشھاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء الإمام القاضی عیاض فی فضل ما أطلع علیہ النبی ﷺ من الغیوب وقال أوما ھو بمعناہ.(2)

---

(1) ذکرہ أبو جعفر الطبری فی ریاض النضرۃ ۱/۳۲۱(۱۰۹)، وعزاہ إلی أبی سعید فی شرف النبوۃ. أقول: ما وجدت فی المطبوع عن ابن عباس. لکن وجدت فی المطبوع "شرف المصطفی" ۵/۳۱۹، ۳۲۰(۲۳۸۸) لأبی سعد، عبد الملک بن عثمان النیسابوری، بتغییر روی عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ، وأیضا رواہ ابن عساکر فی تاریخہ ۱۱/۳۲/۱۰۳عنہ فی ترجمۃ أبی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ بلفظ: إذا کان یوم القیامۃ نصب منبران، قال: فیجیء ملک من الملائکۃ فیرتقی علی أحدھما فیقول: معشر الخلائق من کان لا یعرفنی فلیعرفنی، فأنا رضوان خازن الجنۃ، وھذہ مفاتیحھا، أمرنی ربی أن أدفعھا إلی محمد، وأمرنی محمد أن أدفعھا إلی أبی بکر لیدخل الجنۃ محبیہ ومحبی عائشۃ بغیر حساب، قال: ثم یجیء ملک آخر فیرتقی علی المنبر الآخر، فیقول: معشر الخلائق من کان لا یعرفنی فلیعرفنی، فأنا مالک خازن جھنم، وھذہ مفاتیحھا، أمرنی ربی أن أدفعھا إلی محمد، وأمرنی محمد أن أدفعھا إلی أبی بکر لیدخل النار مبغضیہ ومبغض عائشۃ بغیر حساب.

(2) أبو بکر الشافعی فی الغیلانیات ۵۹-۶۰، ونسیم الریاض ۳/۶۳، بلفظہ، وعزاہ إلی أبی بکر الشافعی فی الغیلانیات.

===

مولیٰ علی قسیم النار ہیں

حدیث ﴿70.10﴾:

ولہذا سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا:

اَنَا قَسِيْمُ النَّارِ. (1) میں قسیم دوزخ ہوں۔

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواہ شاذان الفضلي عنه رضي الله تعالى عنه في جزء رد الشمس (2) جعلنا الله ممن والاه كما يحبه ويرضاه بجاه جمال محياه امين۔

= = قلت: أخرج ابن عساكر في تاريخه (٣٩/٣٣) من حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، بلفظ قال رسول الله ﷺ إذا كان يوم القيامة نادى مناد من بطنان العرش أين أصحاب محمد فيقوم أبو بكر الصديق وعمر الفاروق وعثمان ذو النورين وأمير قريش الرضي علي فيقال لأبي بكر قف على باب الجنة فأدخل من شئت برحمة الله ثم أخرج من شئت بقدرة الله ويقال لعمر قم عند الميزان فثقل من شئت برحمة الله وخفف من شئت بقدرة الله ويقال لعثمان البس هذه الحلة خذ غرز هذا القضيب قضيب عوسج من عوسج الجنة غرسه الله تعالى بيده فذد الناس عن الحوض .

وفي رواية: ويكسى عثمان حلتين فيقال له البسهما فاني خلقتهما وادخرتهما حين أنشأت خلق السموات والأرض و يعطى علي بن أبي طالب عصا عوسج من الشجرة التي غرسها الله تعالى بيده في الجنة فيقال ذد الناس عن الحوض . قال سفيان: قال بعض أهل العلم لقد واسى الله بينهم في الفضل والكرامة . رواه أيضا ٣٣/٩٠، ٩١، ٩٢ بتغير قليل . وأيضا أبو جعفر الطبري في رياض النضرة ١/٢٥٣(٩١) .

(1) أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٣٥/٢٢٩، ٢٢٧، ٢٢٨ وفي نسخة ٣٢/٢٩٨، ٢٩٩، ٣٠٠، ٣٠١، والفسوي في المعرفة والتاريخ ٣/٨٣، ٨٥، والعقيلي = = =

في الضعفاء الكبير ٣/٣١٥في ترجمة حبابة بن ربعي و ٣/١٥٨في ترجمة موسى
بن طريف ،وابن عدي في الكامل ٦/٣١ في ترجمة قيس بن الربيع و ٦/٣٩ في ترجمة
موسى بن طريف ،وابن قتيبة في غريب الحديث ٢/١٥٠، والجزري في النهاية ٣/٦١ ،
والزمخشري في الفائق ٣/١٩٥، وابن الجوزي في العلل المتناهية ٢/٩٣٥ ،وفي غريب
الحديث ٢/٢٣٣،وابن المفلح في المقصد الأرشد ٢/٢٩٣، ٢٩٣، وفيه :قال محمد بن
منصور :كنا عند أحمد بن حنبل فقال له رجل يا أبا عبد الله ما تقول في هذا الحديث
الذي يروى (أن عليا قسيم النار)فقال و ما تنكرون من ذا أليس روينا عن النبي ﷺ قال
لعلي "لا يحبك إلا مؤمن و لا يبغضك إلا منافق "قلنا بلى قال فأين المؤمن قلنا في
الجنة قال وأين الكافر قلنا في النار قال فعلي قسيم النار .أيضا في طبقات الحنابلة لأبي
يعلى ٢/٣٥٨ وذكره المتقي الهندي في كنز العمال ٣/١٥٢(٣٤٣٧٥) و عزاه إلى
شاذان الفضيلي في جزء رد الشمس. و في الباب عن أبي ذر كما في العلل للدارقطني
٢٤٢مرفوعا .وعن حذيفة كما في الفردوس للديلمي ٣/٦٣(٣١٨٠) .

ثالث :حديث رد الشمس بدعاء النبي ﷺ قد رواه جماعة من الصحابة رضي الله
تعالى عنهم ، منهم أسماء بنت عميس ، وجابر بن عبد الله ، وعن أبي هريرة ، وعلي بن
أبي طالب ،وأبي ذر ،والحسين بن علي، وغيرهم .

وأخرجه عنهم جماعة من علماء المسلمين منهم أبو بشر الدولابي ، والبيهقي، والطحاوي
والطبراني ، والعقيلي ، وابن مردويه ، وابن مندة، وابن شاهين ، وابن عساكر وغيرهم .
انظر "كشف اللبس في حديث رد الشمس "للسيوطي ،واللآلئ المصنوعة ١/٣٠٨.

٢٢. صححه الطحاوي ، والهيثمي ،والقاضي عياض، والقسطلاني ،وعلي القاري،
وغيرهم .وهذا الحديث اختلف في صحته جماعة بل جزم بعضهم بوضعه كابن الجوزي
وغيره، وصححه آخرون وهو الحق عندي .

بلکہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسے احادیث حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی کو قسیم النار فرمایا۔

☆ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قَدْ خَرَّجَ أَهْلُ الصَّحِيْحِ وَالْأَئِمَّةُ مَا أَعْلَمَ بِهِ أَصْحَابَهُ ﷺ مِمَّا وَعَدَهُمْ بِهِ مِنَ الظُّهُوْرِ عَلٰى أَعْدَائِهِ (إلى قوله) وَقَتْلِ عَلِيٍّ وَأَنَّ أَشْقَاهَا الَّذِيْ يَخْضِبُ هٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ أَيْ لِحْيَتَهُ مِنْ رَأْسِهٖ وَأَنَّهُ قَسِيْمُ النَّارِ يُدْخِلُ أَوْلِيَاءَهُ الْجَنَّةَ وَأَعْدَاءَهُ النَّارَ. (1)

بیشک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بدبخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا۔ اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وعنا بہ آمین۔

نسیم میں عبارت نہایہ "أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: أَنَا قَسِيْمُ النَّارِ". ذکر کر کے فرمایا: "ابن الأثير ثقة وما ذكره علي لا يقال من قبل الرای فهو في حكم المرفوع إذ لا مجال فيه للاجتهاد". (2)

أقول: كلام النسيم أنه لم يره مرويا عن علي فاحال على وثاقة ابن الاثير وقد ذكرنا تخريجه. ولله الحمد۔

(2،1) (شفاء مع شرح نسیم الریاض ۳/۱۴۳-۱۴۴)

مدارج شریف میں ہے:

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اورا پروردگار وے بیمین عرش ودرروایتے بر عرش ودرروایتے بر کرسی ومی سپارد بوے کلید جنت.(1)

جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ عزوجل مجھ کو عرش کے دائیں جانب کھڑا کرے گا اور اسی روایت میں ہے کہ عرش پر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر اور اللہ عزوجل آپ کو جنت کی چابی سپرد کردے گا۔

ملاجی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں، اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے۔"جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے"۔(2)

دیکھو حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

---

(1) (مدارج النبوۃ ۱/۲۷۳ جلد سوم ۱۰/۳۲۹)

(2) (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۶).

فصل دوم

احادیث منیفہ میں

وصل پر مشتمل:

وصل اوّل:

اعظم واجل محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جانفزا اسناد میں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایمان کی آنکھ نور ایقان پائے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ ورسول [جل جلالہ و ﷺ] نے غنی کردیا

حدیث (71.11):

بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سیدعالم مغنی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ . (1)

ابن جمیل کو کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اُسے غنی کردیا۔

(جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

---

(1)أخرجه البخاري في الصحيح ١/١٩٨(١٤٦٨) وعبد الرزاق في المصنف ٤/١٨ و٣٥/٤ وأحمد في فضائل الصحابة ٢/٣٠ والبغوي في شرح السنة ٦/٣٢،٣٣ (١٥٧٨)، والدارقطني في السنن ٢/١٢٣ باب تعجيل الصدقة قبل الحول وابن طهمان في مشيخته ٧٥ (٣٣) وابن عساكر في تاريخه ٢١/٣٦.

وأخرجه مسلم في الصحيح (٩٨٣) وأبو داود (١٦٢٣) والنسائي (٢٤٦٤) و في الكبرى ٢/٢١(٢٢٤٣) وأحمد في مسنده ٢/٣٢٢(٨٢٨٤) و في فضائل الصحابة ٢/٩٩٩

اللہ و رسول (عزّ و جلّ و صلی اللہ علیہ وسلم) حافظ و نگہبان ہیں

یث (72.12):

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَّا مَوْلٰی لَہٗ ... جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ و رسول اُس کے نگہبان ہیں۔ (۱)

رمذی وحسنه وابن ماجه عن أمير المؤمنين عمر رضي الله عنه .

= (۱۷۷۸) و ۲/۸۳۸(۱۸۰۵) وابن خزيمة في الصحيح ۴/۳۸(۲۳۳۰) وابن حبان

(۲۷۴۳) والدارقطني في السنن ۴/۳۳، والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۱۱

(۵) و ۱/۱۳(۱۹۹۵) وأبو نعيم في المسند المستخرج ۳/۱۶ (۲۲۰۷) وابن

ساكر في تاريخه ۲۸/۲۳۳ بدون "ورسوله".

(۱) أخرجه الترمذي في الجامع ۴/۳۶ (۲۱۰۳)، لفظ له ، وابن ماجه في السنن

(۲۷۳۷) و أحمد في مسنده ۱/۲۸ (۱۸۹)، و ۱/۴۶(۳۲۳) وابن أبي شيبة في

مصنف ۶/۲۳۹(۳۱۳۷) والنسائي في السنن الكبرى ۴/۷۶(۶۳۵۱) وابن حبان

الصحيح ۱۳/۶۰۰(۶۰۳۷) والمقدسي في الأحاديث المختارة ۱/۱۴۷(۷۳)

(۷۵) و ۱۴۹(۷۶) و ۱۷۰(۷۷) والدارقطني في السنن ۴/۸۴ والبزار في مسنده

(۲۵۳) والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۳۹۷(۱۹۰۲) والبيهقي في السنن

كبرى جلد ۶/ ۲۱۴، ۲۱۵وابن عساكر في تاريخه ۸/۳۲۷ .وقال الترمذي هذا

يث حسن صحيح . وفي الباب عن عائشة والمقدام بن معديكرب .

دارمي في السنن ۴/۳۳۳(۲۹۷۷)وعبد الرزاق في المصنف ۹/۲۰ (۱۶۲۰۲) ، و

(۱۲۲۳) والنسائي في السنن الكبرى ۴/۷۶(۶۳۵۴. ۶۳۵۳) و إسحاق

راهويه في مسنده ۳/۳۵(۱۲۳۴) و ۳۷(۱۲۳۴) وأبو عوانة في مسنده ==

○ علامہ مناوی ”تیسیر“ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”أيْ بِحَافِظِ مَنْ لَا حَافِظَ لَهُ“.(1) یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی محافظ نہیں اللہ ورسول اُس کے محافظ ہیں

نبی[مکرم] صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں کارساز ہیں

حدیث (73.13):

کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف لائے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ اسے بیان کر کے فرماتے ہیں:

فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ يُتْمَنَا وَجَعَلَتْ تَفْرَحُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَيْلَةَ میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بیکساں ﷺ سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی

= ۳/۴۴۷ (۵۴۳۸ إلى ۵۴۴۲) و۴۴۸ (۵۴۴۵) والحاكم في المستدرك ۴/۳۸۳ (۸۰۰۴) والدارقطني في السنن ۴/۸۵، وابن عدي في الكامل ۵/۱۹، في ترجمة: عمرو بن مسلم الجندي، عن عائشة رضي الله تعالى عنها.

وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۳۹۸ (۲۹۱۰) عن مقدام بن معديكرب.

وفي الباب مرسل طاووس: أخرجه عبد الرزاق في المصنف ۱۰/۲۸۵ (۱۹۱۲۲)

والطبراني في الكبير ۵/۲۵۰ (۵۲۴۷.۵۲۴۸) وابن طهمان في مشيخته ۱۸۴ (۳۵)

عن زيد بن خالد، بلفظ: أن النبي ﷺ قال قريش والأنصار وأسلم وغفار ومزينة ومن كان من جهينة وأسجع موالي ليس لهم دون الله ورسوله مولى.

(1) (التيسير بشرح الجامع الصغير ۱/۲۰۶)

تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .(1)	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی و کارساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

احمد والطبرانی و ابن عساکر۔

غم نخورد آنکہ حفیظش توئی
والی و مولیٰ و دلیش توئی

حدیث (74.14):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :

حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْإِيْمَانِ وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ وَحُبُّ الْأَنْصَارِ مِنَ الْإِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَحُبُّ الْعَرَبِ	محبت ابوبکر و عمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر اور محبت عرب کی ایمان سے

---

(1) (اخرجه أحمد في مسنده ۱/۲۰۴.۲۰۵(۱۷۵۰) والطبراني في الكبير ۲/۱۰۵ (۱۴۶) وابن عساكر في تاريخه ۲۷/۲۵۵.۲۵۶ والمقدسي في الأحاديث المختارة ۹/۱۴۲ (۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹) وابن سعد في الطبقات ۴/۳۶.۳۷ وابن عبد البر في التمهيد ۲۲/۱۳۸.۱۳۹ وذكر في ا لاستيعاب في ترجمة :محمد بن جعفر بن أبي طالب مختصرا . وقال الهيثمي في المجمع ۶/۱۵۷قلت :رواه أبو داود وغيره بعضه رواه أحمد والطبراني ورجالهما رجال الصحيح .

وابن أبي شيبة في المصنف ۷/۳۴۲(۳۶۹۷۴) عن الحسن بن سعد ، بلفظ :لما جاء النبي ﷺ خبر قتل زيد وجعفر وعبد الله بن رواحة .....قال :فجعلت أمهم تفرح لهم فقال لها رسول الله ﷺ أتخشين عليهم القيمة وأنا وليهم في الدنيا والآخرة .

مِنَ الْإِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ .....وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَنْ حَفِظَنِيْ فِيْهِمْ فَأَنَا أَحْفَظُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (1)

ہے اوران کا بغض کفر اور جو میرے اصحاب کو بُرا کہے اُس پر اللہ کی لعنت اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روزِ قیامت اس کا حافظ نگہبان ہوں گا۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .. ..ابن عساکر عن جابر رضی اللہ عنہ.

حدیث ﴿75،76 = 15.16﴾:

دنیا کی ظاہری زینت وحلاوت اور مال حلال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے کی خوبی اور حرام کما کر بُری جگہ اٹھانے کی بُرائی بیان فرما کر فرماتے ہیں ﷺ:

وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ نَفْسُهُ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا النَّارُ۔

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کیلئے قیامت میں نہیں مگر آگ۔

أحمد والترمذي، و قال: حسن صحيح عن خوله بنت قيس (2) ....

---

(1) (أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٣٢٢/٣٣ والديلمي في الفردوس ٢/٢٢٥ (٢٧١٩) وذكره المتقي في كنز العمال (٣٢٧٠٣) و عزاه إلى ابن عساكر والديلمي.

(2) (أخرجه أحمد في مسنده ٦/٣٦٤ (٢٧١٠٠) و٦/ ٣٧٨ (٢٧١٤٨) لفظ له، والترمذي في الجامع ٢/٦٢(٢٣٧٤) و عبد بن حميد في مسنده ٣٥٩ (١٥٨٨) والطبراني في الكبير ٢٢٧/٢٤ (٥٧٧)، و ٢٢٨/٢٤ (٥٧٨. ٥٧٩) و ٢٢٩/٢٤ (٥٨٠ .٥٨١. ٥٨٢) و ٢٣٠/٢٤ (٥٨٣. ٥٨٤. ٥٨٥. ٥٨٦) و ٢٣١/٢٤ (٥٨٧. ٥٨٨) و ٢٣٢/٢٤ (٧١٦) وابن حبان في الصحيح كما في موارد الظمآن ٢١٧ (٨٥٢)، و ابن أبي الدنيا في اصلاح المال ٣١ (٢) وابن الأعرابي في الزهد و صفة الزاهدين ٥٨

والبيهقي في الشعب عن ابن عمر رضي الله عنهما .(1).

حديث (77.17):

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ.	مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روئے اور عرض کی:

هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (2)	میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یا رسول اللہ۔

احمد في مسنده بسند صحيح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

= = (٩٩)، والبيهقي في الشعب ٧/٤٧٩(١٠٣٠٤.١٠٣٠٥.١٠٣٠٦)، وابن عساكر في أربعون حديثا ٥٩ و٦٠، وابن حجر في الأمالي المطلقة ١٧٩. وقال: حديث صحيح.

(1) والبيهقي في الشعب ٣/٣٩٦.٣٩٧(٥٥٢٧) .عن ابن عمر.

قلت: والطبراني في الكبير ٢٤/٣٣٠(٨٥٠.٨٥١) عن عمرة بنت الحارث.

وقال الهيثمي في المجمع ١٠/٣٣١(١٧٨١٣): رواه الطبراني و إسناده حسن.

وأبو يعلى في مسنده ١١/٣٨٧(٦٦٠١)، وابن حبان في الثقات ٣/٢٥٢ في ترجمة: زياد بن ثوبان، والدارقطني في العلل ١٠/٣٨٥ (س ٢٠٧١) عن أبي هريرة.

والحاكم في المستدرك ٣/٧٦(٢٩٣٢) عن حمنة.

(2) أخرجه أحمد في مسنده ٢/٢٥٣(٧٤٣٩)، لفظ له، وفي فضائل الصحابة ١/٦٥ (٢٥)، و١/٣٩٣(٥٩٥)، وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٣٤٨(٣١٩٢٧)، وابن ماجه في السنن (٩٤)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٤/١٥٨، واللالكائي في السنة = =

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جان ومال کے مالک ہیں

ث ﴿78=18﴾:

ریمہ ﴿ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ﴾(1)

بابِ نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عاجزی تے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی:

اَلْنَا وَمَا فِیْ اَیْدِیْنَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ . ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے سب اللہ ورسول کا ہے (

ابنـاء جـريـر وابـي حـاتـم ومـردويه عن مقسـم عن ابن عبا س رضي اللّٰہ الی عنهما .

حدیث ﴿79=19﴾:

کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روزِ حنین زنان وصبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور اموال وغلام وکنیز مجاہدین پر تقسیم فرمادیئے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال واموال حضور

= = ٧/٣٧٣(٢٣٢) وابـن أبـي عاصـم فـي السـنة ٢/٥٧٧(١٢٢٩) ،وابـن حـبان فـي الـصـحـيـح ١٥/٣٧٣ (١٨٥٨)، والـخـطـيـب فـي تـاريـخـه ١٠/٣٩٣،وابـن عـسـاكر فـي تاريخه ٢١/٢٣٠، و٣٠/٥٦و٥٧.

وقال المناوي في التيسير بشرح الجامع الصغير ٢/٣٩٩: إسناده صحيح .

(1) [الشورى :٢٣]

(2)(أخـرجـه ابـن جـريـر فـي تـفـسـيـره ٢٥/ ٢١،وابن أبي حاتم في تفسيره ١٠/٣٢٧٦، ٣٢٧٧ (١٨٣٧٦،١٨٣٧٧)،والزمخشري في الكشاف ٤/٢٢٣،وذكره السيوطي في الدر المنثور ٧/٣٤٧،٣٤٨ وعزاه إلى ابن جرير وابن أبي حاتم وابن مردويه .

سے مانگنے کو حاضر ہوئے زُہیر بن صرد جشمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ
فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَ نَنْتَظِرُ

اُمْنُنْ عَلٰی بَیْضَۃٍ قَدْ عَاقَھَا قَدَرٌ
مُفَرَّقٌ شَمْلُھَا فِیْ دَھْرِھَا غِیَرُ

اَبْقَتْ لَنَا الدَّھْرُ ھَتَّافًا عَلٰی حَزَنٍ
عَلٰی قُلُوْبِھِمُ الْغَمَّاءُ وَ الْغُمَرُ

اِنْ لَّمْ تَدَارَکْھُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُھَا
یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِیْنَ یُخْتَبَرُ

یا رسول اللہ! ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے حضور ہی وہ مردِ کامل و جامع فواضل و محاسن و شمائل ہیں جن سے ہم امید کریں اور جنہیں وقت مصیبت کیلئے ذخیرہ بنائیں احسان فرمایئے اُس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں یہ بدحالیاں ہمیشہ کیلئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ مستولی ہوگا اگر حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرما دیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے۔ ﷺ

قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الشِّعْرَ قَالَ: مَا کَانَ لِیْ وَلِبَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَھُوَ لَکُمْ وَ قَالَتْ قُرَیْشٌ: مَا کَانَ لَنَا فَھُوَ لِلّٰہِ وَ

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ

لِرَسُوْلِهٖ وَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔(1)	کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

الطبرانی و ثلاثیات معجمه الصغیر .

حدثنا :عبید الله بن رماحس القیسی بزیادة الرملة سنه أربع وسبعین ومائتین حدثنا أبو عمرو زیادة بن طارق و کان قد أتت علیه عشرون ومائة سنة قال سمعت أبا جرول زهیر بن صرد الجشمي یقول فذکره .

---

(1)(أخرجه الطبراني في الکبیر ٥/٢٦٩(٥٣٠٤)،وفي الأوسط ٥/٤٥ (٤٦٣٠)،وفي الصغیر ١/٢٩٣(٢٦٦) ،والخطیب في تاریخه ١٠٦/٧، وابن عبد البر في الاستیعاب ١/٥٣في ترجمة أبو صرد الجشمي ،وابن عساکر في أربعون حدیثا ٩١.٩٢، والعسقلاني في الأربعین المتباینة السماع ٣٨.٣٩.

قال الهیثمي في مجمع الزوائد ٦/١٨٧رواه الطبراني في الثلاثة و فیه من لم أعرفهم .

قال الحافظ في الفتح ٨/٣٣،باب :قول الله تعالی و یوم حنین اذ أعجبتکم کثرتکم ...إلخ وقد وقع لنا عالیا جدا في المعجم الصغیر عشاری ا لإسناد ومن بین الطبراني فیه و زهیر لا یعرف لکن یقوي حدیثه بالمتابعة المذکورة فهو حسن وقد بسطت القول فیه الأربعین المتباینة و في الأمالي وفي الصحابة و في العشرة العشاریة و بینت وهم من زعم أن الإسناد منقطع والله الموفق .

قال السیوطي في تدریب الراوي ٢/١٤٣هذا حدیث حسن غریب .

قلت:ورواه الطبراني في الکبیر ٥/٢٦٩.٢٧٠(٥٣٠٤) من طریق محمد بن إسحاق عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن وفد هوازن لما أتوا رسول الله ﷺ بالجعرانة ... وفیه :فقال رسول الله ﷺ أبناؤکم و نساؤکم احب الیکم أو أموالکم قالوا : = =

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی آمید

حدیث ﴿20=80﴾:

کہ اسود مسعود ثقفی رضی اللہ علیہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِيْ تُرْجٰى فَوَاضِلُهٗ
عِنْدَ الْقُحُوطِ إِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے۔ قحط کے وقت کی امید کی

= = يا رسول الله ﷺ خيرتنا بين أموالنا ونسائنا بل ترد علينا أموالنا ونساءنا فقال أما ما كان لي و لبني عبد المطلب فهو لكم فاذا صليت الظهر بالناس فقوموا فقولوا انا نستشفع برسول الله ﷺ إلى المسلمين و بالمسلمين إلى رسول الله ﷺ في ابنائنا و نسائنا فساعطيكم عند ذلك وأسأل لكم فلما صلى رسول الله ﷺ بالناس الظهر قاموا فكلموه بما امرهم رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ أما ما كان لي و لبني عبد المطلب فهو لكم وقال المهاجرون ما كان لنا فهو لرسول الله ﷺ وقالت الأنصار مثل ذلك ... إلخ .وقال الهيثمي في المجمع ۱۸۷/٦:رواه الطبراني وفيه ابن إسحاق وهو. مدلس ولكنه ثقة وبقية رجاله ثقات .

قلت:وفي سند ابي بكر عبد الله بن محمد القرشي في مكارم الأخلاق ۱۲۹(۳۸۳) قال ابن إسحاق :حدثني عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو ... إلخ .

ولفظ الحديث "و ما كان لنا فهو لرسول الله ﷺ" أخرجه أحمد في مسنده ۱۸۳/۲(٦٧٢٩) و۲/۲۱۸(۷۰۳۷)،والشافعي في الأم ۵۵۳/۷،والنسائي في السنن (۳٦۸۸)،وفي الكبرى ۱۳۰/۴(٦۵۱۵)والبيهقي في السنن الكبرى ۳۳٦/٦ (۲۷۲)،و۷۵/۹ (۱۷۸۵۳)، وابن سعد في الطبقات ۱۵۳/۲،كلهم من طريق عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده .

جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

عمر بن شبة من طریق عامر الشعبی، ذکره الحافظ في الإصابة، وقال: ذکره ابن فتحون في الذیل (1).

حدیث ﴿81=21﴾:

ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

أَتَیْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ یَدْمِي لِبَانُهَا
وَقَدْ شُغِلَتْ أُمُّ الصَّبِيِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَأَلْقَی بِکَفَّیْهِ الصَّبِيُّ اسْتِکَانَةً
مِنَ الْجُوْعِ ضَعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِي
وَلَا شَيْءَ مِمَّا یَأْکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
سِوَی الْحَنْظَلِ الْعَامِيِّ وَالْعِلْهِزِ الْفَسْلِ
وَلَیْسَ لَنَا إِلَّا إِلَیْكَ فِرَارُنَا
وَأَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ إِلَّا إِلَی الرُّسُلِ

ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کواری لڑکیاں ہیں۔ جنہیں اُن کے والدین بہت عزیز رکھتے تھے ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) اُن کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے۔ مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے،

---

(1) (ذکره الحافظ في الإصابة ۱/ ۲۲۸، وفي نسخة ۱/۷۷)

جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم ﷺ فوراً بہ نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دستِ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈ ا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَاعَلَیْنَا" اے اللہ عزوجل! ہمارے گرد برسا ہم پر نہ برسا۔ فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ پر سے کھلا ہوا یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خندۂ دنداں نما کیا اور فرمایا اللہ کیلئے ہے خوبی، ابوطالب اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یا رسول اللہ شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابوطالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان ہیں

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالَ[ربیع] الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّالُ[الھلاك] مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ
فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں

ان کے پاس ان کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَجَلْ ذَالِكَ أَرَدْتُ" ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔

صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَقَانَا بِجَاهِهِ عِنْدَهُ الْغَيْثُ النَّافِعُ الْأَتَمَّ الْأَعَمَّ آمین.

البهيقي في الدلائل بسند صالح كما أفاده حافظ الشان العسقلاني والديلمي في مسند الفردوس كلاهما عن أنس رضي اللّٰه عنه (ا).

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اوّل تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اُترتا ہے وہ یتیموں کا حافظ وہ بیواؤں کا نگہبان وہ ملجا وماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آ کر اُس کی نعمت اُس کے فضل سے چین کرتے ہیں۔

صلى اللّٰه عليه وعلى اله وبارك وسلم.

---

(1)(اخرجه البيهقي في الدلائل ٦/١٤١،وأبو نعيم في الدلائل ١/١٨٣(٢٣٨)، والماوردي في أعلام النبوة ١/١٣٢،وابن عدي في الكامل ٣/٢٠٨.٢٠٩،في ترجمة: سعيد بن خثيم بن هلال، والطبراني في الدعاء ١/٥٩٧(٢١٨٠) وفي الأحاديث الطوال ٢٤٢.٢٤٣،وابن عبد البر في التمهيد ٢٢/٦٣.٦٤.٦٥،وفي ا لإستذكار ٢/٤٣٢. ٤٣٣، وذكره المتقي الهندي في كنز العمال (٢٣٥٤٩) وعزاه إلى الديلمي.

وقال الحافظ في الفتح ٢/٤٩٥، باب سؤال الناس ا لإمام الإستسقاء اذا قحطوا: وإسناد حديث أنس و إن كان فيه ضعف لكنه يصلح للمتابعة وقد ذكره بن هشام في زوائد في السيرة تعليقا[٢/١١، و٣/٢٩٢] عمن يثق به ...

حدیث (82=22):

کہ جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش ودیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی انھیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ وکرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائی بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ وکبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا خاطر انور پر ناگوار گزرا انھیں جمع کرکے ارشاد فرمایا:

أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ عَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ. (1)

کیا میں نے تمھیں (نہ پایا) گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں راہ دکھائی کیا میں نے تمھیں نہ پایا محتاج اللہ عزوجل نے تمھیں تونگری دی۔

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں یوں ہے:

يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمْ بِيْ وَكُنْتُمْ عَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ.

اے گروہ انصار! کیا میں نے نہ پایا تمھیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کردی اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمھیں تونگری بخشی۔

(1) اخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ٨ /٥٥٣، وفي نسخة ٧/٤١٨ (٣٦٩٩٧)

رواه عن عبد الله بن زيد بن عاصم ونحوه لأحمد عن أنس وله ولعبد بن حميد والضياء عن أبي سعيد رضي الله عنهم .(1)

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے:

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ . (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) — ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلَا تُجِیْبُوْنَنِیْ" (احمد) جواب کیوں نہیں دیتے مجھے،

انصار نے عرض کی:

اللہ و رسول [جل جلالہ ﷺ] کا فضل بڑا ہے

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ وَاَفْضَلُ — اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے اور اللہ

---

(1)(عن عبد الله بن زيد بن عاصم رواه البخاري في الصحيح (٣٠٧٥) باب غزوة الطائف ، ومسلم في الصحيح ١/٣٣٩(١٠٦١)، وابن أبي شيبة في المصنف ٧/٤٢٠ (٣٧٠٠١)،وأحمد في مسنده ٤/٤٢،والبغوي في شرح السنة١٤/٤٣ ، والروياني في مسنده ٢/٨٣ (١٠١٣)، والبيهقي في السنن الكبرى٦/٣٣٩ (١٢٧٤٣).

عن أبي سعيد الخدري رواه أحمد في مسنده ٣/٧٦(١١٧٤٨)،وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله ٧٣٢(٧٨٣)،وابن بشران في أماليه ٧٣٢،والبغوي في شرح السنة ١٤/ ٧٥(٣٩٧٥)،وذكره المتقي في كنز العمال(٣٣٧٤٣)،وعزاه إلى عبد بن حميد.

عن أنس رواه أحمد في مسنده ٣/٢٥٣(١٣٦٨٠)،وفي فضائل الصحابة ٢/٨٠٠ (١٤٣٥)،والنسائي في السنن الكبرى ٥/٩١(٨٣٤٧)،وفي فضائل الصحابة ٧٢ (٢٤٢)، وابن أبي حاتم في تفسيره ٣/٧٢٥(٣٩٢٨)،وابن قدامة في التوابين ١٢٨.١٢٩(٥٣) .

ورسول کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا: تم جواب چاہو تو جواب دے سکتے ہو انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے :

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ اَفْضَلُ .(1) اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔

ابوبکر بن أبي شيبة في مصنفه عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه.

تین حدیثیں کہ زمین کے مالک اللہ اور رسول [جل جلالہ ﷺ] ہیں

حدیث ﴿23=83﴾: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :

مُوْتَانُ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ .(2) جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔

البيهقي في الشعب عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما موصولا.

---

(1) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ٨ / ٥٥٣، وفي نسخة: ٧/٣١٨(٣٦٩٩٤)، وأحمد في مسنده ٣/٧٦(١١٧٣٨).

قلت ولفظ الحديث " الله ورسوله أمن ". أيضا في رواية عبد الله بن زيد بن عاصم .رواه بهذا اللفظ ، البخاري في الصحيح (٤٣٣٠)، ومسلم في الصحيح (١٠٦١)، وأحمد في مسنده ٤/٤٢(١٦٥١٧)، والروياني في مسنده ٢/١٨٣(١٠٤٣)، وابن بشكوال في الدليل على جزء بقي بن مخلد ٤٣٣(٧٢)، وابن حزم في المحلى ٩/٤٠، والبيهقي في السنن الكبرى ٦/٣٣٩، والبغوي في تفسيره، التوبة ٢٥، وغيرهم.

(2) أخرجه يحيى بن آدم في الخراج ٣٣٠(٢٩١)، والبيهقي في السنن الكبرى ٦/١٤٣(١١٥٦٢)، والهروي في غريب الحديث ٢/٨٦ ، والجزري = = =

حدیث (84=24):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

عَادِيُّ الْاَرْضِ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ .(1)　　　قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔

هو فيها عن طاوس مر سلا .

اقول: بن جنگل پہاڑوں اور شہروں کی اُفتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا اور رسول ہیں جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم ورنہ محلوں احاطوں گھروں مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول ہی کی ملک ہیں۔

اگرچہ ظاہری نام من وتو کا لگا ہوا ہے، زبور شریف سے رب العزۃ کا ارشاد سن ہی چکے کہ احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ تخصیص مانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ ﴿وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ (2) میں تخصیص زمانی کہ حکم اُس دن اللہ کیلئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے مگر وہ دن روز ظہور حقیقت وانقطاع ادّعا ہے۔

= = في النهاية ٣/٢٧٠ ،والبستي في إصلاح غلط المحدثين ١٥٦(٣٦) وأبو أحمد العسكري في تصحيفات المحدثين ٢٢٧.

وقال ابن الملقن في خلاصة البدر المنير ٢/١١٠(٢٢٣):تفرد به معاوية بن هشام مرفوعا، موصولا ،قلت :هو صدوق و هو رجال الصحيح .

(1) (أخرجه البيهقي في السنن الكبرٰى ٧ /١٤٣(١١٥٤٣)،وفي الصغرى ١/٢٩٣، ويحيى بن آدم في الخراج ٩٣ـ٩٣(٢٦٩ـ٢٧٠)، وأبو عبيد في الأموال ٣٣٧(٦٧٦) ،وابن الجوزي في التحقيق ٢/٢٢٣(١٥٠٠) ، من طريق سعيد بن منصور ، وذكره ابن قدامة في المغني ٥/٣٢٩ ، وعزاه إلى سعيد بن منصور في سننه ،ورواه البيهقي كذلك موقوفا على ابن عباس رضي الله تعالى عنهما : (١١٥٦٥)

(2) [الإنفطار ١٩]

لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلاتخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی وہ کہاں وہ اس حدیث آئندہ میں۔

حدیث (85=25):

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ.(1) یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم.

البخاري في الجهاد من جامع الصحيح، باب: إخراج اليهود من جزيرة العرب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

نبی [مکرم] صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں

حدیث (86=26):

اعشی مازنی رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اوراپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی:

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ.(2) اے تمام آدمیوں کے مالک! اے عرب کے جزاوسزا دینے والے۔

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔ (الإمام أحمد)

---

(1) أخرجه البخاري في الصحيح ۱/۴۴۹، باب: إخراج اليهود من جزيرة العرب، و ۲/۹۴ ومسلم في الصحيح (۱۷۶۵)، وأحمد في مسنده ۲/۴۵۱(۹۸۲۵)، وأبو داود في السنن ۲/۶۷(۳۰۰۳)، والنسائي في السنن الكبرى ۵/۳۲۰ والبيهقي في السنن الكبرى ۹/۲۰۷ والطحاوي في شرح مشكل الآثار ۹/۵۷ والدارقطني في العلل ۱۰/۲۸۰. وغيرهم.

(2) أخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۰۱ (۶۸۸۵) والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۲۹۹

حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي ثنا أبو معشر البراء حدثني صدقة بن طيسلة حدثني معن بن ثعلبة المازني والحي بعد قال حدثني الأعشى المازني رضي الله عنه قال أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فانشدته :يامالك الناس وديان العرب....الحديث

رواه الإمام الأجل أبوجعفر الطحاوي في معاني الآثار بحدثنا ابن أبي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا أبو معشر البراء إلى آخره نحوه سندًا ومتناً.

ورواه عبد الله ابن الإمام في زوائد مسنده من طريق عوف بن كهمس بن الحسن عن صدقة بن طيسلة حدثني معن بن ثعلبة المازني والحي بعده قالوا

= = (١٥٠٧)،وفي شرح مشكل الآثار ٣/ ٢٩٩، وأبو يعلى في مسنده ١٢/ ٢٨٧، (٦٨٧١)،والبزار في مسنده كما في كشف الإسعار عن زوائد البزار ٣/ ٧٠،والبيهقي في السنن الكبرى ١٠/ ٢٤٠(٢٠٩٠٣)،والشيباني في الآحاد والمثاني ٥/ ١٧٧(٢٧١١) و٥/ ٢٩٦ (٢٨٢٣)،وأبو نعيم في معرفة الصحابه ٣ /٢١،وابن سعد في طبقات الكبرى ٧/ ٥٣،والبخاري في تاريخ الكبير ٢/ ٦١، في ترجمة :أعشى المازني، وابن حبان في الثقات٢/ ٢١ في ترجمة :أعشى المازني، وابن عبد البر في الإستيعاب ١/ ٣٣في ترجمة :أعشى المازني ، وابن أبي حاتم في الجرح والتعديل ٥/ ٩٠في ترجمة عبد الله بن عبد الله الأعشى المازني ،وابن قانع في معجم الصحابة ١/ ٢٦، وابن أبي الدنيا في الاشراف في منازل الأشراف ٢٩٦ (٣١٠)،وأبو محمد المقدسي في الأحاديث الشعر ٤٩(٣٣).

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٤/ ٢٠٧(٧٧٤١) رواه عبد الله بن أحمد، ورجاله ثقات، وفي الموضع الثاني٨/ ٢٣٣(١٣٣٣١):رواه عبد الله بن أحمد والطبراني وأبو يعلى والبزار وقال ان إسم الأعشى عبد الله بن الأعور، ورجالهم ثقات .

حدثنا الأعشى رضي الله عنه فذكره .(1)

قلت:و إليه أعني عبدالله عزاه حافظ الشان في الاصابة أنه رواه في الزوائد والعبد الضعيف غفر الله تعالى له قد راه في المسند نفسه أيضا كما سمعت والله الحمد.

رواه البغوي وابن السكن وابن أبي عاصم كلهم من طريق الجنيد بن أمين بن ذروة بن نضلة بن طريف بن نهصل الحرمازي عن أبيه عن جده نضلة.(2)

ولفظ البغوي عنه حدثني أبي أمين حدثني أبي ذروه عن أبي نضلة عن رجل منهم يقال له الأعشى واسمه عبد الله ابن الأعور رضي الله عنه فذكر القصة. وفيه فخرج حتى أتى النبي صلى الله عليه وسلم تعاذ به وأنشا يقول ....

يامالك الناس وديان العرب... الحديث .(2)

☆ یہ حدیث جلیل اسے ائمہ کبار نے باسانید متعددہ روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ اعشیٰ رضی اللہ عنہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ اے مالک آدمیاں والی جزاء دہندہ عرب " صلى الله تعالى عليك وبارك وسلم "۔

حدیث (87=27):

حارث بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

اِبْعَثْ مَعِيَ مَنْ يَدْعُوَ إِلٰى دِيْنِكَ فَأَنَا میرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں

(1) ذكره الحافظ في الإصابة ٩/٣

(2) (ذكره الحافظ في الإصابة ٦/٣٣٢ في ترجمة: نضلة بن طريف بن نهصل الحرمازي) .

لَهٗ جَارٌ. جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا حارث رضی اللہ عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔

حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے از انجملہ یہ شعر:

يَا حَارِثُ مَنْ يَغْدِرْ بِذِمَّةِ جَارِهٖ
مِنْكُمْ فَإِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَغْدِرُ

اے حارث! جو کوئی تم میں اپنا پناہ دیئے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ بچی پناہ ہوتی ہے۔

فَجَاءَ الْحَارِثُ فَاعْتَذَرَ وَوَدَى الْأَنْصَارِيَ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ لِّسَانِ حَسَّانٍ.(1)

حارث رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے۔

الزبير بن بكار حدثني عمي مصعب ان الحارث بن عوف أتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكره .[قلت:وله شاهد، عن أبي هريرة ،كشف الأستار (١٧٠٥)]

حدیث (28=88):

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے:

أَنَّهٗ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام نے کہا

(1)(أخرجه الأصبهاني في الأغاني ٤/٦٧من طريق الزبير به بنحوه وقال يا محمد ﷺ انا عائذ بك من شره فلو مزج البحر بشعره ، وذكره الحافظ في الإصابة ١/٥٩٠في ترجمة الحارث بن عوف .

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهٗ فَقَالَ
أَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَرَكَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: وَاللّٰهِ لَلّٰهِ
أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ، قَالَ:
فَأَعْتَقَهٗ. (1)

کہنا شروع کیا اللہ کی دوہائی اللہ کی دوہائی
انہوں نے ہاتھ نہ روکا غلام نے کہا رسول اللہ
کی دوہائی فورا چھوڑ دیا حضور سید عالم ﷺ
نے فرمایا خدا کی قسم بیشک اللہ تجھ پر اس سے
زیادہ قادر ہے۔ جتنا تو اس غلام پر انہوں نے
غلام کو آزاد کر دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! اس حدیث صحیح کے تیور دیکھئے حیا ہو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں یہ
حدیث تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی دینا
ی اُن کی دوہائی مچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
اللہ عزوجل کی دوہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی ﷺ کی دوہائی دی فورا چھوڑ دیا۔
فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔

---

(1) أخرجه مسلم في الصحيح (١٦٥٩)، في كتاب الأيمان.
قلت وفي الباب عن عائشة رضي الله عنها:
أخرجه الامام أحمد في مسنده ٦/٢٧٧ (٢٦٣٠٩) بلفظ: قالت بعثت صفية إلى رسول
الله ﷺ بطعام قد صنعته له وهو عندي فلما رأيت الجارية أخذتني رعدة حتى استقلني
أفكل فضربت القصعة فرميت بها قالت فنظر إلى رسول الله ﷺ فعرفت الغضب في
وجهه فقلت أعوذ برسول الله ﷺ أن يلعنني اليوم قالت قال أولى قالت قلت وما كفارته
يا رسول الله ﷺ قال طعام كطعامها وإناء كإنائها.
قال الهيثمي في المجمع ٤/٥٨٩ (٧٦٩٣) رواه أحمد ورجاله ثقات.
قلت هذا حديث حسن.

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: اشتريت نمرقتين فحشوتهما فجاء النبي ﷺ فلما رآهما أبى أن يدخل، قالت: فعرفت الغضب في وجهه، فالت قلت: أعوذ بالله ر برسوله ما أذنبت؟ قال بما هاتان النمرقتان، قالت: قلت: اشتريتهما لتجلس عليهما، قال: ان الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة، قالت: فما دخل حتى أخرجتهما.

(الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبي بكر الشافعي ١/٢٨٣(٢٢٨) وانظر برقم (٩٣).

قلت: رجاله كلهم ثقات، عدا الحسين بن عبد الله بن شاكر السمرقندي، ذكره الحافظ في لسان الميزان ٣/١٧٥، ١٧٦، وقال وثقه الادريسي، وضعفه الدارقطني ... قال الادريسي: كان فاضلا ثقة، كثير الحديث، حسن الرواية ...

وعن علي رضي الله تعالى عنه: قال: خرجت أنا و رسول الله ﷺ من منزل رجل من الأنصار عشاء، فاذا رجل يضرب غلاما له والغلام يقول: أعوذ بالله، أعوذ بالله، كل ذلك لا يكف عنه سيده قال: فلما نظر الى رسول الله ﷺ قال: أعوذ برسول الله فكف عنه الرجل، فقال رسول الله ﷺ: ألم تعلم أن عائذ الله أحق أن يجار، ثم قال رسول الله ﷺ: أرقاكم أرقاكم فانهم لم يشجروا من شجرة، ولم ينحتوا من جبل أطعموهم مما تأكلون واسقوهم مما تشربون واكسوهم مما تلبسون.

(أخرجه زيد في مسنده ٣٣٧، ٣٣٨) قلت: رجاله ثقات.

عن سعيد البختري أنه كان يضرب غلاما له، فجعل يعوذ بالله فمر به رسول الله ﷺ فقال: أعوذ برسول الله، فتركه، فقال رسول الله ﷺ: عاذ بالله فلم تتركه، وعاذ بي فتركته، الله أمنع لعائذه قال: فاني أشهدك أنه حر لوجه الله، قال: فلو لم تفعل لسفع وجهك النار.

(أخرجه أبو نعيم في معرفة الصحابة ٢/٣٣٩(٣٢٩٣).

قلت: فيه يحيى بن سلمة بن كهيل وهو متروك.

قولہ: یعنی پہلی بات ایک معمولی ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی انسان کا قاعدہ ہے کہ جس
کا محاورہ کم ہوتا ہے اُس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی ﷺ کی دوہائی بعینہ اللہ عزوجل کی دوہائی
ہے اور نبی ﷺ کی عظمت اللہ عزوجل ہی کی عظمت سے ناشی ہے۔
بحمد اللہ! حدیث کے یہ معنی ہیں اگر چہ وہابیہ کے طور پر تو اُس کا درجہ شرک سے بھی کچھ آگے
بڑھا ہوا ہے۔

حدیث (29=89):

یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَضْرِبُ غُلَامًا لَهُ وَهُوَ يَقُولُ أَعُوْذُ إِذْ بَصُرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَلْقَى مَا كَانَ بِيَدِهٖ وَخَلّٰى عَنِ الْعَبْدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَمَا وَاللّٰهِ لِلّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُعَاذَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِيْ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ .(1)	یعنی ایک صاحب اپنے کسی غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دوہائی اتنے میں غلام نے حضور سید عالم ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا۔ اب کہا رسول اللہ کی دوہائی فوراً ان صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا سنتا ہے خدا کی قسم بے شک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دوہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ اُن صاحب نے عرض کی یارسول اللہ تو وہ اللہ کیلئے آزاد ہے۔

(1) أخرجه عبد الرزاق في المصنف ۹/۴۴۵(۱۷۹۵۷)،وفيه ؟ ... فألقى ما في يده الخ. وذكره المتقي في كنز العمال ۹/ ۲۰۳ (۲۵۶۷۲) لفظ له)

أقول: الحمد لله! اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کر دیا صاف تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دوہائیاں بھی سنیں اور پہلی دوہائی پر اُن کا نہ ژُکنا اور دوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس وہابیت کی ذلت و مردودیت کہ نہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہو گیا اللہ کے سوا میری دوہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دوہائی چھوڑ کر نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا شرک اکبر خدا کی دوہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دوہائی پر یہ نظر ایک تو میری دوہائی مانی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دوہائی نہ مان کر افسوس آقا و غلام کو مشرک بنانا در کنار خود جو اُس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے دوہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دوہائی دینے پر پناہ دینی بھی ثابت رکھی صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دوہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔

الحمد لله! کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین وہابیہ کے جھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اُسے سخت ذلت پہنچائی جس میں اس کا امام لکھتا ہے "اوّل معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہیے، اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو فرشتوں اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اُن سے مرادیں مانگتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں"(1)

---

(1)(تقویۃ الإیمان ۴۱۔ ۴۲،مختصرا۔

ان دافع البلاء کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دوہائی دینی دفع بلاء ہی کے لئے ہوتی ہے یا کچھ اور" ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون".

حضور ﷺ کی پناہ لینے والے کو امان کا وعدہ

حدیث ﴿90=30﴾:

ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے راوی:

قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ بَعِيْرٌ يَعْدُوْ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى هَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْبَعِيْرُ اُسْكُنْ فَإِنْ تَكُ صَادِقًا فَلَكَ صِدْقُكَ وَ إِنْ تَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كِذْبُكَ مَعَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَمَّنَ عَائِذَنَا وَلَيْسَ بِخَائِبٍ لَائِذُنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الْبَعِيْرُ فَقَالَ هٰذَا بَعِيْرٌ قَدْ هَمَّ أَهْلُهُ بِنَحْرِهٖ وَأَكْلِ لَحْمِهٖ فَهَرَبَ مِنْهُمْ وَاسْتَغَاثَ بِنَبِيِّكُمْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ أَقْبَلَ أَصْحَابُهٗ يَتَعَادَوْنَ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِمُ الْبَعِيْرُ عَادَ	یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بے شک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالٰی نے اس کیلئے اماں رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ اُن کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے

إِلٰى هَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	نبی ﷺ کے حضور فریاد لایا ہم یوں بیٹھے کہ
وَسَلَّمَ فَلَاذَ بِهَا فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اتنے میں اس کے مالک لوگ دوڑتے آئے
هٰذَا بَعِيْرُنَا هَرَبَ مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَلَمْ	اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس
نَلْقَهُ إِلَّا بَيْنَ يَدَيْكَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ	ﷺ کے سرانور کے پاس آگیا اور حضور کی پنا
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا إِنَّهُ يَشْكُوْ إِلَيَّ	ہ پکڑی اس کے مالکوں نے عرض کی یارسول
فَبِئْسَتِ الشِّكَايَةُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اللہ ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے
مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّهُ رَبِّيَ فِيْ اَمْنِكُمْ	آج حضور کے پاس ملا ہے حضور اقدس صلی
اَحْوَالًا وَكُنْتُمْ تَحْمِلُوْنَ عَلَيْهِ فِي	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو اس نے میرے
الصَّيْفِ إِلٰى مَوَاضِعِ الْكَلَاءِ فَإِذَا كَانَ	حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے
الشِّتَاءُ رَحَلْتُمْ إِلٰى مَوْضِعِ الدِّفْءِ فَلَمَّا	وہ بولے یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا
كَبِرَ اسْتَفْحَلْتُمُوْهُ فَرَزَقَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى	ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا گرمی میں
إِبِلًا سَائِمَةً فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ السَّنَةُ	اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک
الْخَصِيْبَةُ هَمَمْتُمْ بِنَحْرِهٖ وَاَكْلِ لَحْمِهٖ	جاتے اور جاڑے میں گرم سیر مقام تک کوچ
فَقَالُوْا قَدْ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ	کرتے جب وہ بڑا ہوا تم نے اسے سانڈ بنا
اللّٰهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا	لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے
جَزَاءُ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ مِنْ مَوَالِيْهِ	بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں
فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّا لَا نَبِيْعُهُ وَلَا	اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے
نَنْحَرُهٗ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ذبح کر کے کھالینا چاہا، وہ بولے یارسول اللہ
كَذَبْتُمْ قَدِ اسْتَغَاثَ بِكُمْ فَلَمْ تُغِيْثُوْهُ	خدا کی قسم یونہی ہوا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

وَاَنَا اَوْلٰی بِالرَّحْمَةِ مِنْكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قُلُوْبِ الْمُنَافِقِيْنَ وَ
اَسْكَنَهَا فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاشْتَرَاهُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْهُمْ بِمِائَةِ
دِرْهَمٍ وَقَالَ يَا اَيُّهَا الْبَعِيْرُ اِنْطَلِقْ فَاَنْتَ
حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَغٰى عَلٰى هَامَةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمِيْنَ ثُمَّ
رَغٰى فَقَالَ آمين ثُمَّ رَغٰى فَقَالَ آمين
ثُمَّ رَغَى الرَّابِعَةَ فَبَكَى النَّبِيُّ فَقُلْنَا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الْبَعِيْرُ قَالَ
قَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ اَيُّهَا النَّبِيُّ عَنِ
الْاِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ خَيْرًا فَقُلْتُ آمِيْنَ
ثُمَّ قَالَ سَكَّنَ اللّٰهُ رُعْبَ اُمَّتِكَ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ كَمَا سَكَّنْتَ رُعْبِيْ فَقُلْتُ
آمِيْنَ ثُمَّ قَالَ حَقَنَ اللّٰهُ دِمَاءَ اُمَّتِكَ
مِنْ اَعْدَائِهَا كَمَا حَقَنْتَ دَمِيْ فَقُلْتُ
آمِيْنَ ثُمَّ قَالَ لَا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهَا بَيْنَهَا
فَبَكَيْتُ فَاِنَّ هٰذَا الْخِصَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ

نیک مملوک کا بدلہ اُس کے مالکوں کی طرف
سے یہ نہیں ہے وہ بولے یا رسول اللہ خدا کی
قسم یونہی ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اُس کے مالکوں کی
طرف سے یہ نہیں ہے وہ بولے یا رسول اللہ تو
ہم نہ اسے بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا
غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تم اُس کی
فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق
ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ
عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت
نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی
ہے پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ
اونٹ اُن سے سو درہم کو خرید لیا اور اُس سے
ارشاد فرمایا اے اونٹ چلا جا کہ اللہ عزوجل
کیلئے آزاد ہے یہ سن کر اُس نے سر اقدس پر
اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے آمین کہی اُس نے دوبارہ آواز کی
حضور نے پھر آمین کہی اُس نے سہ بارہ آواز کی
حضور نے پھر آمین کہی اُس نے چوتھی بار کچھ

فَاَعْطَانِيْهَا وَمَنَعَنِيْ هٰذِهٖ وَاَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّ فَنَاءَ اُمَّتِيْ بِالسَّيْفِ جَرَى الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ كَذَا.

آواز کی اُس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزوجل حضور کو اسلام وقرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امامت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی امت کے خون اُن کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی اُن کا استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا آمین پھر اُس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی اُن کے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دور رہیں) اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اُس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ جل وعلاء کی

طرف سے خبر دی کہ میری امت کی فنا تلوار

سے ہے قلم چل چکا شدنی پر۔

اوردہ عازیا لہ الإمام الحافظ زکي الدین عبد العظیم المنذري رحمة اللہ علیہ

فی کتاب الترغیب الترھیب .(1)

فقیر نے اس رسالہ میں بنظر اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف محل استدلال پر

اقتصار کیا یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلٰی اعلام نبوت و معجزات جلیلہ حضرت رسالت علیہ وعلٰی آلہٖ افضل

الصلوٰۃ والتحیۃ سے تھی بتمام ذکر کرنی مناسب سمجھی یہاں موضع استنادوہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو

ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اُسے امان دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔ "اَلْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" اور خدا جانے دافع البلاء کس شے کا نام ہے۔

اللہ اور اللہ کے رسول[جل جلالہ و ﷺ] پر بھروسہ

حدیث ﴿91=31﴾:

عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

تَزَوَّجْتُ ابْنَةَ سُرَاقَةَ بْنِ حَارِثَةَ النَّجَارِيِّ وَقَدْ قُتِلَ بِبَدْرٍ فَلَمْ أُصِبْ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ

میں نے سراقہ بن حارثہ بخاری شہید غزوہ بدر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو اُن کے ساتھ

---

(1)(ذکرہ المنذري في الترغیب ۳/ ۲۰۷،وفي نسخة ۳/۳۵(۳۴۳۱) لفظ لہ .

والشعراني في لواقع الأنوار القدسیة ۱۷۸،وعزاھما إلی ابن ماجہ .وذکرہ ابن کثیر في

البدایة والنھایة ۶/۱۴۲،وفي نسخة: ۵/۱۰/۱۱،باب :ما یتعلق بالحیوانات من دلائل

النبوة .وعزاہ إلی أبي محمد عبد اللہ بن حامد الفقیہ في کتابہ دلائل النبوة .

وقال:قلت :ھذا حدیث غریب جدا ...وفیہ غرابة ونکارة في إسنادہ ومتنہ أیضا .واللہ أعلم .

نِكَاحِهَا وَاَصْدَقْتُهَا مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَسُوْقُهُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ الْمُعَوَّلُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ .....الحدیث ۔

شادی ہونے سے زیادہ مجھے پیاری ہو میں نے دو سو روپے اُن کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انہیں بھیجوں میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسا ہے پس میں خدمت انور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔

حضور نے ایک جہاد پر انہیں بھیجا اور فرمایا:

أَرْجُوْا أَنْ يُّغْنِمَكَ اللّٰهُ مَهْرَ زَوْجَتِكَ(1)

میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمہیں اتنی غنیمت لا دے گا کہ اپنی بی بی کا مہر ادا کردو۔

ایسا ہی ہوا ۔

وللّٰه الحمد!! لإمام الثقة محمد بن عمر بن واقد عن ابن أبي حدرد وهو ابن سلامة المذكور رضي اللّٰه تعالى عنهما بسنده إليه وقد على توثيقه الإمام المحقق على الطلاق في "الفتح[۱/۸۵]" وذكرناه في " منير العين ".

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گناہ بخش دیجئے

حدیث ﴿92.93=32.33﴾:

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے:

أَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

---

(1)(أخرجه الواقدي في المغازي ۷۷۷،۷۷۸،وذكره الصالحي في سبل الهدى والرشاد۱۸۵/۶)

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اَبْقَيْنَا

وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

خدا گواہ ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم وامام احمد سے ہے۔(1)

---

(1) (أخرجه البخاري في الصحيح(٣٩٦٠)،باب غزوة خيبر،والبخاري (٥٧٩٦)،باب ما يجوز من الشعر والرجز...،ومسلم في الصحيح(١٨٠٢) باب غزوة خيبر،وابو عوانة في مسنده ٤/٣١٤ (٦٨٣٠.٦٨٣١)،و ٤/٣٥٥(٦٩٥٣)، والبيهقي في السنن الكبرى ١٠/٢٢٧(٢٠٨٢٣)،والطبراني في الكبير ٧/٣٣(٦٢٩٤.٦٢٩٥)، وابن أبي الدنيا في الأشراف في منازل الأشراف ٢٥٨.٢٥٩(٣٣٠)،وابن سعد في الطبقات ٢/٣٠٤.
من طريق، يزيد بن أبي عبيد عن سلمة بن الأكوع.
أخرجه مسلم في الصحيح (١٨٠٢)،والنسائي في السنن المجتبى ٢ /٦٠ (٣١٥٠)، وفي السنن الكبرى ٣/٢١(٣٣٥٨)، و٦/١٣٦(١٠٣٦٨)، وأحمد في مسنده ٤ /٤٦ (١١٥٥٣)،وأبو عوانة في مسنده ٤/٣١٤.٣١٥.٣١٦(٦٨٣٢. ٦٨٣٣. ٦٨٣٤)،
وابن حبان في الصحيح ٧/٣٩٩(٣١٩٦) ،والطبراني في الكبير ٧/٧(٦٢٢٥)، و٧/٨(٦٢٢٦.٦٢٢٧) ،و٧/٩(٦٢٢٨)،و٧/١٠(٦٢٢٩)، و٧/١١ (٦٢٣٠).
==

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسمّی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کر
مختصراً ذکر کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدِ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی یزید بن عبید اپنے مولیٰ سیدنا سلمہ اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

= = من طريق ،عبد الرحمن وعبد الله ابناء كعب بن مالك ،عن سلمة بن الأكوع.وفي بعض الإسناد عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب بن مالك .

واخرجه مسلم في الصحيح (١٨٠٧)،باب غزوة ذي قرد وغيرها، واحمد في مسنده ٥١/٣ (١٥٨٦)،وفي فضائل الصحابة ٢/٢٠٥ـ٦٠٦(١٠٣٦)،و٢/٦٢٣ (١٠٩٣)

وابن أبي شيبة في المصنف ٧/٣٩٢(٣٦٨٧٤)، وابن حبان في الصحيح ١٥/٣٨٠ (٦٩٣٥)،وابو عوانة في مسنده ٤/٣١٢(٦٨٤٩)،والبغوي في تفسيره التوبة ٢٠،

وابن عبد البر في الإستيعاب ٢/٢٣٧،في ترجمة عامر بن الأكوع ،وفي التمهيد ٣/٢٥٥ـ٢٥٦، والبيهقي في السنن الكبرى ٩/١٥٣(١٨٢٥٢)،والطبراني في الكبير ٧/١٧(٦٢٣٢)،و٧/٢٥(٦٢٤٩)،وابن سعد في طبقاته ٢/١١٠ـ١١١، من طريق،

إياس بن سلمة عن سلمة بن الأكوع .

واخرجه أحمد في مسنده ٣/٤٣١(١٥٥٩٤)، والبخاري في التاريخ ٨/١٠٠، في ترجمة :نصر بن دهر ،وابن هشام في سيرته ٢/٢٩٧ـ٢٩٨.

من طريق نصر بن دهر الأسلمي أن أباه حدثه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول :.... الخ

وقال الهيثمي في المجمع ٦/٢١١ـ٢١٢ (١٠٤٩٣):رواه أحمد والطبراني ...و رجالهما ثقات . و قال في موضع الآخر ٨/٢٣٧(١٣٢٥٢)رواه البزار و فيه ابن إسحاق و هو مدلس . =

إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَعِنْدَ ابْنِ إِسْحٰقَ مِنْ حَدِيْثِ نَصْرِ بْنِ دَهْرٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَسِيْرِهِ إِلَى خَيْبَرَ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنْزِلْ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ فَاحْدُ لَنَا مِنْ هَنَاتِكَ فَفِيْهِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِيْ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْا

رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا اے عامر ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے اور ابن اسحٰق نے نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے ابن اکوع اُتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس

قلت :وقد ورد هذا الأشعار في رواية عمر رضي الله تعالى عنه .

اخرجه الضياء في الأحاديث المختارة ۱/۳۸۱(۲۶۳)،بلفظ: قال رسول الله ﷺ لعبد الله بن رواحة لو حركت بنا الركاب فقال لقد تركت قولي فقال له عمر اسمع و اطع

فقال اللهم لو لا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا و لا صلينا

فانزلن سكينة علينا و ثبت الأقدام ان لا قينا.

فقال رسول الله ﷺ اللهم ارحمه فقال عمر وجبت. رواه النسائي عن محمد بن يحيى بن كثير الحراني .إسناده صحيح . وأخرجه النسائي في السنن الكبرى ۵/۶۹(۸۲۵۰).

وايضا في حديث عبد الله بن رواحة رضي الله تعالى عنه . ==

بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَاهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَاءً
لَكَ اَلْمُخَاطَبُ بِذَالِكَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ اِغْفِرْلَنَا تَقْصِيْرَنَا
فِيْ حَقِّكَ وَنَصْرِكَ اِذْ لَا يَتَصَوَّرُ أَنْ
يُّقَالَ مِثْلُ هٰذَا الْكَلَامِ لِلْبَارِيْ تَعَالٰى وَ
قَوْلُهُ اَللّٰهُمَّ لَمْ يَقْصُدْ بِهَا الدُّعَاءَ وَاِنَّمَا
افْتَتَحَ بِهَا الْكَلَامَ (مَا اَبْقَيْنَا) أَيْ مَا
خَلَّفْنَا وَرَاءَ نَا مِمَّا اكْتَسَبْنَاهُ مِنَ الْاٰثَامِ
وَاَلْقِيَنْ أَيْ وَسَلْ رَبَّكَ أَنْ يُّلْقِيَنْ
(سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ) أَيْ وَأَنْ
يُّثَبِّتَ الْاَقْدَامَ (اَنْ لَّاقَيْنَاهُ) الْعَدُوَّ
(فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ
بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ) وَعِنْدَ

امر کا امر فرمایا عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھ
اُترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوا
کرتے چلے کہ یارب اگر حضور نہ ہوتے تو ہ
راہ نہ پاتے نہ زکوۃ و نماز بجالاتے ہم حضور
بلا گرداں ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں
بخش دیجئے۔ان اشعار میں مخاطب حضور سی
عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق
حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضو
معاف فرمادیں حضور کیلئے خطاب ہونے کی
دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب
کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پ
فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اُس پر اگر کوئی بلایا
تکلیف آئی ہو تو وہ اپنے اوپر لی جائے اُس کی
محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ
کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بنا سکتے ہیں)۔

= = أخرجه النسائي في السنن الكبرى ٥/٧٠(٨٢٥١)، بلفظ: أنه كان مع رسول الله ﷺ في مسير له فقال له يا بن رواحة انزل فحرك الركاب فقال يارسول الله ﷺ قد تركت ذاك فقال له عمر اسمع وأطع قال فرمي بنفسه وقال .... إلخ . وابن أبي شيبة في المصنف ٦/٢٩٥(٣٢٣٢٧) عن قيس قال قال رسول الله ﷺ لعبد الله بن رواحة ...إلخ . ويذكر فيه دعاء النبي ﷺ وقول عمر رضي الله تعالى عنه .

أَحْمَدَ مِنْ رِوَايَةِ إِيَاسِ بْنِ سَلْمَةَ فَقَالَ غَفَرَلَكَ قَالَ وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَمَا فِي مُسْلِمٍ (وَجَبَتْ لَهُ الشَّهَادَةُ بِدُعَائِكَ لَهُ (يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهٖ) أَبْقَيْتَهُ لَنَا لِنَتَمَتَّعَ بِهٖ. (1)

رہا یہ کہ ابتدا میں اللھم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اُس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اُتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مرادات کی دعا فرمائیں یہ اشعار سن کر حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا اللہ اُس پر رحمت کرے اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔ اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہوجاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(1) (ارشاد الساري جلد ۹ صفحه ۲۵۱ دار الفكر بيروت)

جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں تصریح ہے، عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ حضور کی دعا سے عامر کے لئے شہادت واجب ہوگئی۔ حضور ﷺ نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور ابھی انہیں زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہی

یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے ہیں۔ کہ حضور ﷺ انہیں زندہ رکھتے۔

یہ حدیث ابن اسحاق نے اس سند کے ساتھ روایت کی:

حدثني محمد بن إبراهيم بن الحارث عن أبي الهيثم بن نصر بن دهر الأسلمي أن أباه حدثه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول في مسيره إلى خيبر لعامر بن الأكوع فذكره.(1)

اسی میں ہے:

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَجَبَتْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَقُتِلَ يَوْمَ خَيْبَرَ شَهِيْدًا.(2)

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ! کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔

نیز امام احمد نے مسند میں طریق ابن اسحاق روایت فرمائی:

حدثنا يعقوب ثنا أبي عن ابن إسحق قال ثنا محمد بن إبراهيم بن الحارث

---

(1) (كما في السيرة لابن هشام ۴/۲۹۷.۲۹۸)

(2)(اخرجه ابو نعيم في معرفة الصحابة ۴/۳۳۱(۵۱۸۵) ج ۴/۳۲۵(۳۳۸۴)

التيمي ... الحديث. سندًا ومتنًا. (1) بِيَدَ اَنَّهُ اقْتَصَرَ عَلَى الْاَشْعَارِ وَلَمْ يَذْكُرْ دُعَاءَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا قَوْلَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، وَفِيْهِ: "فَاَخَذْنَا " مَكَانَ قَوْلِهٖ " لَعَذَلْنَا " وَلَعَلَّ هٰذَا هُوَ الْاَصْوَبُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

دو حدیثیں اللہ اور رسول [جل جلالہ و ﷺ] کی طرف توبہ کرنا

حدیث (94=34):

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے انہوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز رہے۔ اندر قدم کرم نہ رکھا۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضگی پایا (اللہ انہیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ (2)

یارسول اللہ ﷺ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

---

(1) اخرجه احمد في مسنده ۳/۴۳۱ (۱۵۵۹۴)

(2) اخرجه البخاري في الصحيح (۱۹۹۹) في باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء، و(۲۸۸۲) في باب هل يرجع إذا منكرا في الدعوة ،و(۵۶۳) باب :من كره المقعود على الصور، و(۵۶۴) في باب من لم يدخل بيتا فيه صورة، ومسلم في الصحيح ۲/۲۰۹ (۲۱۰۷) في باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... إلخ ،واحمد في مسنده ۶ / ۲۴۶ ،ومالك في الموطأ (۱۷۴۶) ،وابن حبان في الصحيح ۱۳/۱۵۵ (۵۸۴۵)،وابو عوانة في مسنده ۲/۷۴۹ (۱۱۷۶) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۲۸۳ (۶۴۲۴)،والبيهقي في السنن الكبرى ۷/۲۶۹ (۱۴۲۴۱) ، وابن عبد البر ==

= = في الإستذكار ٣٨٥/٨(١٨٠٥) ، وأبي بكر الشافعي في الفوائد الشهير بالغيلانيات ٢٨٣/١ (٣٠) ، و٢٨٥/١(٣٢) ، والجوهري في مسند الموطا ٤٣٩(٥٧٤) ، و أبو بكر بن الخلاد في فوائده ٦٣(٨٢) ، والبغوي في شرح السنة٩٢/١٣٦، ١٣٧(٣٣٢١) ، وأبي طاهر السلفي في مشيخة البغدادية ٣٠/١(٢١)

قلت :وفي الباب عن وائل بن حجر رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ بعث ساعيا فاتى رجلا فأتاه فصيلا مخلولا فقال النبي ﷺ بعثنا مصدق الله ورسوله و ان فلانا أعطاه فصيلا مخلولا ، اللهم لا تبارك فيه ولا في ابله ، فبلغ ذلك الرجل فجاء بناقة حسناء فقال :أتوب الى الله عزوجل و الى نبيه ﷺ فقال النبي :اللهم بارك فيه و في ابله .

(اخرجه النسائي في السنن ،الزكاة ،ص٣٤٧(٢٤٦٠) وفي السنن الكبرى ٣٩٦/١ (٢٢٥٠)، وابن خزيمة في الصحيح (٢٢٧٤) .قلت :رجاله كلهم ثقات .

عن عروة قال :واقبل عيينة بن بدر حتى جاء الى رسول الله ﷺ فقال ائذن لي أن أكلمهم لعل الله أن يهديهم ، فأذن له فانطلق حتى دخل عليهم الحصن فقال بأبي انتم تمسكوا بمكانكم والله لنحن أذل من العبيد وأقسم بالله لئن حدث به حدث لتمكن العرب عزا ومنعة ، فتمسكوا بحصنكم و اياكم ان تعطوا بأيديكم ولا يتكاثرن عليكم قطع هذا الشجر ، ثم رجع عيينة الى رسول الله ﷺ ، فقال له رسول الله ﷺ :ماذا قلت لهم يا عيينة ؟ قال : قلت لهم و أمرتهم بالاسلام ، ودعوتهم اليه ، وحذرتهم النار ، ودللتهم على الجنة ، فقال له رسول الله ﷺ : كذبت ابل قلت لهم :كذا كذا ، فقص عليه رسول الله ﷺ حديثه ، فقال :صدقت يا رسول الله ﷺ أتوب الى الله عزوجل و اليك من ذلك ، فلما أخذ الناس في القطع ، قال عيينة بن بدر ليعلى بن مرة :علي حرام أن قطع حظي من الكرم ، فقال يعلى بن مرة : ان شئت قطعت نصيبك ، فماذا ترى ؟قال :عيينة أرى ان تدخل جهنم فكانت هذه ريبة من عيينة في دينه ، وسمع بذلك رسول الله ﷺ فغضب منه ، و أوعد عيينة ، وقال :انت صاحب العمل أولى لك فاولى .(دلائل النبوة للبيهقي ٢١٣/٥، ٢١٣)

حدیث ﴿35=95﴾:

چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہر بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے اُن میں صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کہ کوئی نئی بات ہے۔ آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دلنواز یوں ہیں:

وَخَرَجَ عَلَيْهِمْ مُلْتَمِعًا لَوْنُهُ مُتَوَرِّدَةً وَجْنَتَاهُ كَأَنَّمَا تَفَقَّأَ بِحَبِّ الرُّمَّانِ الْحَامِضِ فَنَهَضُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاسِرِيْنَ أَذْرُعَهُمْ تَرْعَدُ أَكُفُّهُمْ وَأَذْرُعُهُمْ فَقَالُوْا تُبْنَا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ... الحديث.(1)

(الطبراني في الكبير عن ثوبان رضي الله عنه مولى رسول الله ﷺ)

یعنی حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ اُن پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے۔ دونوں رخسارۂ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں۔ صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھر تھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(1) أخرجه الطبراني في الكبير ٢/٩٥.٩٦(١٤٢٣). وذكره المتقي الهندي في كنز العمال ١/٣٥٢ (١٥٤٢)، لفظ له .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٧/٢٠١: رواه الطبراني و فيه يزيد بن ربيعة الرجي و هو متروك وقال ابن عدي: أرجو انه لا بأس به .

☆ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ وصدیق وفاروق وغیرہم اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التواب جل جلالہٗ کے نام پاک کے ساتھ اُس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پُر نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عز جلالہٗ کا ہے۔

ولہذا: حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار کر کے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَلَآ اَتُوْبُ اِلٰی مُحَمَّدٍ۔ الٰہی میری توبہ تیری طرف ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَرَفَ الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ .(1) حق کو حق والے کیلئے پہچان لیا۔

أحمد والحاكم وصححه عن الأسود بن سريع رضي الله عنه .

---

(1) أخرجه أحمد في مسنده ٣/ ٤٣٥ (١٥٦٧٢)، والحاكم في المستدرك ٤/ ٢٨٣. ٢٨٤ (٧٦٥٤)، والضياء في المختارة ٤/ ٢٥٨ (١٤٥٩. ١٤٦٠)، والطبراني في الكبير ١/ ٢٨٦ (٨٣٩. ٨٤٠)، وأبو عبيد في الأموال ١٨٠ (٣٦٢)، والقطيعي في جزء الألف دينار ٣٧٤ (٢٣٧)، والمقدسي في أطراف الغرائب والأفراد ٣٩٨ (٦١٨)، والدينوري في المجالسة (٥٤٢) وذكره أبو طالب في قوت القلوب ٢/ ٣١.

وقال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .وتعقبه الذهبي في التلخيص وقال ابن مصعب ضعيف .

وقال الهيثمي في المجمع ١٠/ ١٩٩: رواه أحمد والطبراني وفيه محمد بن مصعب وثقه أحمد وضعفه غيره ، وبقية رجاله رجال الصحيح .

اللہ ورسول [جل جلالہ و ﷺ] کے لئے صدقہ کرنا

حدیث (96=36):

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَ إِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔(1)

یا رسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے صدقہ کر کے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

(1) اخرجه البخاري في الصحيح(٢٦٠٦)في باب: إذا تصدق أو أوقف بعض ماله ..إلخ ، و(٤١٥٦) في باب :حديث كعب بن مالك ، و(٤٣٩٩) في باب ﴿لقد تاب الله على النبي... إلخ ﴾،و(٦٣١٢)في باب : إذا أهدى ماله على وجه النذر والتوبة ، ومسلم في الصحيح ٢/٣٦٣(٢٧٦٩)،في باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه ،وابن خزيمة في الصحيح ٣/٩٨(٢٤٤٢)،وأبو داود في السنن ٢/١١٣(٣٣١٧) ،والنسائى في السنن المجتبى ٢/ ١٣٧(٣٨٢٣.٣٨٢٤.٣٨٢٥.٣٨٢٦)،وفي السنن الكبرى ٣/١٣٨(٤٧٦٥) ، و ١٣٩(٤٧٦٦)،و٦/٣٥٩. ٣٦٠.٣٦١ (١١٢٣٢)،وأحمد فى مسنده ٣/٤٥٤ (١٥٨٠٨)،و٤٥٦(١٥٨٢٦)،و٤٥٧.٤٥٨(١٥٨٢٧)،وأبو عوانة في مسنده ٤/٢١.٢٢(٥٨٨٤.٥٨٨٥.٥٨٨٦)، وأبو على الصواف في جزئه ٢١ (٣٨)، والبغوي في شرح السنة ٦/١٨١،١٨٢(١٦٧٦) ، والطبراني في الكبير ١٩/ ٤٢ إلى ٥٨ (٩١ إلى ١٠٢) ،والبيهقى فى السنن الكبرىٰ ٩/ ٣٤ . ٣٥.٣٦ (١٧٦٣٩) و٤/ ٦٨(١٩٨٣٠) ، وفي دلائل النبوة ٥/ ٢٧٣.٢٧٩ ،والطبري في تفسيره ===

= = ٥٠٣/٢، وابن عبد البر في التمهيد ٨٣/٢٠، والبخاري في التاريخ الكبير ٣٠٣/٥ في ترجمة عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب ،وأبو زرعة المقدسي في صفوة التصوف ٢٣٢ (٣٦١) ، وابن عساكر في تاريخه ٢٠٠/٥٠، وابن أبي حاتم في تفسيره (١٠٩١٣) ، وابن هشام في سيرته ٢١٨/٥. ٢١٩. وله طرق كثيرة ، بعضهم مختصرا وبعضهم مطولا.

أقول وفي الباب عن أبي لبابة بلفظ :لما تاب الله عليه قال يا رسول الله ﷺ ان من توبتي أن أهجر دار قومي و أساكنك ، واني أنخلع من مالي صدقة لله ولرسوله ، فقال : رسول الله ﷺ يجزئ عنك الثلث .

أخرجه أحمد في مسنده٣/٤٥٢، ٤٥٣(١٥٨٣٢)،لفظ له ، و٣/٥٠٢(١٦١٣٣)، وأبو عوانة في مسنده ٢٢/٣. ٢٣(٥٨٨٦)،والدارمي في السنن ٤٧٩/١ (٢٩٥٨)،والبيهقي في السنن الكبرى ٦٧/١٠(١٩٨٣٤)، والطبراني في مسند الشاميين ٧٠/٣(١٨٢١)، في الكبير ٣٢/٥. ٣٣(٤٥٠٩. ٤٥١٠) وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ٢٢٨/٣ (١٨٩٦. ١٨٩٧. ١٨٩٨)،وأبو زرعة المقدسي في صفوة التصوف ٢٣١، (٣٦٠) والفسوي في المعرفة والتاريخ ٢٩٥/١،وابن عبد البر في الإستذكار ٢٠٦/٥(٩٩٢).

من طريق ابن شهاب الزهري عن الحسين بن السائب بن أبي لبابة ، وعبد الرحمن بن أبي لبابة بن عبد المنذر ....الخ .

و البيهقي في الدلائل ٢٧٠/٥، ٢٧١،عن الزهري قال :أخبرني سعيد بن المسيب أن بني قريظة كانوا حلفاء لأبي لبابة ......ثم غزا رسول الله ﷺ تبوكا وهي غزوة العسرة فتخلف عنه أبو لبابة فيمن تخلف ، فلما قفل رسول الله ﷺ منها ، جاءه أبو لبابة يسلم عليه ، فأعرض عنه رسول الله ﷺ ، ففزع أبو لبابة ، فارتبط بسارية التوبة التي عند باب أم سلمة زوج النبي ﷺ سبعا بين يوم و ليلة في حر شديد ، لا يأكل فيهن ولا يشرب قطرة ، وقال لا يزال هذا مكاني حتى أفارق الدنيا أو يتوب الله تعالى علي ، فلم يزل كذلك حتى ما يسمع الصوت من الجهد ، ورسول الله ﷺ ينظر اليه بكرة و عشية ، = = =

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

"أي: صَدَقَةٌ خَالِصَةٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِلٰى بِمَعْنَى اللَّامِ".(1)

یعنی اس حدیث میں اللہ و رسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ ورسول کیلئے تصدق ہیں تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خداو رسول کے نام پر تصدق کردوں۔ تبارک وتعالیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث﴿37=97﴾:

یمن کی ایک بی بی اوران کی بیٹی بارگاہ بیکس پناہ محبوب الہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے۔ مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتُعْطِيْنَ زَكٰوةَ هٰذَا

کیا اس کی زکوۃ دے گی۔

عرض کی نہ، فرمایا:

أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ

کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے

= ثم تاب اللّٰه تعالى عليه :فنودي ان اللّٰه تعالى قد تاب عليك ، فارسل اليه رسول اللّٰه ﷺ ليطلق عنه رباطه ، فابى ان يطلقه عنه أحد الا رسول اللّٰه ﷺ ، فجاءه رسول اللّٰه ﷺ فاطلق عنه بيده ، فقال أبو لبابة حين افاق :يا رسول اللّٰه ﷺ اني اهجر دار قومي التي اصبت فيها الذنب وأنتقل اليك فاساكنك ، واني اختلع من مالي صدقة الى اللّٰه و رسوله ﷺ فقال :يجزئ عنك الثلث ، فهجر أبو لبابة دار قومه ، وساكن رسول اللّٰه ﷺ وتصدق بثلث ماله ثم تاب فلم ير منه بعد ذلك في الاسلام الا خير حتى فارق الدنيا .

من طريق ابن شهاب الزهري مرسلا .

أخرجه عبد الرزاق في المصنف ٧٤/٩ (١٦٣٩٧)،و في تفسيره (١٠٩٣) ، و مالك في الموطا، كتاب النذور و الأيمان ٣٢١.

(1) إرشاد الساري بشرح صحيح البخاري كتاب المغازي ،٣٧٤/٩) .

الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ. دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے۔

اُس بی بی نے فوراً کنگن اتار کر ڈال دیئے اور عرض کی:

هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ .(1) یا رسول اللہ یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول

جل جلاله وصلى الله عليه وسلم. کیلئے ہیں۔

أحمد وأبو داود والنسائي عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنه، بسند لا مقال فيه .

حديث (38=98):

کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِيْ أَصَبْتُ بِهَا الذَّنْبَ وَاَنْخَلِعُ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ . جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم

یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ ورسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔

---

(1) أخرجه أحمد في مسنده ٢/ ٢٠٣(٦٩٠١) وأبو داود في السنن ١/ ٢١٨ (١٥٦٣)، في الزكاة، والنسائي في السنن على الزكاة ٣٦٣، ٣٦٥ (٢٤٢٨)، في السنن الكبرى ٢/ ٢٠ (٢٢٥٨) والدارقطني في السنن ٢/ ١١٢ والبيهقي في السنن ٤/ ١٤٠، وفي معرفة السنن الآثار ٣/ ٢٩٦ وابن عبد البر في الاستذكار ٣/ ١٥٣.

قال الحافظ في الدراية ٢٥٨/١ صححه ابن القطان وقال المنذري لا علة له...

وقال الإمام الزيلعي في نصب الراية ٢/ ٣٦٩ قال ابن القطان في كتابه إسناده صحيح

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ! تہائی مال کافی ہے انہوں نے ثلث
اللہ و رسول کیلئے صدقہ کر دیا۔ جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم عن ابن شہاب الزہری عن الحسین بن السائب
بن ابی لبابۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تَابَ اللّٰہُ عَلَیَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ لَہٗ فَذَکَرَہٗ.(1)

یہ حدیثیں جانِ وہابیت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے
حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ملایا جاتا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مقبول رکھتے
ہیں" وللہ الحجۃ البالغۃ "۔ اسی قبیل سے ہے افضل الأولیاء المحمدیین سیدنا
صدیق اکبر امام المشاھدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کی کہ حضور مولانا العارف باللہ
معنوی مولوی قدس سرہٗ والمعنوی نے مثنوی شریف میں نقل کی کہ جب حضور صدیق عتیق سیدنا
بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے۔

صدیق اکبر کا قول کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہوں (2)

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو * کر دم آزاد ہم بر روئے تو

= وقال المنذري في مختصره (لعله اي السنن ابو داود) إسناده لا مقال فيه. ونقل
عنه المباركفوري في تحفة الأحوذي ٢٣٠/٣. وقال العلي القاري في مرقاة المفاتيح
٢٧٤ قال ابو الحسن القطان، في كتابه إسناده صحيح، وقال المنذري في مختصره
إسناده لا يقال فيه. فتح الملہم ۲/۹۵

(1) أخرجه الطبراني في الكبير ٣٢/٥، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٣٩٦/٢، والحاكم
في المستدرك ٦٣٣/٣، والبغوي في شرح السنة ٣٧/١٠، وقد مر تخريجه مزيدا.
(2) المثنوی

اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضور صدیق اکبر اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کررہے ہیں اُس پر تو دیکھنا چاہیئے وہابیت کا جن کتنا مچلے نجدیت کی آگ کہاں تک اچھلے مگر ہاں امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا درۂ سیاست دکھایا چاہیئے کہ بھوت بھاگے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیجئے کہ آگ دبے وہ کہاں وہ اس حدیث آئندہ میں وباللہ التوفیق۔

فاروق اعظم حضور ﷺ کے بندے اور خادم

حدیث (99=39):

شاہ صاحب "ازالۃ الخفاء" میں بحوالہ روایت ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر وکتاب مستطاب "الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ [الفصل التاسع]" ناقل کہ امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں برسر منبر فرمایا:

قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَكُنْتُ عَبْدُهُ وَخَادِمُهُ. (1)

میں حضور پُر نور آقا و مولائے عالم ﷺ کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقـــول: یہ حدیث ابو حذیفہ مذکور نے "فتوح الشام" اور حسن بن بشران نے اپنے "فوائد" میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے "امالی" ابو احمد دہقان نے "جزء حدیثی" ابن عساکر نے "تاریخ" لالکائی نے "کتاب السنہ" میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔

---

(1)(اخرجه الحاكم في المستدرك ٣/٣١٥(٤٣٣٤)، والبيهقي في الاعتقاد ٣٦٠، وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٦٤ بسندين و٤٤/٢٦٩، والالكائي في السنة ٢٣٥٧ =

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر اُن کی شدت وجلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو منتظر رہو لوگ بولے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اوران کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کیلئے پکار دیں لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا مجھے کافی ہے کہ صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں جب سب جمع ہولئے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا حمد وثنائے الٰہی ودرود ورسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنِّيْ شِدَّةً وَغِلْظَةً وَذٰلِكَ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ.(1)	لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔

(1)... ۳۳۶/(۲۵۴۲) وأبو الحسين علي بن محمد بن عبدالله بن بشران في فوائده (۲). وذكره المتقي في كنز العمال جلد ۵ /۶۸۴(۱۴۱۸۴)بوعزاه إلى أبي حسين بشران في فوائده وأبي أحمد الدهقان في الثاني من حديثه والحاكم واللالكائي.

قال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد، وأبو صالح فقد احتج به البخاري فأما سماع ... عن عمر فمختلف فيه، وأكثر أئمتنا على أنه قد سمع منه وهذه ترجمة معروفة في مسانيد.

(۲) (كما مر تخريجه)

حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے:

"رؤف" "رحیم" صلی اللہ علیہ وسلم

تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت پھر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی ورحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے:

فَكُنْتُ خَادِمَهٗ وَعَوْنَهٗ (1) میں اُن کا خادم اور اُن کا سپاہی تھا۔

اپنی شدت اُن کی نرمی کے ساتھ ملاتا اُن کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دونی ہو گئی درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں اور دینداروں کے لئے تو میں اُن کے آپس سے بھی زیادہ نرم مہربان ہوں ہاں جسے ظلم زیادتی کرتے پاؤں گا اُسے نہ چھوڑوں گا اُس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔

یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا:

فَوَفّٰى عُمَرُ وَاللّٰهِ بِمَا قَالَ وَكَانَ اَبَا الْعِيَالِ. (2) خدا کی قسم! عمر نے جو فرمایا تھا پورا کر دکھایا اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ رعیت کیلئے مہربان باپ تھے۔

هذا مختصر وقد دخل حديث بعضهم في بعض۔

(1.2)(ذكره المحب الطبري في الرياض النضرة ، الفصل التاسع و العصامي في سمط النجوم العوالي في خلافة أمير المؤمنين عمر فاروق،اولا عن الحسن .

دیکھوامیرالمومنین فاروق اعظم ساأشد الناس فی امر اللّٰہ برملا بر سرِ منبراپنے آپ کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے۔

"ولـلّٰـه الـحـمـد ولـه الـحـجة الـسـامية".

بدعت حسنہ کے ماننے پر وہابیہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو صاف گمراہ لکھا

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بجرم ترویج تراویح جسے اُسے جناب فاروقیت مآب نے بدعت [حسنہ] مان کرا چھا بتایا اور فرمایا:

نِعْمَةُ [نعم] اَلْبِدْعَةُ هٰذِهٖ .(1) یہ بدعت بہت خوب وحسن ہے۔

وہابی بیڑے کے بعض اجیوٹ بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ ہی چکے، اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انہیں کیا لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"(2)

---

(1) (أخرجه مالك في الموطأ ۱۱۴(۲۵۰) باب ما جاء في قيام رمضان ،وفي المدونة الكبرى ۲۲۲،والبخاري في الصحيح (۱۹۰۱) كتاب صلاة التراويح ،وعبد الرزاق في المصنف ۴/۲۵۹(۷۷۲۳)،والبيهقي في السنن الكبرى ۲/۴۹۳ (۴۳۷۸ . ۴۳۷۹)، وفي الصغرى ۱/۲۷۵(۸۲۱)،وفي الشعب ۳/۱۷۷(۳۲۶۹)،وفي فضائل الأوقات ۲۴۲(۱۲)،وفي المدخل الى السنن ۲۰۶(۲۵۳)،والفريابي في الصيام ۴۳ (۱۲۴ .۱۲۵)و۴۵(۱۲۱)،و۴۸(۱۷۱)،وعمر بن شبة في أخبار المدينة ۳۷۸ (۱۱۸۲)و۳۷۹(۱۱۸۲)،والجزري في النهاية ۱/۱۰۶،وابن قتيبة في غريب الحديث ۱/۲۰۵، وابن عبد البر في ا لاستذكار ۲/۶۵،وابن حزم في الأحكام ۴۷، وغيرهم .

(2)(أخرجه البخاري في الصحيح (۳۴۹۴) باب في حديث الغار، وفي أدب المفرد = =

حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دونام حضور کو عطا فرمائے:

"رؤف" "رحیم" صلی اللہ علیہ وسلم

تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت پھر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی ورحمت کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے:

فَكُنْتُ خَادِمَهُ وَعَوْنَهُ (1) میں اُن کا خادم اور اُن کا سپاہی تھا۔

اپنی شدت اُن کی نرمی کے ساتھ لاتا اُن کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دونی ہوگئی درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں اور دینداروں کے لئے تو میں اُن کے آپس سے بھی زیادہ نرم مہربان ہوں ہاں جسے ظلم زیادتی کرتے پاؤں گا اُسے نہ چھوڑوں گا اُس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔

یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا:

فَوَفّٰى عُمَرُ وَاللّٰهِ بِمَا قَالَ وَكَانَ اَبًا الْعِيَالِ. (2) رضی اللہ تعالیٰ عنہ — خدا کی قسم! عمر نے جو فرمایا تھا پورا کر دکھایا اور رعیت کیلئے مہربان باپ تھے۔

هذا مختصر وقد دخل حديث بعضهم في بعض ـ

(1.2) (ذكره المحب الطبري في الرياض النضرة ، الفصل التاسع و العصامي في سمط النجوم العوالي في خلافة أمير المؤمنين عمر فاروق ، اولا عن الحسن .

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم سا اشد الناس فی امر اللہ برملا برسر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ بتارہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے۔

"وللہ الحمد ولہ الحجۃ السامیۃ"۔

بدعت حسنہ کے ماننے پر وہابیہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو صاف گمراہ لکھا

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بجرم ترویج تراویح جسے اُسے جناب فاروقیت مآب نے بدعت [حسنہ] بتا کر اچھا بتایا اور فرمایا:

نِعْمَةُ [نعم] الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ .(1) یہ بدعت بہت خوب وحسن ہے۔

وہابی بیڑے کے بعض اجیوٹ بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ ہی چکے، اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انہیں کیا لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"(2)

---

(1) (أخرجه مالك في الموطأ ١١٣(٢٥٠) باب ما جاء في قيام رمضان ،وفي المدونة الكبرى ٢٢٢،والبخاري في الصحيح (١٩٠٦) كتاب صلاة التراويح ،وعبد الرزاق في المصنف ٢/٢٥٩(٧٧٢٣)،والبيهقي في السنن الكبرى ٢/٤٩٣ (٤٣٧٨ . ٤٣٧٩)، وفي الصغرى ١/٢٧٥(٨٢٦)،وفي الشعب ٣/١٧٧(٣٢٦٩)،وفي فضائل الأوقات ٢٧٤(١٢١)،وفي المدخل الى السنن ٢٠٦(٢٥٣)،والفريابي في الصيام ١٤٣ (١٤٤ .١٨٥)و٣٥(٣٦)،و٣٨(١٧١)،وعمر بن شبة في أخبار المدينة ٣٧٨ (١٨٧)و٣٧٩(١٨٦)،والجزري في النهاية ١/١٠٦،وابن قتيبة في غريب الحديث ١/٦٠٥، وابن عبد البر في ا لإستذكار ٢/٦٥،وابن حزم في الأحكام ٤٧، وغيرهم .

(2)(أخرجه البخاري في الصحيح (٣٤٩٦) باب في حديث الغار، وفي أدب المفرد = =

ع۔ بیحیا باش هر چه خواهی کن۔

مگر صاحبو ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی دامن زیر سنگ خدا راد با ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید الہوا! اے عبید الدرہم وعبید الدنیا اب بھی عبد النبی عبد الرسول عبد المصطفیٰ کو شرک کہنا۔

"وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" .

حدیث(100=40):

بحمد اللہ تعالیٰ ایک سے ایک زائد سنتے جائیے۔

ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسر منبر گود میں لے کر فرمایا:

هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰى رُؤُسِنَا اِلَّا اللّٰهُ ہمارے سروں پر بال کس نے اُگائے ہیں

= = ۳۲۵(۲۳۱)،وابن ماجه في السنن (۴۱۸۳)، باب الحياء ،وعبد الرزاق في المصنف ۱۱/۱۴۳،وأحمد في مسنده ۴/۱۲۱(۱۷۰۴۱)، و۵/۲۷۳ (۲۲۳۰۴) ، والطيالسي في مسنده (۶۲۱)،وابن حبان في الصحيح ۲/۳۷۴ (۶۰۷) ، والمحاملي في أماليه ۳۰۹(۳۴۶)،وابو بكر القرشي في مكارم الأخلاق ۳۷ (۸۳)،وابن قتيبة الدينوري في تأويل مختلف الحديث ۳۳۸،والطبراني في الأوسط ۳/۱۱۲ (۲۳۲۱) ، و۳/۲۲۲(۲۹۸۶)،و۵/۱۰۳(۴۸۰۲)،و۷/۳۷۱(۷۳۳۹)،وتمام في فوائده ۱/۳۱۸ (۸۰۳)،والبيهقي في السنن الكبرى ۱۰/۱۹۲(۲۰۵۷۱)،وفي الشعب ۶/۱۴۳ (۷۷۳۳، ۷۷۳۴)،و۱۴۳(۷۷۳۵، ۷۷۳۶)،وغيرهم .

من حديث أبي مسعود الأنصاري وابن مسعود وحذيفة رضي الله تعالى عنهم .

ابوک. (1) تمہارے ہی باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُگائے ہوئے ہیں۔

یعنی جو کچھ عزت نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن سعد فی الطبقات عن السید الحسین صلی اللہ علیہ وسلم جدہ وابیہ وامہ واخیہ وعلیہ بنیہ وبارک وسلم .

حدیث ﴿101=41﴾:

کہ ایک بار امیر المومنین حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے کاشانہ خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا۔

امیر المومنین نے انہیں اجازت نہ دی یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بھی واپس گئے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا انہوں نے آکر کہا یا امیر المومنین میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے۔

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْهُ وَهَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ فِي الرَّأْسِ بَعْدَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْتُمْ. (2) رواہ الدار قطنی .

آپ اس سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے اُگائے ہیں سوا تمہارے

---

(1) ما وجدت في المطبوع .لكن ذكره ابن حجر الهيتمي في صواعق المحرقة ٥١٥/٢، وعزاه إلى ابن سعد .

(2) (لم اجده) لكن في العلل للدار قطني ٢/٢٥ص (١٥١) سئل عن حديث الحسن بن علي عن عمر حين قال:.... انما انت أحق من عبد الله بن عمر وهل أنبت ما في رؤسنا إلا الله تعالى وانتم.

حدیث (102=42):

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا:

أَيْ بُنَيَّ الَوْ جَعَلْتَ تَأْتِيْنَا وَتَغْشَانَا — اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر کھڑے ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پلٹے اُن کے ساتھ میں بھی واپس آیا اس کے بعد امیر المومنین مجھے ملے فرمایا: —

"لم أرك أتيتنا؟" جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے۔

میں نے کہا امیر المومنین میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس گیا امیر المومنین نے فرمایا:

فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِنَّمَا أَنْبَتَ فِيْ مَا تَرٰى رُؤُوْسَنَا اللّٰهُ ثُمَّ أَنْتُمْ(1) — آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اُگائے ہیں۔

---

(1) أخرجه الخطيب في تاريخه ۱/۱۴۱ وابن عساكر في تاريخه ۱۴/۱۷۵، ۱۷۶، والرزاز في تاريخ واسط ۳۰۳ في ترجمة :أبو الحسين سعد بن وهب بن سنان ، وعمر ابن شبة في أخبار مدينة ۲/۸(۳۰۵۹).

وذكره المتقي في كنز العمال ۱۳/۶۵۵ (۳۷۶۶۵): بلفظ :...أنت أحق بالإذن من عبد الله بن عمر انما انبت في رؤوسنا ما ترى الله ثم أنتم .وعزاه إلى ابن سعد وابن راهويه. وخرج العجلي في الثقات ۳۰۹ في ترجمة الحسين :وابن عساكر في تاريخه ==

اورایک روایت میں ہے:

هَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَى الرَّأْسِ غَيْرُكُمْ. کیا سر پر بال کسی اور نے اُگائے ہیں سوا تمہارے۔ (1)

الخطیب من طریق یحیٰی بن سعید الأنصاري عن عبید بن حنین قال لني الحسین بن علي رضي الله تعالی عنهما، وکذا ابن سعد وراهویه الأخری رواها الحافظ محب الدین الطبری في الریاض النضرة من طریق عبید بن حنین لأحد الریحانتین رضي الله تعالی عنهما.

حافظ الشان امام عسقلانی "الإصابه في تمییز الصحابه" میں اُسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں" سنده صحیح "اس حدیث کی سند صحیح ہے۔(2)

میں ڈرتا ہوں کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ان حدیثوں کا سنانا کہیں وہابی صاحبوں کو رافضی بھی نہ کردے۔﴿قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾(3)

شہزادوں سے امیر المومنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ بال

= = ۱۷۵/۱۴:عن حسین بن علي قال صعدت إلی عمر ....وهل أنبت الشعر علی رؤوسنا إلا أنتم ، لفظ العجلي .

(1)أخرجه ابن عساكر في تاريخه ۱۴/۱۷۵،والدارقطني في العلل ۲/۳۵ ، والمحب الطبري في "الرياض النضرة ،الفصل التاسع .

(2)وذكره الحافظ في الإصابة ۲/۷۸ ، باب الحاء بعدها السين ، وقال :سنده صحيح ، وفي تهذيب التهذيب ۲/۳۰۰ في ترجمة الحسين ، وقال رواه الخطيب بسند صحيح.وقال الذهبي في سير الاعلام النبلاء ۳/۲۸۵،وفي نسخة ۴/۲۷۷، في ترجمة : الحسين إسناد صحيح.

(3)[آل عمران ۱۱۹]

تمہارے مہربان باپ ہی نے اُگائے ہیں ﷺ جس طرح ارا کین سلطنت اپنے آقا زادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔

نبی [مکرم] صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کی دولت ایک جملہ فرما کر بخش دیتے ہیں

حدیث (43=103):

کہ حضرت بتول زہرا صلی اللہ علیہ وسلم علی أبیھا وعلیھا وعلی بعلھا وابنھا و بارك وسلم اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْحَلْهُمَا، قَالَ: نَعَمْ، أَمَّا الْحَسَنُ فَقَدْ نَحَلْتُهُ حِلْمِيْ وَهَيْبَتِيْ وَأَمَّا الْحُسَيْنُ فَقَدْ نَحَلْتُهُ نَجْدَتِيْ وَ جُوْدِيْ. (1)

یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمایئے۔ قاسم خزائن الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں منظور، حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

ابن عساکر عن محمد بن عبید اللہ ابن أبي رافع عن أبیه عن جده رضي اللہ عنه.

حدیث (44=104):

کہ جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اِنْحَلْهُمَا.

یا نبی اللہ! ان کو کچھ عطا ہو۔

تو فرمایا:

نَحَلْتُ هٰذَا الْكَبِيْرَ الْمَهَابَةَ وَالْحِلْمَ، وَ نَحَلْتُ هٰذَا الصَّغِيْرَ الْمَحَبَّةَ وَالرِّضٰى.

میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت دی۔

(1) أخرجه ابن عساكر في تاريخه ۱۳/۲۸، ۲۹. وذكره المتقي الهندي في كنز ==

العسكري في الأمثال عن جابر بن سمرة عن أم أيمن بركة رضي الله عنهم.(1)

حدیث(105=45):

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اُس میں دو جہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا.

یارسول اللہ! آپ کے دونوں بیٹے ہیں انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمایئے۔

ارشاد ہوا:

أَمَّا الْحَسَنُ فَلَهُ هَيْبَتِيْ وَسُؤْدَدِيْ وَأَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهُ جُرْأَتِيْ وَجُوْدِيْ .(2)

حسن کیلئے تو میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کیلئے میری جرأت اور میرا کرم۔

الطبراني في الكبير ابن مندة ابن عساكر عن البتول الزهراء رضي الله عنها.

= = العمال ۳/۱۱۷(۳۴۲۷۳) .وقال الهيثمي في المجمع ۹/۱۸۵عن أبي رافع قال جاءت فاطمة بنت رسول الله ﷺ بحسن وحسين إلى رسول الله ﷺ في مرضه الذي قبض فيه فقالت هذان ابناك فورثهما شيئا فقال لها اما حسن فله هيبتي وسؤددي واما حسين فان له جرأتي و جودي. رواه الطبراني في الأوسط و فيه من لم أعرفهم .

(1)أخرجه الديلمي في الفردوس ۳/۲۸۰(۴۸۲۹)، وذكره المتقي في كنز العمال ۳/۷۶۰(۳۷۷۱۰) لفظ له ،وعزاه إلى العسكري في الأمثال .وقال :وفيه :ناصح المحلمي ،قال ابن معين وغيره ليس بثقة .

(2)أخرجه الطبراني في الكبير ۲۲/۴۲۳(۱۰۴۱)،وفي الأوسط ۶/۲۲۱،۲۲۲ (۶۲۴۵)،وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ۱/۲۹۹(۴۰۸) ،و۵/۳۷۰ = = =

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار خزائن الٰہی ہونے کا نفیس ثبوت

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق:

حلم ومحبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کچھ اشیائے محسوسہ واجسام ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اُٹھا کر دے دیئے جائیں اور حضرت بتول زہرا کا سوال بصیغۂ عرض ودرخواست تھا کہ حضور انہیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نحاۃ میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زمان استقبال کیلئے خاص کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانہ حال منقضی ہوجائے گا اس کے بعد قبول ووقوع جو کچھ ہو گا زمانہ تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فورواتصال اُسے عرفاً زمانہ حال کہیں بہرحال درخواست وقبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا نعم ہاں دوں گا لاجرم یہ قبول زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا۔

"فَإِنَّ السُّؤَالَ مُعَادٌ فِي الْجَوَابِ أَيْ نَعَمْ اِنْحَلُهُمَا" .

اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے اپنے شہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں یہ صیغے بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زمان وعدہ تھا اور زمان وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر مقدم ہوتا ہے لاجرم یہ صیغے اخبار کے نہیں بلکہ انشا ہیں جس طرح بائع

= = (۲۹۷۱)،وابن وعساکر في تاریخه ۲۳۰/۱۳،وأبو نعیم في معرفة الصحابة ،في ترجمته ،وذکره الحافظ في الاصابة ۷/۶۷۴،في ترجمة زینب بنت أبي رافع، وعزاه إلی ابن منـدة ، وفي تهـذیب التهذیب ۲۹۹/۲، والمزي في تهذیب الکمال ۴۰۰/۶ کلاهـما في ترجمة بحسین بن علي رضي اللہ عنهما ، والـمتقي الهندي في کنز العمال ۱۱۷/۱۳(۳۴۲۷۲) وعزاه إلی الـطبـراني وابـن منده و ابن عساکر. وقال الهیثمي في مجمع الزوائد ۱۸۴/۹،۱۸۵:رواه الطبراني وفیه من لم أعرفهم .)

مشتری کہتے ہیں "بِعْتُ اِشْتَرَيْتُ"۔ میں نے بیچی میں نے خریدی یہ صیغے کسی گذشتہ خرید و فروخت کی خبر دینے کو نہیں ہوتے بلکہ انہیں سے بیع و شرا پیدا ہوتی ہے۔ انشا کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اُسے یہ دیا اُسے یہ دیا علم و ہیبت و جود و شجاعت و رضا و محبت کی دولتیں شہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص خزائن ملک السموت والارض جلالہ کی ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تو وہ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس فرمانے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناً وہی کر سکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الارباب جل جلالہ کے خزانوں پر پہنچتا ہے جسے اُس کے رب جل وعلا نے عطا و منع کا اختیار دیا ہے۔

ہاں وہ کون ہاں واللہ وہ محمد رسول اللہ ماذون و مختار حضرۃ اللہ قاسم و متصرف خزائن اللہ، جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم ، والحمد رب العالمین ۔

لاجرم امام اجل احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب "جوھر المنظم" میں فرماتے ہیں:

ھُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ [الْأَعْظَمُ] الَّذِيْ جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَ مَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ وَ[تحت] اِرَادَتِهٖ يُعْطِيْ [منهما] مَنْ يَّشَاءُ (1)	اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب اُن کے ہاتھوں کے مطیع اُن کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے۔ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) الجوھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم المعظم ۴۲ ، لاہور)

ان مباحث قدسیہ کے جانفزا بیان فقیر کے رسالہ "سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں بکثرت ہیں، وللہ الحمد۔

حدیث(46=106):

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ عَلٰى قَدَمَيَّ. [صلی اللہ علیہ وسلم](1)

بے شک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں ماحی یعنی کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔

مالك وأحمد وأبو داود الطيالسي وابن سعد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي والطبراني والحاكم والبيهقي وأبو نعيم وآخرون عن جبير بن مطعم.

---

(1)أخرجه مالك في الموطا ٧٣٦، وأحمد في مسنده ٤/٨٠، ٨٤، ٨٥، وأبو داود الطيالسي في مسنده ١٢٧، وعبد الرزاق في المصنف ١٠/٤٤٦(١٩٦٥٧)، وابن أبي شيبة في مصنفه ١١/٤٥٧(٣١٦٩٩)، والدارمي في السنن ٢/٤٠٩(٢٧٧٥)، والحميدي في مسنده ١/٢٥٤(٥٥٥) والبخاري في الصحيح ٢/٤٣٧ (٣٦١٤) ومسلم في الصحيح ٢/٢٦(٢٩١)، و(٣٢٥٤)، والترمذي في الجامع ٢/١١١(٢٨٤٠)، وفي الشمائل (٣٦٥)، والطبراني في الكبير ٢/١٣٠، و١٣١، و١٣٢، في مسند الشاميين ٤/٢٢٨(٣١٩٩)، والحاكم في المستدرك ٢/٦٠٤، والبيهقي في الدلائل ١/١٥٥، ١٥٦، وأبو نعيم في الدلائل ١/١٢، وابن سعد في طبقات الكبرى ١/١٠٤، و١٠٥، وابن وهب في جامعه ٨٨(٢٥٤) ، والبلاذري في أنساب الأشراف (٢٨٤)، والبزار في ==

حدیث (47 تا 51 = 107 تا 111):

صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ.

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیا کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمد ومسلم والطبراني في الأوسط عن أبي موسٰى الأشعري. (1)

= = في غرائب مالك (۵۰)، وابن حبان في الصحيح ۱۴/۲۱۹(۶۳۱۳)، والبزار في مسنده ۸/۳۳۹، وابن أبي حاتم في تفسيره (۱۰۹۸۳)، والبغوي في شرح السنة ۱۳/۲۱۲، والروياني في مسنده ۱/۳۸۱، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ۱/۳۵۱، والخطابي في غريب الحديث ۱/۳۸۰، وأبو الشيخ في طبقات المحدثين بأصبهان ۳/۷۰۳، والبخاري في تاريخ الصغير ۱/۳۲، والطحاوي في شرح مشكل الآثار (۹۷۰)، والرافعي في التدوين ۱/۳۲، والدولابي في الأسماء والكنٰى (۱)، وابن عبد البر في الاستذكار (۱۸۹۳)، والطبري في تاريخه ۲/۳۲۱، والجوهري في مسند الموطأ (۴۱)، وابن أبي شريح في أحاديث المائة (۳۶)، ومحمد بن الفضل في حديث أبي الفوارس ۸۰ (۲۹)، وابن السمعاني في المنتخب من معجم شيوخ ابن السمعاني ۷(۳)، ابن المديني في ذكر الامام أبي عبد الله بن منده ۲۱(۳)، والآجري في الشريعة ۴۰۶، ابن عساكر في تاريخه ۳/۱۸ إلى ۲۱، وغيرهم. وزاد بعضهم: "وأنا العاقب الذي ليس بعده نبي". كلهم من طريق الزهري عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه ... إلخ.

أخرجه البزار في مسنده ۸/۳۳۹، ۳۴۰ (۳۴۱۳) من طريق جعفر بن أبي وحشية وهو أبو بشر عن نافع بن جبير بن مطعم عن أبيه .... إلخ.

(1) أخرجه أحمد في مسنده ۴/۳۹۵ (۱۹۵۲۳) و۴/۴۰۴ (۱۹۶۳۷) و۴۰۷ = = =

ونحوه أحمد وابنا سعد وأبي شيبة والبخاري في التاريخ والترمذي في الشمائل عن حذيفة.(1)

= =(١٩٢٦٨)،وابن أبي شيبة في المصنف٣١/٥ (٣٢٤٩٣) ، وأبو داود الطيالسي في مسنده ٦٧(٤٩٢) ،ومسلم في الصحيح ٢/٢٦١ (٢٣٥٥)، وابن حبان في الصحيح ٢٢٠/١٤(٦٣١٤) ، والبزار في مسنده ٨/٤٠، ٤١(٣٠٢٢، ٣٠٢٣)، وأبو يعلى في مسنده ٢١٨/١٣(٧٢٤٤)،والروياني في مسنده (٥٨٣) ،والطحاوي في شرح مشكل الآثار٢/٥١، والحاكم في المستدرك ٢/٦٥٩(٤١٨٥) والطبراني في الأوسط٣/٣٥(٢٤١٩)،٣٧٦/٣،(٣٣٣٨)،٣٥٥/٤،وفي الصغير (٢١٧)،والبيهقي في الدلائل ١٥٦/١،١٥٧،وفي الشعب ٢/ ١٤٢(١٤٠٠)، وأبو نعيم في الحلية ١٠٠/٥، وأبي عبد الله الدقاق في مجلس في رؤية الله ٣٢٢ (٧٤٣) ،والقزويني في التدوين ٣٩/٣، وابن شبة النميري في تاريخ المدينة (٩٥٤)وابن بشران في أماليه ٣٢٢ (٧٤٣) ، والمحاملي في أماليه ٣٠٣ (٣٤٢)، ومحمد بن ابراهيم الجرجاني في أماليه ٣٧(٢٥٧) ، ومحمد بن عبد الله البغدادي في فوائد ابن أخي ميمي الدقاق ٢١٣(٣٤٩)،ومحمد بن الفضل في حديث أبي الفوارس٨٠ (٢١٨)،والدولابي في الكنى والأسماء (٢)،واسماعيل بن أحمد النيسابوري في أربعون حديثا من الصحاح العوالي ٢٩(٢٣)،وابن سعد في طبقاته ١٠٥/١، وابن إسحاق في سيرته ٢٣، والطبري في تاريخه ٢٢١/٢،وابن عساكر في تاريخه ٢/٣،وغيرهم .

وفي رواية :نبي الرحمة و نبي الملحمة ،وفي رواية :ونبي التوبة والملحمة . كلهم من طريق عمرو بن مرة عن أبي عبيدة عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه.

(1) (أخرجه أحمد في مسنده ٥/ ٤٠٥(٢٣٣٩٣) ، وابن أبي شيبة في المصنف ٣١/٦(٣١٦٩٢)، والبخاري في تاريخ الصغير ١٠(٢١)، والترمذي في = = =

وابن مردوية في التفسير وأبو نعيم في الدلائل وابن عدي في الكامل وابن عساكر في تاريخ دمشق والديلمي في مسند الفردوس عن أبي الطفيل .(1)

= = الشمائل (٣٦٨)، وابن حبان في الصحيح ١٤/٢٢١، ٢٢٢(٦٣١٥)، والبزار في مسنده ٧/٢٩٣(٢٨٨٧)، والبغوي في شرح السنة ١٣/٢٢، ٢٣(٣٦٣١) ، و في الأنوار في شمائل النبي المختار ١/٣٣(١٥٧) ،والدولابي في الكنى والأسماء (٣)، وابن الأعرابي في معجمه ١/١١٣(٣٠٠٦)، وابن السماك في الثاني من الفوائد المنتقاة ٢٥(٣٨) ،والآجري في الشريعة ٣٠٦، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين ١/١٧٣،وابن سعد في الطبقات ١/١٠٣. عن حذيفة رضي الله عنه .

قال الهيثمي في مجمع الزوائد ٨/٥٠٥(١٣٠٦٠):رواه أحمد والبزار ورجال أحمد رجال الصحيح غير عاصم بن بهدلة وهو ثقة وفيه سوء حفظ .

(1)(أخرجه ابن عدي في كامله ٣/٢٣٦،وفي نسخة ٣/٢٧٣،و أبو نعيم في الدلائل ١/٢، وفي أخبار أصبهان (٣٤) ،و محمد بن عمرو البختري في التاسع من فوائد البختري ٤٧ (١٣٨) ، والآجري في الشريعة ٤٥٧، وابن عساكر في تاريخه ٣/٢٨، ٢٩، والذهبي في سير أعلام النبلاء ١١/٩١ في ترجمة أحمد بن عمرو البزار ، والديلمي في فردوس الأخبار ١/٨٤(٩٧) .

وذكره السيوطي في الدر المنثور ٥/٥٥١ وعزاه ‥ إلى ابن مردويه.

قلت :و في الباب :عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ قال :أنا أحمد و محمد والحاشر والمقفي والخاتم . أخرجه الطبراني في الأوسط ٣/١٣٧(٣٠١٣) ، وفي الصغير (١٥٦)، والخطيب في تاريخه ٦/٢٧٩، وأبو نعيم في تسمية ما روى عن الفضل بن دكين ١٧(٥٠) ، وابن عساكر في تاريخه ٣/٢ .

وعن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ :لي أسماء :أنا أحمد و أنا محمد و أنا الحاشر ،وأنا المقفي ، وأنا نبي التوبة . (أخرجه تمام الرازي في فوائده كما = = =

وابن عدي عن أبي هريرة رضي الله عنهم.(1)وابن سعد عن مجاهد مرسلا (2)يزيدون وينقصون وكلهم على الحاشر متفقون .

حديث (52=112):

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیسۂ یہود میں تشریف لے جاکر دعوت اسلام فرمائی کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ فرمائی کوئی نہ بولا۔ حضور نے فرمایا:

أَبَيْتُمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا الْحَاشِرُ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَأَنَا النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى آمَنْتُمْ أَوْ كَذَّبْتُمْ ...

تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم بیشک میں ہی حشر دینے والا ہوں میں ہی خاتم الانبیاء ہوں میں ہی نبی مصطفےٰ ہوں چاہے تم مانو یا نہ مانو۔

الحاكم صححة عن عوف بن مالك رضي الله عنه ۔(3)

= في الروض البسام بترتيب و تخريج فوائد تمام ۴/۲۳(۱۳۰۲) .

وعن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ أنا أحمد و أنا محمد وأنا الحاشر وأنا العاقب .(أخرجه السهمي في تاريخ جرجان (۲۴۳) .

(1) (ما وجدت في المطبوع عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .لكن أخرجه الدارقطني في العلل ۱۱/ ۱۹۷(۲۲۱۸) عنه .

(2) (أخرجه ابن سعد في طبقات الكبرى ۱/۱۰۵.بلفظ أنا محمد وأحمد وأنا رسول الرحمة أنا رسول الملحمة أنا المقفي والحاشر .....الحديث ،وابن شبة في تاريخ مدينة ۲/۶۰۶ (۹۵۶) [اسناده حسن] .

(3) (أخرجه الحاكم في المستدرك ۳/۲۱۵،۲۲۱.وقال:صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه .من طريق أبي المغيرة عبد القدوس بن الحجاج ثنا صفوان بن عمرو حدثني عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن عوف بن مالك الأشجعي .....

خدا کی شان میں ملادینے کا رد

حدیث (113=53):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ.(1)

میں احمد ہوں، میں محمد ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

= وأحمد في مسنده ٢٥/٦(٢٣٣٨٣)،وابن عساكر في تاريخه ٣٩/٣٣.وفيه :
ايتم فوالله إني لأنا الحاشر ....الحديث .
وفي رواية :ايتم فوالله إني لأنا الحاشر، وأنا العاقب،وأنا المقفي،آمنتم أو كذبتم .....
الحديث . أخرجه ابن حبان في الصحيح ١٤/٢١٩،٢٢٠(٦٢٩٣)، والطبراني في الكبير ٤٦/١٨ (٨٣)،وفي مسند الشاميين ٧٧/٢ (٩٣٨) .
وقال الهيثمي في المجمع ٢٤٣/٧ (١١٣٣٧) :رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح .
وذكره الشوكاني في فتح القدير ٧٢/٥، وفي نسخة ٦٣/٢،وعزاه إلى أبي يعلى وابن جرير والطبراني والحاكم .
قلت :ما وجدت في المطبوع لأبي يعلى ، لكن رواه ابن جرير في تفسيره ٢٨٠/١١، بدون اللفظ :ايتم فوالله ..... إلخ .

(1) أخرجه الطبراني في الكبير ٢ / ١٨٤(١٧٥٠)،واللفظ له، وفي الأوسط ٤٣/٤ (٣٥٧٠)،وابن عدي في الكامل ٧ / ٢٥٢٧ ، وفي نسخة ٩٣/٧،عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه .
قلت :ونحوه في حديث جبير بن مطعم كما تقدم آنفا.

یہ اسم ماحی بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے۔ نیز بجہت اسناد اور نیز یوں کہ معاذ اللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے تو جو پیارا ماحی کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں قدموں پر خلائق کو حشر دوں گا تم نے تو قرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے۔

یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا خدا کی شان تم مدعیاں علم وایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ موجبہ کلیہ کو اُس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کیلئے نہیں ہوسکتی۔ دفع بلا یا سماع ندا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ وغیرہ امور نزاعیہ کو عطائے رحمانی و وساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں "وَلٰكِنْ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا"۔

نبی ﷺ کا اپنی اُمت سے نارِ جہنم کو دفع فرمانا اور وہابیہ کا اس نعمت سے محروم رہ جانا

حدیث ﴿114=54﴾:

کہ فرماتے ہیں ﷺ میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید ہے:

وَاِنَّمَا سُمِّيْتُ اَحِيْدَ لِاَنِّيْ اَحِيْدُ عَنْ اُمَّتِيْ نَارَ جَهَنَّمَ۔ اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

فلوجه ربك الحمد وعليك الصلوة والسلام يا أحيد يا نبي الحمد.

ابنا عدي وعساكر عن ابن عباس رضي الله عنهما.(1)

(1) اخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق الكبير ۳/۳۲ و ذكره المتقي الهندي =

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک احید پیارا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلا تو ہے ہی نہیں کہہ دو کہ وہ تم سے نارِ جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر اُمید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمتِ الٰہی کا منکر ہوتا ہے اُس نعمت سے محروم رہتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ .(1) میں اپنے بندے سے اُس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں۔

= في كنز العمال ١/٣٥٦(١٠٢١) وعزاه إلى ابن عدي وابن عساكر .وفيه: إسحاق بن بشر ، أبو حليفة البخاري وهو متروك وكذاب .

قلت :نفس الأمر ثابت، لأنه يقول ﷺ وأنا آخذ بحجزكم عن النار .أخرجه مسلم في صحيحه وأحمد في مسنده من حديث جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه ، وغيرهما، وأحمد وغيره عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ، كما تقدم تخريجهما في تحت الحديث (٣٢،٣٣) وأيضا، كما قال النبي ﷺ: "ليس منكم رجل إلا أنا ممسك بحجزته أن يقع في النار " أخرجه الطبراني في الكبير عن سمرة بن جندب رضي الله تعالى عنه كما تقدم تخريجه تحت الرقم (٣٤) وأيضا قال ﷺ: "ألا و إني ممسك بحجزكم أن تهافتوا في النار كتهافت الفراش والذباب "أخرجه أحمد والطبراني وأبو يعلى والقضاعي وغيرهم كما تقدم تخريجه تحت الرقم (٣٥) .

(1)أخرجه البخاري في الصحيح (٧٤٠٥) ،وفي الأدب المفرد (٦١٢)، ومسلم في الصحيح (٢٦٧٥) والترمذي في الجامع (٢٣٨٨) ،و(٣٦٠٣)، وابن ماجه في السنن (٣٨٢٢) ،وأحمد في مسنده ٢/٢٥١ (٧٤٢٢)، و٢/٣١٥(٨١٩٣)، و٢/٣٩١ (٩٠٦٥)،و٢/٤١٣(٩٣٤٠)،و٤٣٥(٩٧٤٨)،و٤٨٢(١٠٢٥٨)،و٥١٢(١٠٦٩٥)، و٥١٦(١٠٧١٥)، و٥٢٤ (١٠٧٩٤)، و٥٣٤ (١٠٩١٢)، وابن منده في الرد على الجهمية ٥٠(٨٠)،وفي كتاب التوحيد (٣٩٣)، و(٥٠٧)،و(٩٣٢) ، ===

= = وأبو إسماعيل الهروي في الأربعين في دلائل التوحيد ٤٩ (٣٠)، والنسائي في السنن الكبرى ٣/٣٣٢ (٧٧٣٠)، وفي النعوت الأسماء والصفات ٤/٣٣٧ (٧٢)، والدارمي في نقض على المريسي الجهمي ٢/٨٣٦، وابن حبان في الصحيح ٢/٥٠٥ (٦٣٩)، و٣/٩٣ (٨١)، والبغوي في شرح السنة ٥/٢٣، ٢٥ (١٢٥١، ١٥٢) ، والقضاعي في مسند الشهاب (١٣٢٨)، والبيهقي في الشعب ٢/٧ (١٠١٣)، وفي الدعوات الكبير ١٣ (١٧) ، وفي الأسماء والصفات (٣٥١، ٣٥٥، ٣٥٦، ٧٣٢)، وفي الأربعون الصغرى (٣٠) ، وابن أبي الدنيا في حسن الظن بالله ٣ ، و٣٣ ، وابن همام في صحيفته (٢٢)، وابن بطة في الابانة (٣٠٣) ، والخطيب في الزهد (١) ، والسهمي في تاريخ جرجان (٧٧٠)، وأبو يعلى الفراء في ابطال التأويلات لأخبار الصفات (٣٣)، والطبراني في مسند الشاميين (٣٢٨٣)، وفي الدعاء (١٥)، و (١٧٥٥، ١٧٥٦، ١٧٥٨)، و أبو طاهر السلفي في كتاب الدعاء (٣٣، ٣٣)، وخليفة بن خياط في مسنده (٨٣)، وأبو جعفر البختري في جزء الرابع من حديثه (٢٥)، محمد بن الفضيل في الدعاء (٣٣) ، وغيرهم .

وبلفظ :قال الله تعالى :عبدي عند ظنه بي ....الخ .

عند ابن خزيمة في التوحيد ١/٢١ (٣)، وابن حبان في الصحيح ٣/٩٥ (٨٣) ، وأحمد في مسنده ٢/٤٨٠، وابراهيم بن طهمان في مشيخته (١٣١) وغيرهم .

كلهم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ، بطرق كثيرة .

وفي الباب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أحمد في مسنده ٣/٢١٠ (١٣٢١٥)، و٢٧٧ (١٣٩٩٩)، وأبو يعلى في مسنده ٦/١٣ (٣٢٣٢)، والطبراني في الدعاء ١/٢٧ (١٧) ، وغيرهم .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٢٢٣ (١٧٢٠٣):رواه أبو يعلى و رجاله = = =

= = رجال الصحيح .

وعن واثلة بن الأسقع رضي الله تعالى عنه .

اخرجه أحمد في مسنده ٣/٤٩١(١٦٠٥٩)، والدارمي في السنن ٢/٣٩٥(٢٧٣١)،

وابن المبارك في الزهد والرقائق (٨٩٣)، وابن حبان في الصحيح ٢/٤٠١، ٤٠٢

(٦٣٣ و٦٣٤ و٦٣٥)، و٢/٤٠٧(٦٤١)، والحاكم في المستدرك ٤/٢٦٨

(٧٦٠٣)، والطبراني في الكبير ٢٢/٨٧، ٨٨، ٨٩، وفي الأوسط ١/١٣٦ (٤٠١)،

و٨/٥٦(٧٩٥١) ،والبلاذري في أنساب الأشراف (٢٩٧٩)، وابن أبي الدنيا في

المحتضرين (١٥)، وفي حسن الظن بالله (٢) ،و محمد بن عبد الله البغدادي في في

فوائد ابن أخي ميمي الدقاق (٢٦٧) ،وغيرهم.

وقال الهيثمي في المجمع ٣/٥٧ (٣٨٨٧) :رواه أحمد والطبراني في الأوسط و رجال

أحمد ثقات.

و عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده .

أخرجه الطبراني في الكبير ١٩/٤٢٦(١٠٠٥)

وعن أبي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه .

أخرجه الطبراني في الدعاء ١/٥٢٣(١٨٧٠)

و عن معاوية بن حيدة رضي الله تعالى عنه

أخرجه الطبراني كما في مجمع الزوائد للهيثمي ١٠/٢٢٣(١٧٢٠٧)،وقال رواه

الطبراني و فيه يحنس بن إبراهيم ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات .

و عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه .

أخرجه تمام في فوائده (٣٨٨)

وعن الحسن مرسلا . أخرجه ابن فضيل الضبي في الدعاء (٣٦) .

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلا نہیں تو تم اُسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلا نہ ہوں ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الٰہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الٰہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں۔ انشاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں انشاء اللہ القہار اُنہیں نہ ہوگا ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں اُن کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی وہابی کہتے ہیں شفاعت محال مطلق ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں اُمید ہے کہ اُن کیلئے نہ ہوگی۔

ع۔ گز تو حرام ست حرامت بادا۔

حاضراں گفتند کائے صدر الوریٰ
راست گو گفتی دو ضد گورا چرا

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
تُرک د ھند و درمن آں میند کہ اوست

خود حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا. (1)

روز قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اُس پر یقین نہ لائے وہ شفاعت کے لائق نہیں۔

ابن منيع في معجمه عن زيد بن أرقم وبضعة عشر من الصحابة رضي الله تعالى عنهم.

(1)(اخرجه الديلمي في الفردوس ٣/٥٧(٤١٥٣)

وذكره السيوطي في جامع الصغير ٣/١٠٠٩(٤٨٩٦)، والمتقي الهندي في كنز العمال ٣٩٩/١٤ (٣٩٠٥٩) وكلاهما عزاه إلى ابن منيع لفظ له .وقالا عن زيد بن أرقم ===

علامہ مناوی 'تیسیر' میں لکھتے ہیں: " أطلق عليه التواتر "(1)

اس حدیث کو متواتر کہا گیا۔

بالجملہ وہ تمہارے لئے دافع البلانہ سہی مگر لا واللہ ہمارا ٹھکانا تو ان کی بارگاہ بیکس پناہ کے سوا نہیں۔

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈھ لیں

آپ ہی ہم پر رحمت کیجئے

بلکہ لا واللہ! اگر بفرض غلط بفرض باطل عالم میں اُن سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اُس کا احساس لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا رکھے کہ ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب ﷺ کا کر لیا اور اُسی کی وجہ کریم کو حمد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھایئے اُسی کا گایئے:

= وبضعة عشر من الصحابة رضي الله عنهم .

قلت :وفي الباب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه .رواه القضاعي في مسنده ۲۲۸/۱(۳۹۹) بلفظ من كذب بالشفاعة لم ينلها يوم القيمة .وذكره الذهبي في الميزان ۳/۳۰۷، والحافظ في اللسان ۳/۹۸.

وموقوفا:قال :من كذب بالشفاعة ، فليس له فيها نصيب .

أخرجه الهناد في الزهد ۱۳۳(۱۸۹)، واللالكائي في السنة (۱۹۹۳)، والآجري في الشريعة ۳۰۰.وقال الحافظ في الفتح ۱۱/۴۲۶، وفي نسخة ۳/۲۸۹ وأخرج سعيد بن منصور بسند صحيح عن أنس قال:من كذب بالشفاعة فلا نصيب له فيها.

وعن أيوب السختياني [وهو تابعي]قال من كذب الشفاعة فلا ينالها .

أخرجه اللالكائي في السنة (۱۹۹۳).

(1) التيسير بشرح الجامع الصغير ۲/۷۸

جو دل با دلبرے آرام گیرد
زوصل دیگرے کے کام گیرد

....

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منت غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

....

اے واہ وہ حبیب را کلید همه کار
باران درد دا بر رخ پاکش بار

....

دستے کہ بداماں کریمش زدہ ایم
زنہار بدست دیگر انش مسپار

....

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

صلی اللہ علیك وسلم وعلی الك و بارك وكرم، والحمد للہ رب العالمین .
خیران اہل شر کے منہ کیا لگیے مسلمان نظر فرمالیں کہ عیاذاً باللہ نارِ جہنم سے سخت تر کونسی بلا ہو گی مگر
اُس کا دافع دافع البلا نہیں ہے یہ کہ وہابیہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین.
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم .

حضور ﷺ نے خدا کے قادر کیے سے اللہ عزوجل کے قیدی کی سزا بدل دی

حدیث ﴿115=55﴾:

صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے ہے انہوں نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور کیلئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا فرمایا:

وَجَدْتُهٗ فِیْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهٗ إِلٰی ضَحْضَاحٍ ۔(1)	میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اُسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا

حدیث ﴿116=56﴾:

کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ سے عرض کی گئی "هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِب" ؟ [البزار] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا فرمایا:

أَخْرَجْتُهٗ مِنْ غَمْرَةِ جَهَنَّمَ إِلٰی ضَحْضَاحٍ مِنْهَا.[أبو يعلى].	میں اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں نکال لایا۔

---

(1) أخرجه البخاري في الصحيح ۱/۵۴۸،و۲/۹۱۷ ومسلم في الصحيح ۱/۱۱۵ (۲۰۹)، وأحمد في مسنده ۱/۲۰۶،و۲۱۰، وابن مندة في الإيمان ۲/۸۸۸ (۹۱۰)، والحميدي في مسنده ۱/۲۱۹ (۴۶۰)،وابو عوانة في مسنده ۱/۹۱(۲۷۸)، والحاكم في المستدرك ۴/۲۲۵(۸۷۳۵) ، والبيهقي في الشعب ۱/۲۵۹،وفي البعث والنشور (۲) ،وابو نعيم في المسند المستخرج ۱/۲۷۹،وابن عساكر في تاريخه ۲۶/۲۷۴ ۲۷/۳۱۵ ، و۲۹/۳۴۱، والزمخشري في الفائق ۲/۳۳۲، والخطابي في غريب الحديث ۳۹،وابن سيد الناس في عيون الأثر ۲۴۹(۳۵)، وابو بكر الشافعي في فوائد الشهير بالغيلانيات (۲۷۰) ،وغيرهم . كلهم من حديث العباس بن عبد المطلب .

البزار وأبو يعلى وابن عدي وتمام عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه . (1)

وہابی صاحبو! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرمارہے ہیں کہ اُسے میں نے غرقِ آتش سے کھینچ لیا اُسے میں نکال لایا اور تم حضور کو مسلمانوں کیلئے بھی دافع البلا نہیں ماننے یہ تمہارا ایمان ہے۔

---

(1)(أخرجه البزار في مسنده ۴/۳۷۳(۳۶۱)،وأبو يعلى ۴/۳۱(۲۰۴۷)،وابن عدي في الكامل/۳۳۰،وفي نسخة ۱/۳۴۹ ،وتمام الرازي في الفوائد ۲/۱۵۳(۱۴۰۴)، وفي الروض ۴/۳۳۱،وابن منده في كتاب الإيمان۲/۸۸۷، والطبراني في الأوسط ۸/۳۰ (۸۵۴)، وابن عساكر في تاريخه ۴۳/۲۲،۲۳، و ۴۱/۳۴۳ ، وغيرهم .

من حديث جابر رضي الله تعالى عنه .

وقال الهيثمي في المجمع ۱۰/۳۹۵ وفي نسخه ۱۰/۷۲۵ رواه البزار وفيه من لم أعرفه . وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۹/۳۲۱،في نسخة ۹/۴۹۳(۲۱۷۷) :رواه أبو يعلى وفيه مجالد وهذا مما مدح من حديث مجالد وبقية رجاله رجال الصحيح .

وقال في المجمع ۹/۳۲۳، وفي نسخة ۹/۳۵۹(۱۵۷۴۳):رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار ورجالهما رجال الصحيح غير مجالد بن سعيد وقد وثق وخاصة في أحاديث جابر .

وفي الباب عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه .أخرجه مسلم في الصحيح (۲۱۰) وفيه لعله تنفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من نار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه .والبخاري في الصحيح (۳۶۷۲) باب حديث الاسراء ،و(۶۱۹۶)، وأحمد في مسنده ۳/۸، و۵۰، ۵۵، وابن منده في الايمان ۲/۸۹۱، وابن حبان في الصحيح ۲/۱۸(۲۷۱)،وأبو عوانة في مسنده۱/۹۸ وغيرهم .

وفي الباب :عن أم سلمة رضي الله عنها عند الطبراني في الكبير (۹۴۳۸) ،وغيره .

مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف قدرتیں اختیار دیکھیں دنیا کیا بلا ہے۔ آخرت کے کارخانوں کی باگیں اُن کے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں ورنہ بغیر اللہ عزوجل کے ماذون و مختار کئے کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب میں اُسے رکھا ہو وہاں سے اسے نکال لے ہاں یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت وجاہت جس کی محبوبیت نے دو جہاں کے اختیارات اُسے دلا دیئے آخر حدیث سن چکے۔

"اَلْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ" (1) عزت دنیا اور تمام کاروبار کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔

توراۃ شریف کا ارشاد سن چکے

"یَدُہٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ وَیَدُ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَیْهِ بِالْخُشُوْعِ" (2). صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اُس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بلند ہے سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

اندھیری قبریں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روشن فرمادیں

حدیث ﴿117=57﴾:

صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(1) أخرجه الدارمي في السنن (٤٨) ،والخلال في السنة (٢٤٦)، والبيهقي في الدلائل ٥/٤٨٤، والبغوي في شرح السنة ٣/٢٠٣(٣٦٢٤) ، و في الأنوار في شمائل النبي المختار (٢٦)، وابن عبد البر في الاستذكار (١٣٠٢) .

قلت فيه :ليث بن أبي سليم ،قال الذهبي في الكاشف٥١٩ :فيه ضعف يسير من سوء حفظه ،كان ذا صلاة وصيام وعلم كثير ، وبعضهم احتج به .

(2) تقدم تخريجه تحت الآية (٤٢)

إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ.

بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بے شک میری نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبروں کو روشن کر دیتا ہوں۔

وابن حبان عن أبي هريرة رضي الله عنه .(1)

صلى الله تعالى وبارك ولم قدر نوره وجماله وجوده ونواله عليه وعلى اله آمين .

بچے اللہ و رسول [جل جلالہ و ﷺ] کے سپرد ہیں

حدیث (118=58):

ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کہ پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ جب اُن کی وفات ہوئی اور اُن کی عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیام نکاح دیا اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ میں تین باتیں ہیں

أَنَا اِمْرَأَةٌ كَبِيْرَةٌ

میری عمر زائد ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ

میں تم سے بڑا ہوں۔

---

(1) اخرجه مسلم في الصحيح ١/٣١٠ (٢٢٢) ، واحمد في مسنده ٢/٣٨٨ (٩٠٢٥)، وابو يعلى في مسنده ١١/٣١٣(٦٤٢٩)، وابن حبان في الصحيح ٧/٣٥٥ (٣٠٨٦)، والمقدسي في المختارة ٨/١٩٢، ١٩٣(٢٢٠)، والبيهقي في السنن الكبرى ٤/٤٧، في اثبات عذاب القبر ١٠٦(١٤٢)، والخطيب في الفصل للوصل المدرج في النقل ٢/٦٣٥، إلى ٦٣٩، وابن عبد البر في التمهيد ٦/٢٦٢.

عرض کی
إِنِّيْ اِمْرَأَةٌ غَيُوْرٌ — میں رشک ناک عورت ہوں۔
(یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے)
آپ ﷺ نے فرمایا:
أَدْعُو اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ فَيُذْهِبُ عَنْكِ غَيْرَتَكِ. — میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا۔
عرض کی یا رسول اللہ ﷺ!
إِنِّيْ اِمْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ — یا رسول اللہ اور میرے بچے ہیں۔
(یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے) فرمایا!
هُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ. — بچے اللہ اور رسول کے سپرد ہیں۔

احمد في المسند بحدثنا وكيع ثنا إسماعيل بن عبدالملك بن أبي الصفيراء قال حدثني عبد العزيز بن بنت أم سلمة عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها. والحديث في السنن النسائي وغيره (1).

---

(1) أحمد في مسنده ٦/٣٢٠ (٢٧٢٥٧) و٣٢١ (٢٧٢٥٨). اللفظ له.

من طريق أبو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث يخبر أن أم سلمة أخبرته.... وفيه بجاء نبي النبي ﷺ يخطبني فقلت ما مثلي تنكح، اما انا فلا ولد في، وأنا غيور ذات عيال، قال: انا اكبر منك، وأما الغيرة فيذهبها الله، وأما العيال فالى الله ورسوله .... الخ .

اخرجه عبد الرزاق في مصنفه ٦/٢٣٥ (١٠٦٣٤) وأحمد في مسنده ٦/٣٠٧ (٢٧٥٠٠) والشافعي في مسنده ٢٦٠، وفي الأم ٥/١٩٣، وخيثمة في حديثه ١٨٨ ==

= = ٨٩،وأبو عوانة في مسنده ٣/٨٨(٤٣٠٣)، والحارث في مسنده كما في بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث [للهيثمي]٢/٩١٥، ٩١٦ (١٠٠٣)،والنسائي في السنن الكبرى ٣/٢٨٦ (٥٣٩٢)،وابن حبان في الصحيح ٩/٣٧٢ (٣٠٦٥)،وأبو يعلى في مسنده ١٢/ ٣٣٨ (٧٠٠٦)، والطبراني في الكبير ٢٣ / ٢٠٥ و٢٢٥،والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٣٠١ (١٣٥٣٧)،وفي دلائل النبوة ٢٤٣، ٣٤٣، وفي معرفة السنن والآثار (٣٨٥٠)،وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٥/١٥٨،وابن سعد في الطبقات ٨/٩٣، وابن عساكر في تاريخه ٣٤/٢٤٩،والمزي في تهذيب الكمال في ترجمة عبد الحميد بن عبدالله .

وقال الحافظ في الإصابة ٨/٢٢٣واخرج النسائي بسند صحيح .

ورواه الطبراني في الكبير ٢٣/٢٤٧(٤٩٩)،و٢٣/٣٠٦(٩٧٤) بلفظ :

قالت أم سلمة لما خطبني النبي ﷺ قلت له في خلال ثلاث أنا كبير السن وأنا امرأة مطفل وأنا امرأة شديد الغيرة فقال النبي ﷺ أما الأطفال فهم إلى الله وإلى رسوله ... الحديث .

وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ٥/٢٢٤،وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٥/١٥٩، (٧٤٥٨) ،وابن سعد في الطبقات ٨/٩١.و عنده مرسل من أبي بكر بن عبد الرحمن ان الحارث ، اسناده حسن .

وفي الباب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه .

أخرجه المقدسي في المختارة ٧/٢٠٨،٢٠٩(٢٦٤٨)،وأبو يعلى في مسنده ٩/٧٤ (٤١٢٩) ، والبخاري في تاريخ الكبير ٧/٦٢،في ترجمة عجلان بن عبد الله .

سخت تر دشمن کے مقابلے میں اللہ ورسول [جل جلالہ و ﷺ] تمہیں کفایت کریں گے

حدیث ﴿119=59﴾:

کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا:

أَبْشِرُوْا فَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ فَاللّٰهُ كَافِيْكُمْ وَرَسُوْلُهٗ. (1)

خوش ہو اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کے رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

الطبراني في الكبير عن اسماء بنت يزيد رضي الله تعالى عنها .

یہاں سخت ترین اعدا کے مقابلے میں اللہ ورسول ﷺ کو کفایت فرمانے والا بتایا کہ خوش ہو، بے خوف رہو اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں عظیم مشکل کشائیوں میں اللہ عزوجل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب ﷺ کا نام پاک ملنا وہابیہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک چھڑکے گا۔ والله الحمد۔

گھر والوں کیلئے اللہ ورسول کو باقی رکھنا

حدیث ﴿120=60﴾:

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا اتفاق سے ان دنوں میں خوب مال دار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر

(1) أخرجه الطبراني في الكبير ۲۴/۱۶۹(۴۳۰)و إسحاق بن راهويه في مسنده ۵/۱۶۹ (۳۲۹)، وحنبل بن اسحاق في الفتن ۴۵(۳۰) .

وقال الهيثمي في المجمع ۷/۳۴۵(۱۲۵۳۵) رواه الطبراني وفيه:شهر بن حوشب ....و بقية رجاله ثقات .

میں کبھی ابوبکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہے میں اپنا آدھا مال حاضر لایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ ؟ — تم نے اپنے گھر والوں کیلئے کیا باقی رکھا۔

میں نے عرض کی:

اَبْقَيْتُ لَهُمْ — اُن کیلئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔

[آپ ﷺ نے] فرمایا:

مَا اَبْقَيْتَ لَهُمْ ؟ — آخر کتنا چھوڑ آئے ہو۔

میں نے عرض کی: "مِثْلَهٗ" اتنا ہی۔

اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے سید عالم ﷺ نے فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ [لِاَهْلِكَ]؟ — اے ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا باقی رکھا۔

عرض کی:

اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — میں نے گھر والوں کے لئے اللہ و رسول کو باقی رکھا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں نے کہا میں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

الدارمي، وأبو داؤد، والترمذي، وقال: حسن صحيح. والشاشي، وابن أبي عاصم، وابن شاهين في السنة، والحاكم في المستدرك، وأبو نعيم في الحلية والبيهقي في السنن، والضياء في المختارة ، كلهم عن أمير المؤمنين رضي الله تعالى عنه (1).

---

(1)(أخرجه الدارمي في السنن/۱/۳۸۰(۱۶۹۰)،وعبد بن حميد في مسنده۳۳۵ = = =

= = (١٣)، وأبو داود في السنن ، في كتاب الزكاة،(١٦٧٨) ، والترمذي في الجامع في المناقب ، ٢٠٨/٢(٣٦٧٥)، وابن أبي عاصم في السنة ٥٧٩/٢ (١٢٤٠)، وابن شاهين في السنة ١٥٧، ١٥٨(١٢)، والدارمي في السنن ٤٨٠/١ (١٦٦٠)، والحاكم في المستدرك٥٧٤/١ (١٥١٠)، وأبو نعيم في الحلية ٣٢/١، ٣٣، وفي الأربعون على مذهب المحققين من الصوفية (٣) وفي فضائل الخلفاء الراشدين ٤٣(٣٧) ، والبيهقي في السنن الكبرى ١٨٠/٤ (٧٥٤٣)، والضياء في المختارة١٧٣/١(٧٩) ، و١٧٤(٨١) ، والبزار في مسنده ٢٦٣/١(١٥٩)، و٣٩٤/١ (٢٧٠)، واللالكائي في السنة ٢٨٠/٧ (٢٤٢٩) ، والطوسي في مختصر الأحكام مستخرج الطوسي ١٥٧ (١٢)، وابن عساكر في تاريخه ٣٠/٤٣، وأبو زرعة طاهر بن محمد المقدسي في صفوة التصوف ٣٦٠ ،مخطوط ، وابن بلبان في تحفة الصديق (٢٢) .

كلهم من طريق هشام بن سعد عن زيد بن أسلم عن أبيه قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه.

وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح .

وقال الحاكم في المستدرك هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه .

وذكره المتقي في كنز العمال ٣٩١/١٢(٣٥٦١١)، لفظ له، وعزاه إلى الدارمي ،وأبي داود والترمذي والشاشي وابن شاهين في السنة والحاكم وأبي نعيم والبيهقي والضياء.

وروي من طريق نافع عن ابن عمر عن عمر رضي الله تعالى عنهما.

أخرجه البزار في مسنده ٢٦٣/١(١٥٩) ، والدينوري في المجالسة و جواهر العلم (٢٣٢٧)، وأحمد بن حنبل في فضائل الصحابة (٣٢٩).

وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ..

ذكره الذهبي في تاريخ الاسلام ، في غزوة تبوك .

اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی

حدیث (121=61):

کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا:

أَحَبُّ أَهْلِيْ إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ .(1)
الترمذي عنه رضي الله عنه.

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری "مرقاۃ" میں فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا وَقَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمَ عَلَيْهِ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّ الْمُرَادَ الْمَنْصُوْصُ عَلَيْهِ فِي الْكِتٰبِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ أَنْعَمَ اللّٰهُ

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اُس سے جسے اللہ تعالیٰ نے

---

(1) أخرجه الترمذي في الجامع ۲/۴۴۴(۳۸۴۹)، وابن عساكر في تاريخه ۸/۵۲،۵۳. و الحاكم في المستدرك ۲/۴۵۲ (۳۵۶۳)، والبزار في مسنده ۷/۷۱ (۲۶۳۰)،وأبو القاسم البغوي في مسند أسامة ۶۰(۲) وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني/۳۲۵ (۴۳۵) والمقدسي في المختارة (۱۳۸۰)،وابن أبي خيثمة في تاريخ (۴۲۳)، وغيرهم .
وفي رواية :قال :فأسامة بن زيد الذي أنعم الله وأنعمت عليه. وقال الترمذي :هذا حديث حسن . وقال الحاكم :هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه .
كلهم من طريق عمر بن أبي سلمة عن أبيه قال حدثني أسامة بن زيد ......الخ.

عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ وَهُوَ زَيْدٌ لَا خِلَافَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَا شَكَّ. الخ(1) — نعمت دی اور اے نبی ﷺ تو نے اُسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس میں کسی کا خلاف نہ اصلا شک اور آیت اگر چہ زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اُتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کا مصداق اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے۔ افادہ فی المرقاۃ.

اقول: نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین وآخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی۔ جس کا ذکر آیات کریمہ میں سن چکے کہ ﴿یُزَکِّیْهِمْ﴾ یہ نبی انہیں پاک اور ستھرا کر دیتا ہے بلکہ لا واللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو فرماتا ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (2) — ہم نے بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

جب وہ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہاں پر اُن کی نعمت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل کفر واہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان۔

راست خواهی هزار چشم چناں — کور بهتر که آفتاب سیاه

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رزق دیا

حدیث (122=62):

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

---

(1) مرقاة المفاتيح ۱/۳۲۱

(2) [الأنبياء: ۱۰۷]

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا (الحدیث)(1) جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

ابو داود والحاکم بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ.

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا ہم نے غنی کر دیا، احادیث عطیہ حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما میں تھا کہ فرمایا حسن کو مہابت ہم نے، دی حلم ہم نے دیا۔

حسین کو شجاعت ہم نے دی، کرم ہم نے دیا، محبت کا مرتبہ، رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔

حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ میں تھا اسے نعمت ہم نے بخشی۔

یہاں ارشاد ہوتا ہے رزق ہم نے دیا۔

صلی اللّٰہ تعالٰی علیک وعلٰی اٰلک قدر جودک ونوالک وبارک وسلم

حضور ﷺ نے غافل دل زندہ' اندھی آنکھیں روشن' بہرے کان شنوا، ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دیں

حدیث ﴿63=123﴾:

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ اِلَیْکُمْ لَیْسَ بِوَھْنٍ وَّلَا کَسَلٍ لِیَخْتِنَ قُلُوْبًا غُلْفًا وَیَفْتَحَ بے شک تشریف لایا تمہارے پاس وہ رسول ﷺ تمہاری طرف بھیجا ہوا جو ضعف و کاہلی

(1) اخرجہ ابو داؤد فی السنن ۲/۵۲(۲۹۴۳)، والحاکم فی المستدرک ۱/۴۰۶، وفی نسخۃ ۱/۵۶۳ وابن خزیمۃ فی الصحیح ۴/۷۰(۲۳۶۹) والبیھقی فی السنن ۶/۳۵۵(۱۲۷۹۹) والطبری فی تھذیب الآثار (۱۵۲۲۰) والبزار فی مسندہ ۱۰/۲۶۳ وقال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ.

أَعْيُنًا عُمْيًا وَيُسْمِعَ آذَانًا صُمًّا وَيُقِيمَ أَلْسِنَةً عِوَجًا حَتَّى يُقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ.(1)	سے پاک ہے تا کہ وہ رسول ﷺ زندہ فرما دے غلاف چڑھے دل اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں اور وہ رسول ﷺ شنوا کر دے بہرے کانوں کو اور وہ رسول ﷺ سیدھی کر دے ٹیڑھی زبانوں کو یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں

الدارمي في سننه عن جبير بن نفير .

أقول:

بسند صحيح إذ قال أخبرنا حيوة بن شريح ثقة شيخ البخاري في صحيحه(2)

---

(1) أخرجه الدارمي في السنن ١/١٨(٩)، وابن أبي حاتم في تفسيره ١٠٩٧٤).

وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري ٨/٥٨٦ ، باب ﴿ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا﴾ مرسل جبير بن نفير بإسناد صحيح عند الدارمي ...الحديث .

أقول وفي الباب عن كثير بن مرة ، عند ابن سعد في طبقاته ١/٣٦٢، وذكره السيوطي في تفسيره " الدر المنثور " ٣/٥٧٨.

(2) أخرج البخاري في صحيحه عنه (٩٠٢) ، باب يحرس بعضهم بعضا في صلاة الخوف . و(٥١٧٠) باب:ما جاء في الصيد، و(٥١٧٧) باب آنية المجوس والميتة وغير مواضع .

وأخرج أبوداود في السنن عنه (٣٦) باب ما ينهى عنه أن يستنجى به، وغير مواضع ، والترمذي في الجامع عنه(١٥٦٠)باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين، وغير مواضع .

وأبو داود والترمذي، بل وأحمد وابن معين وهما من اقرانه. ثنا بقية بن الوليد ثقة من الاعلام من رجال مسلم (1)، [illegible] يخشى من تدليسه بقوله: ثنا بحير بن سعد (2) ثقة ثبت، عن خالد بن معدان ثقة عابد من رجال الستة عن جبير بن نفير الحضرمي رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما ثقة جليل مخضرم من الثانية (3) وقد روى الباوردي وابن السكن وابن شاهين مطولا من طريق عبدالرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه قال أدركت الجاهلية وأ تانا رسول رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم باليمن فأسلمنا. (4) فمرسله كمراسيل سعيد بن المسيب أو فوق علا ، ان المرسل حجة عندنا وعندالجمهور (5). والحديث مسلسل بالحمصيين حيوة الى جبير كلهم أهل حمص .

---

(1)(أخرج مسلم في صحيحه عنه (١٣٢٩) باب الأمر باجابة الداعي إلى دعوة .

(2)(أخرج أبو داود في السنن عنه، عن خالد بن معدان (١٣٢٣) باب: رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل وغير مواضع ، والترمذي في الجامع (٤٧٥) باب: ما جاء في صلاة الضحى، وغير مواضع ،عنه ،عن خالد بن معدان . والنسائي في السنن (٨١٧) باب: فضل الصف الأول على الثاني ، وغير مواضع ،عنه ، عن خالد بن معدان. وابن ماجه في السنن (٢٠١٤) باب في المرأة تؤذي زوجها ، وغير مواضع ،عنه ، عن خالد بن معدان . أخرج البخاري في الصحيح (١٩٦٦) باب : كسب الرجل و عمله بيده ، عن خالد بن معدان وغير مواضع .ومسلم في الصحيح (٢٠٧٧).

(3) كما قاله الحافظ في التقريب ١٣٨.

(4) كما قاله الحافظ ابن حجر في الاصابة ١/٥٣٦(١٢٧٦) في ترجمته .

(5) انظر في الكتب مصطلح الحديث كارشاد الفحول وتدريب الراوي وتوجيه النظر و توضيح الأفكار وغيرهم .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گمراہی سے پناہ دی ہلاکت سے نجات بخشی

حدیث(124=64):

کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے کسی کو پاس نہ آنے دیتے مالکوں نے ایک باغ میں بند کر دیئے تھے، باغ اجاڑتے تھے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، دروازہ کھلوانے کا حکم دیا۔

مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں فرمایا خوف نہ کر کھول دے کھول دیا، ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ حضور نے مہار ڈال کر حوالہ کیا دوسرا انتہائے باغ پر تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اُس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا حضور نے اُسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اتَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ فَمَا لِلّٰهِ عِنْدَنَا بِكَ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا، اَجَرْتَنَا مِنَ الضَّلَالَةِ وَاسْتَنْقَذْتَنَا مِنَ الْهَلَكَةِ، اَفَلَا تَأْذَنُ لَنَا بِالسُّجُوْدِ لَكَ. (1)

یا رسول اللہ چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کیلئے حضور کے ذریعے سے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہت بہتر ہے۔ حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی حضور نے

ابن قانع وأبو نعيم عن غيلان بن سلمة الثقفي رضي الله تعالى عنه وله طريق، ز قد دخل بعضها في بعض.

---

(1) اخرجه أبو نعيم في الدلائل ۲/۳۸۳ (۲۸۵) وابن عساكر في تاريخه ۴۸/۳۲۳، ۳۲۴ و ذكره المتقي الهندي في كنز العمال ۱۲/۳۷۳ (۳۵۳۹۰) وعزاه إلى ابن عساكر.
لكن فيه فلما حرك الباب بالمفتاح أقبلا لهما جلبة كخفيف الريح فلما افرج = = =

ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں
اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔

وہابیہ کہ گمراہی پسند وہلاکت دوست ہیں۔ان سخت ترین بلیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان سے پناہ دینے نجات بخشنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلا جانیں۔

حضور نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا

حدیث (125=65):

جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے، حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

= = الباب ونظروا إلى النبي ﷺ بركا ثم سجدا فأخذ النبي ﷺ رؤسهما ثم دفعهما إلى صاحبهما فقال: استعملهما وأحسن علفهما فقال القوم يا نبي الله السجد لك البهائم فما لله عندنا بك أحسن من هذا أجرتنا من الضلالة واستنقذتنا من الهلكة أفلا تأذن لنا بالسجود لك؟..... الحديث. حسن في المتابعات. وله شواهد
منهم: عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أخرجه أحمد في مسنده ٣/١٥٨، ١٥٩ (١٢٦٣١) والبزار في مسنده (١٩٨٧) والمقدسي في المختارة ٥/٢٦٥، ٢٦٦، وأبو نعيم في الدلائل و٣٧٩ (٢٧٦) كلهم من طريق خلف بن خليفة عن حفص عن عمه أنس بن مالك، رجال أحمد ثقات واسناده حسن، وأخرجه المقدسي في المختارة ٦/١٣٠، ١٣١(٢١٢٩، ٢١٣٠) وأبو نعيم في الدلائل ٣٨٥(٢٨٧). كلاهما من طريق عباد بن يوسف ثنا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أنس بن مالك. رجال أبي نعيم ثقات غير عباد بن يوسف وهو مقبول وأبو جعفر الرازي وهو عيسى بن ماهان بصدوق. = =

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ، أن رسول الله ﷺ دخل حائطا من حوائط الأنصار فاذا فيه جملان يضربان و يرعدان فاقترب رسول الله ﷺ منهما ، فوضعا جرانهما بالأرض ، فقال من معه :سجد له ، فقال رسول الله ﷺ :ما ينبغي لأحد أن يسجد لأحد ولو كان أحد ينبغي أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها لما عظم الله عليها من حقه . أخرجه ابن حبان في الصحيح ٩/٤٧٠(٤١٦٢)،وابن أبي الدنيا في العيال (٥٢٧)، والبزار في مسند كما في كشف الاستار ٣/١٥٠ (٢٤٥٤) .

قال الأرنؤوط :حديث صحيح ، اسناده حسن رجاله ثقات رجال الصحيح غير محمد بن عمرو ،وهو ابن علقمة بن وقاص الليثي ، فقد روى له أصحاب السنن ، و روى له البخاري مقرونا ، ومسلم متابعة ، وهو حسن الحديث .

وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أخرجه ابن بشران في أماليه ١/١١(٢٥٥) بلفظ :
أن رسول الله ﷺ دخل حائطا فاذا فحلان ، فلما رأى أحدهما النبي ﷺ وهو عند الباب سجد فقال رسول الله ﷺ ابغني شيئا أسد به رأسه قال :فأتاه بشيء فخطمه فدفعه اليه ، ثم ذهب الى أقصى الحائط ، فلما رآه الفحل الآخر سجد له فقال :ائتني بشيء أشد به رأسه ، فأتاه بشيء فشد به رأسه و دفعه اليه ، قال :اذهب بهما لا يعصيانك . فقال له أصحابه :هذان فحلان لا يعقلان سجدا لك ، أفلا نسجد لك؟ فقال :لا لا آمر أحدا أن يسجد لأحد . والطبراني في الكبير ١١/٣٥٦ ، رجاله ثقات و موثقين عدا أبو يزيد المدني وهو مقبول ، فالاسناد حسن .

وعن أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها .أخرجه أحمد في مسنده ٦/٧٦ (٢٤٩٧٥)، بلفظ :أن رسول الله ﷺ كان في نفر من المهاجرين والأنصار ، فجاء بعير فسجد له ، فقال أصحابه :يا رسول الله ﷺ تسجد لك البهائم والشجر ، فنحن أحق أن نسجد لك فقال اعبدوا ربكم و أكرموا أخاكم ولو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد = = =

= = لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها ولو أمرها أن تنقل من جبل أصفر إلى جبل أسود، ومن جبل أسود إلى جبل أبيض كان ينبغي لها أن تفعله .

وأخرجه الطوسي في مختصر الأحكام المستخرج على جامع الترمذي (٩٤٣) .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣١٠/٤ رواه أحمد ،وفيه:علي بن زيد وحديثه حسن وقد ضعف . وفي علامات النبوة غير حديث من هذا النحو.

وقال البوصيري في اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة ٥٣٣/٤: هذا اسناد رجاله محتج بهم في الصحيح الا علي بن زيد بن جدعان وهو مختلف فيه، روي ابن ماجه في سننه منه ...الخ .

وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنه ، أخرجه البزار [كمافي كشف الاستار] ١٥٠/١. ١٥١ (٢٤٥٢، ٢٤٥٣)وأبو نعيم في الدلائل ٣٨٠، ٣٨١ (٢٧٩، ٢٨٠، ٢٨١)، و ابن عدي في الكامل ٥٥/٥ .

وعن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله تعالى عنه ، أخرجه البيهقي في الدلائل ٢٩/٦،وأبو نعيم في الدلائل ٣٨٤، ٣٨٥ (٢٨٢).فيه :فائد بن عبد الرحمن وهو متروك الحديث .

و عن عصمة بن مالك الأنصاري رضي الله عنه ،أخرجه الطبراني في الكبير ١٨٣/٣، وفيه :الفضل بن المختار و هو متروك .

وعن يعلى بن مرة رضي الله تعالى عنه ، أخرجه أبو نعيم في الدلائل ٣٨٣ (٢٨٣).و فيه : عمرو بن عبد الله بن يعلى بن مرة و هو متروك .

وعن عبد الله بن بريدة رضي الله تعالى عنه ،أخرجه السمر قندي في تنبيه الغافلين ٢٩٣. ضعيف .

وعن ثعلبة بن أبي مالك مرسلا ، أخرجه أبو نعيم في الدلائل ٣٨٢(٢٨٣). رجاله ثقات غير أبو بكر بن علاد ، وهو صدوق ، اسناده حسن .

إِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَقُومُوا فَقُولُوا إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا.(1)	جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔ مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں

النسائي عن عمر و بن شعيب عن ابيه عن جده ، عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما.

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں

وھابیه پر نفیس پکڑ: وہابی صاحبو! ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کے معنی کہیے استعانت تو خدا ہی کے ساتھ خاص تھی یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا اور زمان حیات و دنیاوی اور اُس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے۔ قطع نظر اس بات سے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔

شرک: جو بات خدا کیلئے خاص ہو چکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چلی اُس میں حیات وموت قرب و بعد ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی۔ بحال حیات شریک ہو سکتے ہیں؟ یہ جنون وہابیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا مشرک بنا دیا ہے۔

وھابیه کے مکر: ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت وحیات کا فرق کریں گے

---

(1) أخرجه النسائي في السنن ،في ا لهبة ، ۲/۱۳۶(۳۶۸۸)وفي السنن الكبرى ۴/۱۳۰ (۶۵۱۵).

کبھی قرب و بعد کا کبھی کسی اور وجہ کا جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق خدا کا شریک جانتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کیلئے اُس کا اثبات شرک تھا ان کیلئے ثابت مانتے ہیں اب کھلا کہ ان کے امام نے "تقویۃ الایمان" میں ان وہابی ہی صاحبوں کی نسبت کہا تھا کہ:

"اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں"۔(1)

یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ ان کی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم شمس و قمر تمام ملکوت السموٰت والارض پر جاری ہے آفتاب کو حکم دیا کہ ٹھہر جا فوراً ٹھہر گیا اسی طرح چاند

حدیث ﴿126=66﴾:

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے راوی:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ.(۲)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ فوراً ٹھہر گیا

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور کے لئے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کہ خدمت گزاری

---

(1) تقوية الإيمان ۴۲.

(2) أخرجه الطبراني في الأوسط ۴/۴۰۲ وفي نسخة ۴/۲۲۴(۴۰۳۹) من علي بن سعيد. وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۸/۲۹۷، وفي نسخة ۸/۵۲۴ (۱۴۰۹۵): رواه الطبراني في الأوسط و إسناد حسن.

وقال الحافظ في الفتح ۶/۲۲۱باب قول النبي ﷺ احلت لكم الغنائم ،وفي ===

محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر (1) نے اس حدیث کی تصحیح کی، والحمد للہ۔

= فيض القدير للمناوي ٥/٤٤٠ عن الحافظ:...وقع في الأوسط للطبراني من حديث جابر .....وإسناده حسن .

(1)أخرجه الطبراني في الكبير ٢٤/١٤٤(٣٨٢) عن أسماء بنت عميس أن رسول الله ﷺ صلى الظهر بالصهباء ثم أرسل عليا في حاجة فرجع وقد صلى النبي ﷺ العصر فوضع النبي ﷺ رأسه في حجر علي فنام فلم يحركه حتى غابت الشمس فقال النبي ﷺ اللهم إن عبدك عليا احتبس بنفسه على نبيه فرد عليه الشمس قالت فطلعت عليه الشمس حتى رفعت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء . وأيضا ٢٤/١٥٢(٣٩١) بسند ولفظ سواء .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٨/٢٩٧، باب حبس الشمس له ﷺ :رواه كله الطبراني بأسانيد، ورجال أحدها رجال الصحيح عن إبراهيم بن حسن، وهو ثقة، وثقه ابن حبان، وفاطمة بنت علي بن أبي طالب لم أعرفها .

قلت:فاطمة بنت علي بن أبي طالب القرشية الهاشمية وهي فاطمة الصغرى، ذكر المزي ترجمتها في تهذيب الكمال ٣٥/٢٦١ وقال:وذكرها ابن حبان في كتاب الثقات . وقال الحافظ ابن حجر في تقريب التهذيب٧٥١(٨٦٥٣) ثقة من الرابعة .وذكره العجلي في الثقات ٢/٤٥٧(٢٣٣٦)، ولها ترجمة في تاريخ مدينة دمشق الكبير ٧٠/٣٥ .

وأمها أم جعفر بنت محمد بن جعفر بن أبي طالب الهاشمية ويقال أم عون ، وقال الحافظ في تقريب التهذيب ٧٥٧:مقبولة من الثالثة . وقال العراقي في طرح التثريب (٤٩٩) روى الطبراني في معجمه الكبير بإسناد حسن . وقال السيوطي في اللآلئ المصنوعة =

اسے خلافت رب العزۃ کہتے ہیں کہ "ملکوت السموت والارض" میں اُن کا حکم جاری ہے تمام
مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں سارا جو کچھ خدا کا ہے سب ا
کا ہے وہ محبوب اجل واکرم دخلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان
غلامی بجالاتا جدھر اشارہ فرماتے اُسی طرف جھک جاتا حدیث میں ہے۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض
کی مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا:

رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيْرُ إِلَيْهِ بِأُصْبُعِكَ فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ.

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اُسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّيْ كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِيْ وَيُلْهِيْنِيْ عَنِ الْبُكَاءِ وَأَسْمَعُ وَجْبَتَهُ حِيْنَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ.[وفي رواية :تحت الكرسي].

ہاں میں اُس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا میں اُس کے گرنے کا دھما کہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

= ۳۰۸/۱، ۳۰۹: قلت :.....الحديث صرح جماعة من الائمة و الحفاظ بأنه صحيح
قال القاضي عياض في الشفاء أخرج الطحاوي في مشكل الحديث عن أسماء بنت عميس من طريقين :أن النبي ﷺ كان يوحي اليه و رأسه في حجر علي فذكر هذا الحديث . قال الطحاوي و هذان ثابتان ورواتهما ثقات و حكى الطحاوي أن أحمد بن صالح كان يقول لا ينبغي لمن سبيله العلم التخلف عن حفظ حديث أسماء لأنه من علامات النبوة ....

البيهقي في الدلائل والإمام شيخ الإسلام أبو عثمان إسماعيل بن عبدالرحمن الصابوني في المأتين والخطيب وابن عساكر رضي الله تعالى عنه .(1)

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں:

"في المعجزات حسن"(2) یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ اللہ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب و ماہتاب درکنار واللہ العظیم مدبرات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (3) میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔

رواه مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه.

---

(1)أخرجه البيهقي في الدلائل ٢/٤١، وأبو نعيم في الدلائل ٢٢٩(٣٢٨)، وابن عساكر في تاريخه ٢/٣٥٨، ٣٥٩، وذكره السيوطي في الخصائص الكبرى ١/٥٣، والمتقي في كنز العمال (٣١٨٢٨) وعزاه إلى البيهقي في الدلائل والصابوني في المائتين والخطيب، وابن عساكر .

وقال البيهقي تفرد به [أحمد بن إبراهيم الحلبي]هذا الحلبي بإسناده ، وهو مجهول .

قال الحافظ في الإصابة٢/٢٩٧ أورده الخطيب في المؤتلف...وسند هذا الحديث واه.

(2)(قاله الصالحي الشامي في سبل الهدى والرشاد١/٣٢٨: بلفظ :قال الإمام أبو عثمان الصابوني رحمه الله تعالى في المائتين هذا حديث غريب الإسناد والمتن في المعجزات حسن.

(3) أخرجه مسلم في الصحيح ١/١٩٩(٥٢٣)، والترمذي في الجامع (١٥٥٣)، و أحمد في مسنده ٢/٤١١، وأبو عوانة في مسنده ١/٣٩٥، وابن حبان في ===

= = الصحيح ٦/٨٦(٣٣٣٣)،و ٣/٣١(٣٧٠١)،و٣٣٣،وأبو يعلى في مسنده ١/٣٢٢ (٦٣٩١)،وإسماعيل بن جعفر في حديثه ٨٢ (٢٢٩) ،والسراج في مسنده ١٧٥ (٣٩٣)،والطحاوي في مشكل الآثار ٢/٥٥ (٢٢٥) ،والآجري في الشريعة ٣٠٠.٣٠١ واللالكائي في السنة (١٣٣٠.١٣٣١)،والبغوي في شرح السنة ٣/١٩٧ .١٩٨ ، والبيهقي في السنن الكبرى ٢/٣٣٣(٢٠٧٣) ، و٩/٥ (١٧٣٩٩) ،و في معرفة السنن والآثار (٣٣٣)، و في الدلائل ٥/٤٧٢، وأبو نعيم في الدلائل ١/٧٧ وغيرهم .

كلهم من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

وابن سعد في طبقات الكبرى ١/٩٢ ،

وفي الباب :عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه بلفظ :أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي :بعثت الى الأحمر والأسود ،وكان النبي ﷺ انما يبعث الى قومه خاصة ، و بعثت الى الناس عامة،وفي رواية الى الناس كافة ....الحديث .

أخرجه أحمد في مسنده ٣/٣٠٤(١٣٣٤٣) ملفظ له ، والبخاري في الصحيح ١/٣٨،و٧٣، وابن أبي شيبة في المصنف (٣٠٩١٠) ،وأبو عوانة في مسنده١/٣٩٦ ، والبغوي في شرح السنة ٣/١٩١(٣٦١١)،والنسائي في السنن ٧٠ (٤٣٣)، والسراج في مسنده ١٧٨ (٥٠٣) ،وعبد بن حميد في مسنده (١١٥٢)، والدارمي في السنن١/٣٢٢، ٣٢٣، وابن حبان في الصحيح ٣/٣٠٨(٦٣٩٨)، واللالكائي في السنة (١٣٣٨.١٣٣٩)،والطبراني في الأوسط ٥/٣٩١(٣٥٨٣) ،والبيهقي في السنن الكبرى ١/٢١٣،و ٢/٣٢٩، و ٣٣٣،وفي الدلائل ٥/٤٧٢.٤٧٣، و أبو نعيم في حليته عن أبي علي الصواف (١٠)،وغيرهم .

وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه ، أخرجه احمد في مسنده ٢/٢٢٢ (٧٠٦٨)،واللكائي في السنة (١٣٥١)،والشجري في أمالي الخميسية (٧٠٢) = =

قرآن[میں اللہ تعالیٰ] فرماتا ہے:

﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (1) برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈر سنانے والا ہو

اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملائکہ موکلین شمس کو حکم دیا کہ ڈوبا ہوا آفتاب واپس لاؤ واپس لے آئے۔ سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی ﴿حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ (2) یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔

ارشاد فرمایا ﴿رُدُّوْهَا عَلَيَّ﴾ پلٹالاؤ، میری طرف۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب اُن ملائکہ سے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ۔ وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔

معالم التنزیل شریف میں ہے:

حُكِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

= ، وغيرهم . حديث صحيح .

وعن أبي ذر الغفاري و أبو موسى الأشعري و عبد الله بن العباس و أنس بن مالك ، وأبو سعيد الخدري و أبو أمامة الباهلي و عوف بن مالك الأشجعي و علي بن أبي طالب ، وغيرهم من الصحابة رضي الله تعالى عنهم .

(1) [الفرقان ۱]

(2) [ص ۳۲]

انه قال: معنى قوله ردوها علي يقول سليمان عليه الصلوة والسلام بامر الله عزوجل للملئكة الموكلين بالشمس ردوها علي يعني الشمس فردوها عليه حتى صلى العصر في وقتها.(1)	مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿رُدُّوْهَا عَلَیَّ﴾ کا معنی بیان کیا کہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج پر مامور فرشتوں کو کہا کہ مجھ پر سورج کو لوٹا دو تو انہوں نے سورج لوٹا دیا یہاں تک کہ انہوں نے نماز عصر اس کے وقت میں پڑھی۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نائبان بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ سے ایک جمیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی پر کہ "مواهب اللدنية بالمنح المحمدية"(2) میں فرماتے ہیں:

"فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَزَانَةُ السِّرِّ، وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ، فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ، وَلَا يُنْقَلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.	یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے ﷺ۔

اَلَا بِـاَبِـيْ مَـنْ كَـانَ مَـلِـكًـا وَسَيِّـدًا
وَآدَمُ بَيْـنَ الْـمَـاءِ وَالـطِّـيْـنِ وَاقِفٌ
اِذَا رَامَ اَمْـرًا لَا يَـكُـوْنُ خِلَافُـهٗ

---

(1) (معالم التنزيل للبغوي ۳/۹۱)

(2) (المواهب اللدنية ۱/۵۶)

وَلَيْسَ لِمَلِكٍ الْأَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَرْفٌ

نثار ہو میرے باپ قربان اُن پر جو بادشاہ و سردار ہیں۔ اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے، وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اُس کا خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی اُن کا حکم پھیرنے والا نہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اقول: اور ہاں کیونکر کوئی اُن کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا "لَا رَادَّ لِقَضَائِهٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ"۔ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے۔

صحیحین بخاری و مسلم و سنن نسائی وغیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے۔

ام المومنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ (1) یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔

حضور ﷺ کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک اِدھر اُدھر ہو تو اُسے باہر کردو اور کوئی جھوٹا متصوف نصاریٰ کی طرح غلو وافراط والا دبا چھپا ہو تو اُسے بھی دور کردو اور تم "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" کی سچی معیار پر کانٹے

---

(1) اخرجه البخاری فی الصحیح ۲/۲۹۰(۵۱۰۰) ومسلم فی الصحیح ۱/۴۷۳ (۱۴۶۴) وابن ماجه فی السنن ۵/۳(۲۰۰۰) والنسائی فی السنن (۳۱۹۹)، وفی السنن الکبری ۵/۲۹۳، واحمد فی مسنده ۶/۲۳(۲۵۵۳۰)، ۱۵۸(۲۵۷۱۵) و(۲۶۸۵۹) وابو عوانة فی مسنده ۳/۲۸۷۰۶۷، وابن حبان فی الصحیح ۹/۴ (۶۳۳۶) وفی نسخة:۱۰/۲۸۲(۲۳۶۷)، وابو نعیم فی المسند المستخرج ۲/۳۶ (۳۴۴۴)، والبیهقی فی السنن الکبری ۷/۵۵ (۱۳۲۳۳)، وابن بشکوال فی غوامض الاسماء المبهمة ۲/۳۲۹.

کی توں مستقیم ہو کر یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَرِضَ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ فَعَادَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَابْنَ أَخِيْ اُدْعُ رَبَّكَ الَّذِيْ تَعْبُدُ (في رواية الحاكم: بَعَثَكَ) أَنْ يُعَافِيَنِيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَمِّيْ فَقَامَ اَبُوْ طَالِبٍ كَاَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَقَالَ: يَابْنَ أَخِيْ اِنَّ رَبَّكَ الَّذِيْ تَعْبُدُهُ لَيُطِيْعُكَ قَالَ: وَاَنْتَ يَا عَمَّاهُ لَئِنْ اَطَعْتَ اللّٰهَ لَيُطِيْعَنَّكَ.(1)

ابن عدي من طريق الهيثم البكاء عن ثابت عن أنس بن مالك رضي الله عنه.

یعنی ابو طالب بیمار پڑے سید عالم ﷺ عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس کی تم عبادت کرتے ہو میری تندرستی کی دعا کیجئے۔ سید عالم ﷺ نے دعا کی الٰہی میرے چچا کو شفا دے یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی۔ حضور سے عرض کی اے میرے بھتیجے، بے شک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ تاکید و تائید) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔

---

(1) (أخرجه ابن عدي في الكامل ۷/۲۵۶، وفي نسخة: ۷/۱۰۳ والحاكم في المستدرك ۱/۵۴۲، وفي نسخة ۱/۷۲۷ (۱۴۹۱) والبيهقي في دلائل النبوة ۶/۱۸۴، وأحمد في فضائل الصحابة (۱۰۰۷)، والطبراني في الأوسط ۳/۲۰۰ (۲۹۶۳)، والخطيب في تاريخ بغداد ۸/۲۷۷، وابن عساكر في تاريخه ۶۶/۳۳۴،۳۳۵). وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۴/۳۰۰ رواه الطبراني في الأوسط وفيه الهيثم بن جماز البكاء وهو ضعيف.

اور حدیث سنیے! کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک بالیقین میں بروز قیامت تمام جہان کا سید ہوں میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما کر دروازہ کھلواؤں گا۔

سوال ہوگا، کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جائے گا۔

مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُطَاعُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ .(1)	اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے الحاکم في المستدرك وابن عساکر عن عبادة بن الصامت رضي اللہ عنہ .

---

(1) أخرجه الشاشي في مسنده ٣/٤٤٣(٤٩). وذكره المتقي الهندي في كنز العمال ١١/٤٣٣(٣٢٠٣٨)، بلفظ له، وعزاه إلى الحاكم ١/٨٣(٨٣) وابن عساكر.

وقال الحاكم: صحيح على شرط الشيخين.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٦٧٣ (١٨٥٤٢): رواه الطبراني وإسحاق بن يحيى لم يدرك عبادة وبقية رجاله ثقات.

قلت: عند الشاشي، إسحاق بن يحيى بن الوليد بن عبادة عن أبيه عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ ..... الحديث.

اسی باب سے یہ حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إِنَّ رَبِّيْ اِسْتَشَارَنِيْ فِيْ أُمَّتِيْ مَاذَا أَفْعَلُ بِهِمْ؟ فَقُلْتُ مَا شِئْتَ يَا رَبِّ هُمْ خَلْقُكَ وَعِبَادُكَ فَاسْتَشَارَنِي الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ كَذٰلِكَ فَاسْتَشَارَنِي الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ لَهُ كَذٰلِكَ، فَقَالَ تَعَالٰى: إِنِّيْ لَنْ أُخْزِيَكَ فِيْ أُمَّتِكَ يَا أَحْمَدُ وَبَشَّرَنِيْ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مَعِيَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ.(1)

بے شک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کی کہ اے رب میرے! جو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ تو رب عزوجل نے فرمایا اے احمد! بے شک میں ہرگز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار اُمتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہوں گے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔

الإمام أحمد وابن عساكر عن حذيفة رضي الله عنه.

---

(1) أخرجه أحمد في مسنده ٥/٣٩٣ (٢٣٤٢٥) وابي بكر الشافعي في فوائد الشهير بالغيلانيات ٣٠٨ (٨٣٠)، وذكره عبد الحق في العاقبة ٢٢٥ وعزاه إلى ابي بكر الشافعي، والسيوطي في الخصائص ٢/٢٠٠ والمتقي في كنز العمال ١١/٤٢٨ (٣٢١٠٦) لفظ له وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٥٧ رواه أحمد و إسناده حسن.

وفي الباب عن عوف بن مالك وفيه انه قال ان ربي استشارني في أمتي قال: = = =

رب نے مشورہ طلب فرمایا

دیوبندیوں کے ایک اعتراض کا تسلی بخش جواب

از قلم: حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک کتاب **الامن والعلی** (اسی کتاب) میں ایک حدیث تحریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "اللہ عزوجل نے اپنے محبوب رسول حضور سید عالم ﷺ سے مشورہ طلب فرمایا"۔

مسلک دیوبند کے ترجمان رسالہ "**الصدیق**" نے اس طویل حدیث کے ایک جملہ کا ترجمہ نقل کر کے لکھا کہ "اس حدیث کی تخریج کو امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب کیا۔

اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ کسی دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج و عاجزی پر دلالت کرتا ہے یا کم از کم مشورہ اس واسطے ہوتا ہے کہ غلطی کا احتمال نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ احتیاج و عاجزی کی نسبت درست ہے اور نہ وہاں غلطی کی احتمال کا امکان ہی ہو سکتا ہے کہ اس کی تاویل یوں کر لی جائے کہ یہ مشورہ عزت افزائی کی خاطر ہے۔ مگر دوسری طرح اس میں کچھ گفتگو ہو سکتی ہے مثلاً ابن حذیفہ نام کا صحابی بھی نہیں ہوا۔

نیز اس بات کو بھی کتابت کی غلطی کہہ کر کاتب کے سر منڈھ دیا جائے گا اور کہا جا سکتا ہے کہ ابن حذیفہ نہیں حذیفہ (در حقیقت) تھا مگر اس کا کیا کیجئے کہ مسند احمد ص ۳۸۶ تا ۳۸۵ میں اس صحابی کی بہت سی روایات ہیں مگر ان کی جھوٹی روایت کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

ضعف اور وضعی احادیث بیان کرنا بھی اگر چہ جرم ہے مگر یہ تو نہ حدیث وضعی ہے نہ ضعیف بلکہ سرے سے اس کا

= استحب ان أعطيك مسألتك اليوم أم اشفعك في أمتك قال فقلت بل اجعلها شفاعة لأمتي قال عوف: فقلنا يا رسول اللہ ﷺ اجعلنا في أول من تشفع له الشفاعة قال بل اجعلها لكل مسلم .... الحديث .

أخرجه ابن خزيمة في التوحيد ۲/۷۳۰، باب ذكر ما كان من تخيير الله عزوجل نبيه محمدا بين ادخال نصف أمته و بين الشفاعة ...

کہیں ذکر ہی نہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو مسند احمد میں بتلانے والا ہمارے دوستوں کے نزدیک مجدد ملّتِ حاضرہ بھی ہے اگر مجدد ایسے ہی ہوتے ہیں تو ہمارا مجددوں کو دور ہی سے سلام ہے"۔ (الصدیق ملتان بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ)

جواب:

بدعقیدگی اور گمراہی کی اصل بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کے افعال مقدسہ کا قیاس اپنے افعال پر کرلیا جائے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہم اپنے مشورہ کے متعلق اگر یہ کلیہ تسلیم کرلیں کہ ہمارا مشورہ طلب کرنا غلطی کے احتمال دور کرنے کے لئے یا احتیاج وعاجزی کی بنا پر ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ کسی حد تک اسے صحیح کہا جاسکتا ہے لیکن اللہ اور رسول کے مشورہ کو بھی اس کلیہ میں شامل کرنا باطل محض ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ، اللہ ورسول کے لئے ہماری مانند غلطی کا احتمال دور کرنا بھی حاجت ہے اور عاجزی بھی احتیاج کو مستلزم ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دونوں (لوگوں سے مشورہ لینے میں) غنی، بے پرواہ اور احتیاج سے پاک ہیں جیسا کہ عنقریب دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔

ایک صحیح اور واقعی حدیث جو کہ کتب احادیث میں موجود ہے اور معترض علم حدیث سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اسے معلوم کرنے سے قاصر رہا محض اپنی رائے ناقص پر اعتماد کرکے کہتا ہے کہ جھوٹی حدیث کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ بدترین جہالت وضلالت کا مظاہرہ ہے۔

دیکھیے! یہ حدیث مبارک مسند امام احمد جلد پنجم و کنز العمال جلد ششم اور خصائص کبریٰ جلد دوم تینوں کتابوں میں موجود ہے۔ ان ربي استشارني في أمتي ماذا أفعل بهم؟ فقلت: ما شئت يا رب هم خلقك و عبادك فاستشارني الثانية فقلت له كذلك فاستشارني الثالثة فقلت له كذلك، فقال تعالى: إني لن أخزيك في أمتك يا أحمد وبشرني أن أول من يدخل الجنة معي من أمتي سبعون ألفا مع كل ألف سبعون ألفا ليس عليهم حساب.....الحديث.

احمد، ابن عساکر عن حذیفة، کنز العمال جلد ٦ ص ١٢ حدیث نمبر ١٧٢٥

وخصائص کبری جلد دوم ص ٢١٠، اخرج احمد، ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات وأبونعیم وابن عساکر عن حذیفة بن الیمان ومسند امام احمد جلد پنجم ص ٢٩٢ مطبوعہ مصر۔

[آگے ترجمہ لکھا گیا ہے جس کی یہاں خاص ضرورت نہیں۔ارشد مسعود عفی عنہ]

معترض کا قول تو یہ تھا کہ اس جھوٹی حدیث کا کہیں ذکر نہیں لیکن بحمدہ تعالیٰ ہم نے ثابت کر دیا کہ مسند امام احمد و کنز العمال اور خصائص کبری میں یہ حدیث موجود ہے۔ کنز العمال میں تو اس کی تخریج صرف امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب ہے واللہ الحجۃ انشاء اللہ.

اعلی حضرت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے " الامن والعلی " میں مسند امام احمد کا نام نہیں لکھا صرف اتنا تحریر فرمایا "الامام احمد وابن عساکر عن حذیفۃ" (الامن والعلی ص ١٦٣ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی) اور الفاظ حدیث کنز العمال جلد ششم سے نقل فرمائے اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا تا کہ ان منکرین ومخالفین کے ادعاء علم و فضل کی حقیقت آشکار ہو۔

الحمد للہ! کنز العمال، خصائص کبری اور مسند امام احمد تینوں میں عن حذیفۃ موجود ہے۔

نیز " **الامن والعلی** " مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی شریف ص ١٦٣ پر اسی طرح "**الامن**" شائع کردہ نوری کتب خانہ لاہور کے ص ١٢٣ پر عن حذیفہ موجود ہے۔ البتہ صابر الیکٹرک پریس کی مطبوعہ کے ص ٨٥ پر کاتب کی غلطی سے عن کی بجائے "ابن" لکھا گیا ہے جسے کوئی سمجھنے والا انسان بھی مصنف کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

مگر جو شخص تعصب وعناد کے جوش میں ایک ایسی عظیم وجلیل حدیث کو نہیں مانتا جو کتب احادیث میں موجود ہے تو وہ اس حقیقت ثانیہ کو کیونکر تسلیم کرنے لگا ہے۔

چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج وعاجزی کی بنا پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لئے ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب کرنا احتیاج وعاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کے لئے قطعاً نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں [اس سے] غنی ہیں، اللہ

تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور نبی کریم ﷺ امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور ﷺ کو ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ فرما کر مشورہ کرنے کا حکم فرمایا اور حضور ﷺ نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا صرف اس لئے کہ انھیں مشورہ کی تعلیم دیں اور مشورہ کو ان کے لئے رحمت بنائیں اور انھیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ لے کر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

دیکھئے! صاحب روح المعانی آیت کریمہ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ کے تحت اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما أخرجه ابن عدي والبيهقي في الشعب بسند حسن عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: "لما نزلت ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ قال رسول الله ﷺ أما إن الله ورسوله لغنيان عنها ولكن جعلها الله تعالى رحمة لأمتي ... (روح المعاني پ۴ ص ۹۴)

اور مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابن عدی نے کامل میں اور شعب الایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آیہ کریمہ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دونوں مشورہ سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لئے رحمت بنایا ہے۔

[قلت: أخرجه ابن عدي في الكامل ۴/۳۳۷ في ترجمة عباد بن كثير بن قيس الرملي، والبيهقي في الشعب ۶/۷۶(۷۵۴۲) فصل في فضل الجماعة والألفة ...وأبو عبد الرحمن السلمي في آداب الصحبة ۱/(۷۷)، ذكره السيوطي في الدر المنثور ۲/۵۹ وعزاه كلاهما وقال بسند حسن.

وفي الباب عن الحسن قال: ان كان النبي ﷺ عن مشاورتهم لغنيا ولكنه أراد أن يستن بذلك الحكام بعده.

==

أحكام القرآن للشافعي ۲/۱۱۹، والأم ۷/۹۵، والسنن الكبرى للبيهقي ۱۰/۱۰۹

عن الربیع ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ قال أمر الله نبیه ﷺ ان یشاور أصحابه في الأمور وهو یأتیه الوحي من السماء لأنه أطیب لأنفسهم .(1)

یعنی صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ حضور ﷺ پر وحی آسمانی آتی ہے صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔ تفسیر طبری

اسی مقام پر ابن جریر میں ایک اور حدیث [وھو قول ابن اسحاق] جس کے الفاظ ہیں "وان کنت عنهم غنیا" اے حبیب ﷺ آپ اپنے صحابہ کی تالیف کے لئے ان سے مشورہ کر لیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر: پ۴ ال عمران: ۱۵۹، ص۹۴)

تفسیر کبیر میں ہے:

(الخامس) ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ لا لتستفید منهم رأیا وعلما لکن لکی تعلم مقادیر عقولهم وافهامهم ومقادیر حبهم لك .

آپ ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا گیا کہ آپ کو ان سے کسی قسم کی رائے یا علم کا استفادہ کریں بلکہ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ ان کی عقول وافہام آپ کے سامنے ظاہر ہو جائیں اور ان کی محبت کے اندازہ سامنے آجائیں اس کے چند سطر بعد امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(السادس) ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ لا لانك محتاج الیهم ولکن لانك اذا شاورتهم في الأمر اجتهد کل واحد منهم في استخراج الوجه لا اصلح . إلخ .

= = (۲۰۰۹) وفي السنن الصغری ۲/۹۱ (۲۵۰۱) وفي معرفة السنن والآثار (۲۰۳۸)، وتهذیب الأسماء للنووي ۱/۲۹۹، ابن ملقن في البدر المنیر کما في خلاصته ۲/۳۳۴ (۲۸۸۸۰) وابن قدامة في المغني ۱۰/۹۱. ارشد مسعود عفی عنه]۔

(1) (تفسیر ابن جریر ۴/۱۵۲)

[قلت وفي الباب: عن قتادة أخرجه ابن جریر في تفسیره ۴/۱۵۲ وذکره السیوطي في الدر المنثور ۲/۳۵۸ وعزاه إلی ابن جریر وابن المنذر وابن أبي حاتم .]

اے حبیب ﷺ! آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے تقاضوں سے ہر شخص وجہ اصلح کے استخراج میں کوشش کرے گا۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۳۰)

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ کے تحت مرقوم ہے۔

وقد ذكر العلماء لأمر الرسول بالمشاورة مع انه اعلم الناس واعقلهم فوائد منها انها وجب علو شانهم و رفعت قدرهم.

باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مشورہ کا امر فرمایا علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کئے ہیں۔

الحمد للہ! ان روایات و عبارات و روایات علماء مفسرین سے یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب فرمانا احتیاج و عاجزی کی وجہ سے ہرگز نہیں نہ کسی غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لئے ہے بلکہ ایسی حکمتوں اور فائدوں کی بنا پر ہے جن کا تصور بھی ذہن میں نہیں اور ہم نے انہیں بالتفصیل بیان کر دیا۔

پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشورہ طلب فرمایا ہے دیکھئے تفسیر ابن جریر میں آیہ کریمہ ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی جو حسب ذیل ہے۔

عن سعيد عن قتادة ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ فاستشار الملائكة في خلق ادم فقالوا ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾...الخ .

تفسیر ابن جریر پ ا ص ۱۵۸ آیت کریمہ ﴿اني جاعل في الأرض خليفة﴾ کی تفسیر میں سعید حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ طلب فرمایا تو فرشتوں نے عرض کی ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾...الخ.

تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت ہے " فعرفهم عند المشورة مع الملائكة خلوهم من

المحبة ،، (تفسیر عرائس البیان جلد اول ص ۱۹)

فرشتوں سے مشورہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے جذبہ محبت سے خالی ہونے کی بات انہیں بتادی۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے:

"او ليعلم عبادة المشاورة في امورهم قبل ان يقدموا عليها وان كان هو بعلمه وحكمته البالغة غنيا عن المشاورة . (تفسير مدارك جلد اول ص ۳۲)

اس لئے فرشتوں سے ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دے کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کرلیا کریں، اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، اور اس کی حکمت بالغہ مشورہ سے غنی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے

"والفائدة في اخبار الملائكة بذلك اما تعليم العباد المشاورة في امورهم وان كان هو بحكمة البالغة غنيا عن ذلك واما ان يسئلوا ذلك السوال ويجابوا بما اجيب.

(تفسير نيشاپوري پ ۱ص۲۰۹)

ترجمہ: فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے اور یا یہ فائدہ ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا﴾ کے ساتھ سوال کریں اور انہیں ﴿إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ کے ساتھ جواب دیا جائے

تفسیر سراج المنیر میں ہے:

"وفائدة قوله هذا الملائكة تعليم المشاورة او تعليم شان المجعول .

(تفسير سراج المنير جلد اول ص ۴۲)

یعنی فرشتوں سے ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ فرمانے کا فائدہ تعلیم مشاورت یا تعظیم شان مجعول ہے اسی طرح تفسیر جمل جلد اول ص ۴۸ پر ہے تفسیر بیضاوی جلد ۱، تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۲۰۹، روح المعانی پ ۱ ص ۲۰۲، روح البیان جلد اول ص ۹۴ پر ہے۔

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مشورہ کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بنا پر آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے ثابت ہوا کہ مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج و عاجزی کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا بلکہ حکمتوں پر مبنی ہوتا ہے پھر یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ فرشتوں سے مشورہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں تو حضور نبی کریم ﷺ سے مشورہ کرنا کیونکر عظمت خداوندی کے منافی ہو سکتا ہے؟

مشورہ کے معنی اور معترض کی غلط فہمی کا ازالہ:

لفظ مشورہ عرب کے قول شرت العسل سے ماخوذ ہے یعنی میں نے شہد کو اس جگہ سے نکال لیا۔ مشورہ کے معنی ہیں "استخراج الرائی"۔

بیضاوی میں ہے "المشورة استخراج الرای بمراجعة البعض" مفردات راغب ص ۲۷۱۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی طرف رجوع کر کے اس کی رائے کا استخراج ہو بلکہ صرف مخاطب کی رائے لینا بھی کافی ہے اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور فرشتے مخاطب۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ کہہ کر فرشتوں کی رائے لی اور فرشتوں نے ﴿اَتَجْعَلُ فِیْهَا﴾ کہہ کر اپنی رائے ظاہر کر دی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے بارے میں حضور ﷺ سے "ماذا افعل بهم" فرما کر حضور ﷺ کی رائے لی۔

حضور ﷺ نے "ما شئت یا رب هم خلقك و عبادك" کہہ کر اپنی رائے ظاہر کی، اور اللہ تعالیٰ کا مشورہ لینا اور رائے طلب فرمانا بالکل ایسا ہے جیسے اپنے نبیوں یا فرشتوں یا کسی فرد مخلوق سے کسی بات کا پوچھنا اور سوال فرمانا قرآن حکیم میں بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے استفسارات و سوالات مذکور ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا ﴿اَوَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ اے ابراہیم! کیا تو ایمان نہیں لایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی ﴿بَلٰی﴾ کیوں نہیں میں ضرور ایمان لایا۔ اسی طرح قیامت کے دن نبیوں سے سوال فرمائے گا ﴿مَاذَآ اُجِبْتُمْ﴾ اے انبیاء! بتاؤ تم کیا جواب دیے گئے؟۔

نیز عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا ﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔

آگے حدیث اور طویل وجلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد ہوئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وسلم۔ آمین۔

بحمداللہ! یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزۃ روز قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے مجمع اولین وآخرین میں فرمائے گا:

"کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ" (1) یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد ﷺ۔

میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک سب تجھ پر قربان کردیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وبارک وسلم۔

اے مسلمان! اے سنی بھائی! اے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع کے فدائی! آفتاب وماہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا، کیابات ہے۔

آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک ان کے نائب ان کے وارث ان کے فرزندان کے دلبند غوث الثقلین غیث الکونین حضور پُر نور سیدنا ومولانا امام ابومحمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرلے۔

نیز موسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمایا ﴿مَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی﴾ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔

اگر مشورہ کرنا یعنی کسی کی رائے دریافت کرنا احتیاج وعاجزی پر منحصر ہو تو کسی بات کا پوچھنا بھی معاذ اللہ لاعلمی پر مبنی ہوگا۔ لہٰذا معترض نے جہاں حدیث استشارہ کا انکار کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے سوالات کی تمام آیات کا بھی انکار کردے اور اگر سوالات میں حکمت کا قائل ہے تو استشارہ کی حکمت کا کیوں انکار کرتا ہے۔

سید احمد سعید کاظمی (رسالہ "رضوان" فروری ۱۹۷۳ء)

---

(1) (لم أجده)

﴿۶﴾ امام اجل سیدی نور الدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الربانی (جنہیں امام عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ المقری الاوحد سے وصف کیا) کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند خود روایت فرماتے ہیں:

أخبرنا أبو محمد عبدالسلام بن أبی عبداللہ محمد بن عبدالسلام بن ابراھیم بن عبدالسلام البصری الأصل البغدادی المولد والدار بالقاهرة سنة احدی وسبعین و ستمائة قال أخبرنا الشیخ أبو الحسن علی بن سلیمان البغدادی الخباز ببغداد سنة ثلث وثلثین وستمائة قال أخبرنا الشیخان الشیخ

أبو القاسم عمر بن مسعود البزار	بسند مذکور، امام اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن
والشیخ أبو حفص عمر الكمياتي	مسعود بزار و حضرت ابو حفص عمر کیماتی رحمہما
ببغداد سنة أحدى وتسعين وخمسمائة	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا
قالا كان شيخنا الشيخ عبدالقادر رضي	عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں بر ملا
الله عنه يمشي في الهواء على رؤس	زمین سے بلند کرؤ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد
الاشهاد في مجلسه ويقول ما تطلع	کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ
الشمس حتى تسلم علي و تجئي السنة	مجھ پر سلام کر لے نیا سال جب آتا ہے مجھ
الي وتسلم علي وتخبرني بما يجري	پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں
فيها ويجئي الشهر ويسلم علي	ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے۔ مجھ پر
ويخبرني بما يجري فيه و يجئي	سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں
الأسبوع ويسلم علي ويخبرني بما	ہونے والا ہے نیا دن جو آتا ہے مجھ پر
يجري فيه ويجئي اليوم ويسلم علي	سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں

يخبرني بما يجري فيه وعزة ربي ان السعداء والأشقياء ليعرضون علي عيني في اللوح المحفوظ أنا غائص في بحار علم الله ومشاهدته أنا حجة الله عليهم جميعكم أنا نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ووارثه في الأرض.(1)

ہونے والا ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید وشقی مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے میں اللہ عزوجل کے علم ومشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمد للہ کہ مقصود رسالہ سے باہر نہ آیا۔

(1) (بهجة الأسرار ومعدن الأنوار ۲۲،۲۱ لعلي بن يوسف بن جرير العلمي الشطنوفي، أبو الحسن.

دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں حضور ﷺ کے اختیار میں جسے جو چاہیں عطا کریں

حدیث ﴿127=67﴾ :

صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قَالَ: كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ سَلْ (ولفظ الطبراني: فَقَالَ: يَوْمًا يَا رَبِيْعَةُ سَلْنِيْ فَاُعْطِيْكَ) رجعنا إلى لفظ مسلم: فَقُلْتُ أَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ. قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .(1)

میں حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات حاضر لایا (رحمت عالم ﷺ کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

---

(1) أخرجه مسلم في الصحيح ۱/۱۹۳(۴۸۹)، وابو داؤد في السنن ۱/۳۲۸ (۱۳۲۰)، والنسائي في السنن ۲/۲۲۷(۱۱۳۸)، وفي الكبرى ۱/۲۴۲(۷۲۴)، وأحمد في مسنده ۴/ ۵۹ (۱۶۴۹۳ و۱۶۴۹۹)، وابو عوانة في مسنده ۲/۱۸۱، والطبراني في الكبير ۵/۵۷، ۵۸(۴۵۷۶)، و۵/۵۹ (۴۵۷۰)، والبيهقي في السنن ۲/۴۸۶ ***

ع که حیف باشد از وغیر او تمنائے

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

الحمد للہ! یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔

حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا "سَلْ" مانگ کیا مانگتا ہے۔ جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔

جس سے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے۔ یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری

بدرگاهش بیا و هر چه میخواهی تمنا کن

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفیٰ فی ہذا الدیار سیدی شیخ محقق

= = (٤٣٤٤) وفي الدعوات الكبير (٣٥٠)، والبغوي في شرح السنة ١٣٩/٣ (٦٥٥)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ٣٥٢/٤ (٢٣٨٤) والضياء في فضائل الأعمال ٢٠ (٢٢)، وأبو نعيم في الحلية ٣٢/٢، وفي المسند المستخرج ١٠٣/٢ (١٠٨٦)، وفي معرفة الصحابة ٢٩٠/٢ وابن عساكر في تاريخه ٣٣٩/٤، و٣٩/٣٥، و٥٢/٩، و٥٩/٨٨، وابن طولون في أحاديث المائة المشتملة على مائة نسبة إلى الصنائع ٢٣ (١٥)، والذهبي في تذكرة الحفاظ ٢٨٥/١ والمزي في تهذيب الكمال ١٣١/٩. = = =

كلهم من طريق الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن ربيعة ....

وفي الباب :عن مصعب الأسلمي رضي الله تعالى عنه ، قال :انطلق غلام منا فأتى النبي ﷺ فقال :أسألك أن تجعلني ممن تشفع له يوم القيامة قال :من أمرك أو علمك أو دلك ، قال :ما أمرني بها الا نفسي ، قال :اني أشفع لك ، ثم رده فقال :أعني على نفسك بكثرة السجود .

(أخرجه أبو نعيم في معرفة الصحابة ٣/٢٥٤(٢٦٢١) ،والطبراني في الكبير (١٦٢٧) ،والبزار في مسنده كما في كشف الاستار على مناقب أبي مصعب الأسلمي (٢٥٨٠). قال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٣٦٩:رجاله رجال الصحيح .

قلت :رجاله ثقات غير عبد الملك بن عمير و شيبان بن فروخ وهما صدوق.فالاسناد حسن .

و عن خادم للنبي ﷺ قال : كان النبي ﷺ مما يقول للخادم :ألك حاجة ؟ قال :حتى كان ذات يوم ، فقال :يا رسول الله ﷺ حاجتي قال :وما حاجتك ؟ قال حاجتي أن تشفع لي يوم القيامة .قال :قال :و من دلك على هذا ؟ قال :ربي .قال :اما لا فأعني بكثرت السجود . أخرجه أحمد في مسنده ٣/٥٠٠ (١٦٠٤٣).

رجاله كلهم ثقات،وجهالة الصحابي لا تضر .

و عن جابر بن سمرة رضي الله تعالى عنه قال : كان شاب يخدم النبي ﷺ و يخف في حوائجه ، فقال سلني حاجة ، فقال :أدع لي بالجنة ، قال :فرفع رأسه فتنفس وقال :نعم ، ولكن أعني بكثرة السجود .

أخرجه الطبراني في الأوسط ٣/٢٣٨(٢٥٠٩) و في الكبير (١٩١٢) و ابن عدي في الكامل في ترجمة :ناصح بن عبد الله الملحمي .

قلت:ناصح منكر الحديث ، وروى عن سماك بن حرب أحاديث منكرة .

مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی "شرح مشکوۃ شریف" میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال که فرمود سل بخواه وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود که کار همه بدست همت وکرامت اوست ﷺ هر چه خواهد ـــ باذن پروردگار خود بدهد۔(1)

مطلقاً سوال بلا تخصیص فرمانا کہ جو چاہو سوال کرو۔ اس سے خاص بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام کام حضور کے دستِ کرامت میں ہیں جو چاہیں اور جس کو چاہیں خداوند قدوس کے حکم سے دیں۔

ما کان وما یکون کا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ (2)

یہ شعر بردہ شریف کا ہے۔ جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم ﷺ سے عرض کرتے ہیں:

یارسول اللہ ﷺ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے۔ حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

اور پہلا شعر کہ: "اگر خیریت دنیا و عقبیٰ۔ (الخ)(3)۔

---

(1)(اشعة اللمعات ، كتاب الصلوة بباب السجود وفضله ١/٣٩٦ مكتبه نوريه سكهر)

(2)(القصيدة البردة ٢١ انجمن نعمانيه هند لاهور)

(3)(اشعة اللمعات ١/٣٩٦)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قصیدۂ نعتیہ حضور پرنور سید عالم ﷺ میں عرض کی ہے۔

الحمد للہ ! یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ ﷺ کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندۂ داغی کے جو ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے۔ "جس کا نام محمد [یا علی] ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔(1)

الا صلی رب محمد علی محمد واله وسلم واخری منتقضیه واعاذنا من حالهم وشرهم وسلم . آمین .

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں:

يُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهٖ عليه السّلام الْأَمْرُ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ .(2) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

یعنی حضور اقدس ﷺ نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمادیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہان کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ:

أَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ.(3) یا رسول اللہ ﷺ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

---

(1)(تقوية الإيمان ص٤٧).

(2)(مرقاة المفاتيح ٢/٣٢٣ ، وفي نسخة ٢/٥٦٧، كتاب الصلوة ،باب السجود وفضله)

(3)(تقدم تخريجه قبل قليل .

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ قبول فرما رہے ہیں۔ وللہ الحجۃ السامیۃ.

حضور کا تعلیم فرمانا کہ حاجت کے وقت ہمیں ندا کرو ہم سے استعانت والتجا کرو

حدیث ﴿128=68﴾:

حدیث صحیح وجلیل وعظیم سخت وہابیت کش جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم وبرقرار رکھا۔

جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.(1)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

---

(1) اخرجه الترمذي في الجامع ۲/۱۹۸(۳۵۷۸)،وابن ماجه في السنن ۹۹،۱۰۰، والنسائي في السنن الكبرى ۶/۱۶۹(۱۰۴۹۵،۱۰۴۹۶) وفي عمل اليوم ===

= = والليلة ٤١٧، ٤١٨، وأحمد في مسنده ٤/١٣٨(١٧٢٧٩) و(١٧٢٨٠)، وعبد بن حميد في مسنده ١٤٧(٣٧٩)، وابن قانع في معجم الصحابة ٢/٢٥٧(٧٧٣)، وابن خزيمة في الصحيح ٢/٢٢٥، ٢٢٦، والحاكم في المستدرك ١/٣١٣، وفي نسخة ١/٤٥٨ (١١٨٠) و١/٧٠٠(١٩٠٩) ، و١/٧٠٧ (١٩٢٩و١٩٣٠)، والبيهقي في السنن الكبرى ٦/١٦٦، ١٦٧، وفي الدعوات الكبير ١/١٥١، وفي الدلائل ٦/١٦٦، ١٦٧، والبخاري في تاريخ الكبير ٦/٢٠٩، وابن حبان في المجروحين ٢/١٤٧، وابن السني في عمل اليوم والليلة ٢٠٩، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٣/٣٦٤، وابن عساكر في تاريخه ٤٣/٩٣، وفي الأربعون حديثا ٥٣، و٥٥).

قلت :ففي رواية الترمذي :..محمد نبي الرحمة إني توجهت بك... إلخ .

لكن في رواية ابن ماجه، والإمام أحمد ،وابن خزيمة ،والحاكم ،والنسائي ،وعبد بن حميد ، وابن عساكروغيرهم "... نبي الرحمة يا محمد ... إلخ .

وذكره السيوطي في الجامع الصغير ١/٢٢١(١٤٥٩)، والمنذري في الترغيب ١/٤٧٣، وابن الأثير في أسد الغابة ١/٣٦٧، والمتقي الهندي في كنز العمال ١/٩٣ (٣٦٣٠) و(٢٨٢٢)وغيرهم وعزاه إلى الترمذي وذكر فيه :. نبي الرحمة يا محمد ... إلخ.

وقال الترمذي في الجامع هذا حديث حسن صحيح غريب .

وقال ابن ماجه قال أبو إسحاق هذا حديث صحيح .

وقال البيهقي ورويناه في كتاب الدعوات بإسناد صحيح .[في الدلائل ٦/١٦٧].

وقال الحاكم في المستدرك هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه .

وصححه أبو زرعة (علل لابن أبي حاتم ٢/١٩٠).

وقال الأرنؤوط في ذيل مسند الإمام أحمد :إسناده صحيح رجاله ثقات .

وقال الأعظمي في ذيل الصحيح لابن خزيمة : إسناده صحيح ، وغيرهم .

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس ﷺ سے استعانت والتجا بھی مگر ''حصن حصین شریف'' کی بعض روایات نے سر سے پانی تیر کردیا۔ اس میں ''لِيَقْضِيَ لِيْ'' بصیغہ معروف ہے۔

یعنی یارسول اللہ حضور ﷺ میری حاجت روا فرمادیں۔

﴿﴾ مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری ''حرز ثمین شرح حصن حصین'' میں فرماتے ہیں:

وَفِيْ نُسْخَةٍ: بِصِيْغَةِ الْفَاعِلِ أَيْ: لِيَقْضِيَ الْحَاجَةَ لِيْ وَالْمَعْنٰى تَكُوْنُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ حَاجَتِيْ وَوُصُوْلِ مُرَادِيْ فَالْإِسْنَادُ مَجَازِيٌّ. (1)

ایک نسخہ میں بصیغہ فاعل ہے، جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ میری حصول حاجت اور حصول مراد کے سبب ہیں یہ اسناد مجازی ہے۔

اب دافع بلا کو شرک ماننے کا مول تول کہئے۔

ثم أقول: سید عالم ﷺ نے اپنے زمانہ اقدس میں نابینا کو تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو ہمارا نام پاک لیکر ندا کرو ہم سے استمداد والتجا کرو، شرک وہابیت کو قعر جہنم میں پہنچانے کو یہی بس تھا کہ:

اولاً: جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانہ حیات و بعد وفات یا تفرقہ قرب و بعد یا غیبت و حضور سب مردود و مقہور جس کا بیان اوپر مذکور۔

ثانیاً: حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائی ٹکڑا تو اللہ عزوجل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا اور دعا میں سنت اخفا ہے، اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت و حضور یکساں ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی۔

---

(1) (حرز ثمین شرح حصن حصین .....

وہابیہ کے نزدیک نداواستعانت میں صحابہ کرام پر صریح شرک کا الزام

مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے پوری کردی کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجت مند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جان وہابیت پر آفت عظمٰی ڈھائی معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لئے حاضر ہوا کرتے امیر لمومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے ایک دن عثمان بن حنیف ضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے شکایت کی کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اِئْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَتَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَکَ ثُمَّ رُحْ [اِلَیَّ] حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَکَ ۔

وضو کی جگہ جا کر وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو، الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ کہ میری حاجت روا فرمایئے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہو ئے دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا اور فرمایا کیسے آئے ہو انہوں نے اپنی حاجت عرض کی امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی پھر ارشاد کیا

اتنے دنوں میں تم نے اس وقت ہم سے اپنی حاجت کہی اور فرمایا جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔

اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے ملے۔ان سے کہا اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے۔امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے، نہ میری طرف التفات لاتے، یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلٰكِنْ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ ضَرِيْرٌ فَشَكٰى اِلَيْهِ ذِهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيْثُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِهٖ ضُرٌّ قَطُّ.(1)

خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پھر یہ دعائیں پڑھ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر آئے گویا کبھی ان کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

---

(1) اخرجه الطبراني في الكبير ٩/ ٣١ (٨٣١١) وفي الصغير ١/ ٣٠٦ (٥٠٨)

= = =

◈ امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"والحدیث صحیح"(1)۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

"وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔

حضور نے رزق کے پیمانے پر برکت رکھ دی

حدیث (69=129):

کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا:

اِصْبِرُوْا وَابْشِرُوْا فَاِنِّیْ قَدْ بَارَکْتُ عَلٰی صَاعِکُمْ وَمُدِّکُمْ۔(2)

صبر کرو اور شاد ہو کہ بے شک میں نے تمہارے رزق کے پیمانوں پر برکت کردی ہے۔

البزار في مسنده عن أمير المؤمنين عمر رضي اللّٰہ تعالى عنه .

اس حدیث نے بتایا کہ اہل مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور نے اپنی طرف نسبت فرمایا۔

= = وفي نسخة ۱/۳۰۱(۳۹۹) ، وفي الدعاء ۲/۳۸، والبيهقي في الدلائل ۶/۱۷۵ وابن حبان في المجروحين ۲/۱۹۷ (۸۴۴) ، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ۳/۱۵۹ وابن عساكر في تاريخه ۵۸/۳۷۵.

(1) (المعجم الصغير ۱/۳۰۶ وفي نسخة ۲۹۰).

(2) (أخرجه البزار في مسنده ۱/۲۳۰(۲۷) ، وابن الجوزي في مثير الغرام(۲۵۱) .

وقال المنذري في الترغيب ۲/۳۵ (۱۸۵۷) رواه البزار بإسناد جيد .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۳/۳۰۶ قلت :روى ابن ماجه طرفا منه ، رواه البزار ورجاله رجال الصحيح .

مدینہ طیبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کردیا

احادیث تحریم حرم مدینہ طیبہ، بحکم احکم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث نمبر ﴿130=70﴾:

{1} صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا.(1)

الٰہی بے شک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔

هما وأحمد والطحاوي في شرح معاني الآثار عن أنس رضي الله تعالى عنه ۔

حدیث ﴿131=71﴾:

{2} نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

---

(1) أخرجه البخاري في الصحيح (۳۳۶۷) كتاب الأنبياء، باب: يزفون النسلان في المشي، واللفظ له، وقال: ورواه عبد الله بن زيد عن النبي ﷺ، و(۲۷۳۲) في باب: من غزا بصبي للخدمة، و(۳۸۵۶)، و(۱۹۰۲)، ومسلم في الصحيح ۱/۴۴۱(۱۳۶۴، ۱۳۶۵) وأحمد في مسنده ۳/۱۴۹، و۳/۲۴۰، و۳/۲۴۲، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲/۲۴۲، وفي نسخة: ۴/۱۹۳(۵۸۴۲)، والربيع في مسنده ۱/۴۱ (۳۹۷)، ومالك في الموطأ ۲/۸۸۹ (۱۵۷۶)، وسعيد بن منصور في السنن ۲/۱۹۷(۲۹۷۶)، وأبو يعلى في مسنده ۶/۳۴۹(۳۷۰۲)، والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۱۹۷، وابن عبد البر في الاستذكار ۸/۲۳۰(۱۴۳۰) وفي التمهيد ۶/۳۱۳، و۲۰/۱۷۶، وغيرهم .

إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَإِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا إِبْرَاهِيْمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ. (1)

بے شک ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا۔ اور اس کے ساکنوں کے لئے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا جس طرح انہوں نے اہل مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا جو انہوں نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

هم جميعا عن عبد الله بن زيد بن عاصم رضي الله تعالى عنه .

حديث (132=72):

{3} نیز صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عرض کی، الٰہی بے شک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا:

اَللّٰهُمَّ وَأَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔(2)

الٰہی اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

---

(1) أخرجه البخاري في الصحيح ١/٢٨٦(٢٠٢٢)بباب: بركة صاع النبي ﷺ و مدهم، ومسلم في الصحيح ١/٤٤٠(١٣٦٠)، اللفظ له، وأحمد في مسنده ٤/٣٩ (١٦٤٩٣)،وعبد بن حميد في مسنده ١٨٣(٥١٨)، والبيهقي في السنن ٥/١٩٧ (٩٧٣٥) وغيرهم .

(2)أخرجه ابن ماجه في السنن٢٣٢(٣١١٣)،وابن عبد البر في الإستذكار٨/٢٣٣ ==

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْضَدَ شَجَرُهَا أَوْ يُخْبَطَ أَوْ يُؤْخَذَ طَيْرُهَا.(1)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ﴿133=73﴾:

﴿4﴾ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا .(2)

بے شک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔

هو وأحمد والطحاوي عن سعد بن أبي وقاص رضي الله تعالى عنه .

حدیث﴿134=74﴾:

﴿5﴾ نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

= = (٢٦٣١)، وقال الكناني في مصباح الزجاجة ٣/٢١٨(١٠٨٣) هذا إسناد حسن .

(1) أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار ٣/١٩٣(٥٨٥٠)، باب صيد المدينة .

(2) أخرجه مسلم في الصحيح ١/٤٤٠(٣٣١٣)، وأحمد في مسنده ١/١٨١(١٥٧٣) و١٨٤(١٦٠٦)، وابن أبي شيبة في المصنف ٧/٢٩٥(٣٦٢٢٠)، وعبد بن حميد في مسنده ٨١ (١٥٣)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٤/١٩١، وأبو نعيم في المسند المستخرج ٤/٣٧، ٣٨، والنسائي في السنن الكبرى ٢/٤٨٦(٤٢٧٩)، وأبو سعيد الجندي في فضائل المدينة ٤٧، ٤٨ (٢٩)، وأبو يعلى في مسنده ٢/٥٨(٦٩٩)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/١٩٧.

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا .(1)

بے شک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔

هو والطحاوي عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه.

حدیث﴿135=75﴾:

{6} نیز صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا يُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ .(2)

الٰہی! بے شک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنادیا اور بے شک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر حرام کردیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لئے ہتھیار باندھیں نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں۔ مگر جانور کو چارہ دینے کے لئے۔

---

(1) أخرجه مسلم في الصحيح ١/ ٤٤٠(١٣٦١)، وأحمد في مسنده ٤/ ١٤١ (١٧٣١٠)، و(١٧٣٣٢)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٤/ ١٩٢(٥٨٤١)، وابن جرير في تفسيره ١/ ٥٩٠، والطبراني في الكبير ٤/ ٢٥٧، ٢٥٨(٤٣٢٥، ٤٣٢٦، ٤٣٢٧)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٧(٩٧٤٢) .

(2) أخرجه مسلم في الصحيح ١/ ٤٤٤ (١٣٧٤)، والنسائي في السنن الكبرى ٢/ ٤٨٥ (٤٢٧٦)، والبيهقي في السنن ٥/ ٢٠١(٩٧٤٢).

حدیث〈136=76〉:

{7} نیز صحیح مسلم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا کَمَا حَرَّمْتَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرَاھِیْمَ الْحَرَمَ. (1)

الٰہی ! بے شک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم بنایا۔

احمد والروياني عن أبي قتادة رضي الله تعالى عنه.

حدیث〈137=77〉:

{8} نیز صحیح مسلم میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ بَیْتَ اللّٰہِ وَآمَنَہٗ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا لَا یُقْطَعُ عِضَاھُھَا وَلَا یُصَادُ صَیْدُھَا.(2)

بے شک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنایا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے وحشی جانور شکار نہ کئے جائیں۔

م والطحاوي عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه.

---

(1) اخرجه أحمد في مسنده ٥ /٣٠٩ (٢٢٦٨٣) وابو سعيد الجندي في فضائل المدينة ٣٥(٦٥) وذكره المتقي الهندي في كنز العمال ١٢/ ٢٣٤(٣٤٨٧٥) وعزاه إلى الإمام احمد والروياني .[وقال الإمام :في صحيح مسلم كذا في منتخب كنز العمال منه]
وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/ ٦٥٣(٥٨٤٣) رواه احمد و رجاله رجال الصحيح .

(2) اخرجه مسلم في الصحيح ١/ ٤٤٠ (١٣٦٢) ولفظه سواء .
لكن ذكره المتقي الهندي في كنز العمال ١٢/ ٢٣٢(٣٤٨٨٠) بلفظه، وعزاه = = =

حدیث ﴿138=78﴾

﴿9﴾ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ.... وَجَعَلَ اِثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى. (1)

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرم کردیا اور اسکے آس پاس بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

ھما وأحمد وعبد الرزاق في مصنفه۔ اور ابن جریر کی روایت یوں ہے، فرمایا:

= = إلى مسلم ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢/ ٣٣٢ ، وفي نسخة ٤/ ١٩٢ (٥٨٣٨) لفظ له ، وعبد بن حميد في مسنده ٣٢٥ (١٠٧٢)، وأبو يعلى في مسنده ٤/ ١٣٣ (٢١٥١)، والنسائي في السنن الكبرى ٢/ ٤٨٧ (٤٢٨٤)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٨ (٩٧٤٧).

(1) أخرجه مسلم في الصحيح/ ٤٤٢ (٣٧٤) بلفظ له ، وابن أبي شيبة في المصنف ٧/ ٢٩٥ (٣٦٣٢٣)، وعبد الرزاق في المصنف ٩/ ٢٦٠ (١٧١٣٥)، وأحمد في مسنده ٢/ ٤٨٧ (١٠٣٢٣)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٦ (٩٧٣٢).

ولفظ البخاري في الصحيح (١٧٧٣) باب: لابتي المدينة ؟ عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقول لو رأيت الظباء بالمدينة ترتع ما ذعرتها قال رسول الله ﷺ ما بين لابتيها حرام .ونحوه في الصحيح للمسلم (٣٧٤) ،والترمذي في الجامع (٣٩٢١)، و مالك في الموطأ ٢/ ٨٨٩ (١٥٧٧)، وأحمد في مسنده ٢/ ٢٣٦، وابن الجارود في المنتقى ١٣٥، وابن حبان في الصحيح ٩/ ٦٧، والنسائي في السنن الكبرى ٢/ ٤٨٨، و البيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٦، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٤/ ١٩٣، وابن عبد البر في الإستذكار ٨/ ٢٢٣، و في التمهيد ٦/ ٣٠٩، والجندي في فضائل المدينة ٤٧ (١٧).

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَجَرَهَا أَنْ يُعْضَدَ أَوْ يُخْبَطَ.(1) — رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔

رواه عن حبيب الهذلي عنه رضي الله تعالى عنه .

حدیث ﴿139=79﴾:

{10} صحیح مسلم میں ہے، رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ.(2) — بے شک رسول اللہ ﷺ نے تمام مدینہ کو حرم بنایا۔

م و طحاوي في معاني الآثار .

حدیث﴿140=80﴾:

{11} نیز صحیح مسلم و شرح معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے:

قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ نَعَمْ،... الْحَدِيْثَ. زَادَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فِيْ رِوَايَةٍ: لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلِمُسْلِمٍ فِيْ أُخْرٰى نَعَمْ، هِيَ حَرَامٌ لَا — یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کیا مدینہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرم بنادیا؟ فرمایا ہاں، اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی

(1)(ذكره المتقي في كنز العمال ۱۴/۳۲ (۳۸۱۵۳) وعزاه إلى ابن جرير).

(2)(أخرجه مسلم في الصحيح ۱/۴۴۰ (۱۳۶۱) ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲/ ۳۳۴ وفي نسخة ۴/۱۹۲ (۵۸۳۰) ،بلفظ له وعبد الرزاق في المصنف ۹/۲۶۱ (۱۷۱۴۶)، والطبراني في الكبير ۴/۲۵۷ (۴۴۲۳ ، ۴۴۲۴) ،وأبو سعيد الجندي في فضائل المدينة ۴۴ .

يُخْلِي خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

[والعیاذ باللہ تعالی](1)

حدیث(141=81):

{12} سنن ابی داؤد میں ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ . (2)

بے شک رسول ﷺ نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

حدیث(142=82):

{13} شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے جال پھینک دیئے اور فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صَيْدَهَا .(3)

تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام کردیا ہے۔

---

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ١/ ٣٣١(٣٣٢٢)، والبخاري في الصحيح في الاعتصام، (٦٨٧٦) والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢/ ٣٣٣، وفي نسخة ٢/ ٩٣، وأحمد في مسنده ٢/ ٣٩٨(٣٠٨٥)، وأبو يعلى في مسنده ٧/ ٩١(٤٠٢٧)، وابن أبي شيبة في المصنف ٧/ ٣٩١(٣٦٣٢٧) وابن عساكر في حديث البُرُوجِردي (١). وغيرهم.

(2)(أخرجه أبو داود في السنن ٢/ ٢٧٨(٢٠٣٧)، وأحمد في مسنده ١/ ١٧٠(١٤٦٠)، والبيهقي في السنن ٥/ ٣٩٩(٩٧٥٦)، والمزي في تهذيب الكمال ٢/ ٩١) .

(3)(أخرجه أحمد في مسنده ٥/ ١٩٠(٢١٧٠٧) لفظ له، والطبراني في الكبير ٥/ ١٥١ (٤٩٣٣) والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢/ ٣٣٢، وفي نسخة ٣/ ٩٢، وأبو سعيد الجندي في فضائل المدينة ٣٥(٢٦) وابن عبد البر في الاستذكار ٨/ ٢٣٥، وغيرهم.

الامام ابوجعفر الطحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا. (1)

بیشک نبی ﷺ نے مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرام کر دیا۔

حدیث ﴿143=83﴾:

{14} ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ يُعْضَدَ شَجَرُهَا أَوْ يُخْبَطَ .(2)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینہ کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث ﴿144=84﴾:

{15} ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں۔ میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے شدت سے میرے کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا:

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کا شکار

---

(1) (اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف ٧/٢٩١ (٣٦٢٢٥) وابن الجعد في مسنده ٣٣(٢٨٤٣) والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢/ ٣٤٢ والطبراني في الكبير ٥/١٥٠(٤٩١٠).

(2) اخرجه الطحاوي في معاني الآثار ٢/٣٤٢ وفي نسخة ٤/٩٢(٥٨٣٩)، وأبو يعلى في مسنده ٢/٢٨٢(٩٩٨)، والنسائي في السنن الكبرى ٢/٤٨٧ (٤٢٨٣) واحمد في مسنده ٣/٢٣(١١٩٣) بلفظ: "حرم رسول الله ﷺ ما بين لابتي المدينة ان يعضد شجرها او يخبط".

وَسَلَّمَ صَيْدَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.(1) حرام فرمادیا ہے۔

حدیث﴿145=85﴾:

{16} صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ النَّقِيْعَ وَقَالَ: لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ .(2)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے نقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوئے اللہ ورسول کے۔(جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

روی الثلثہ الإمام الطحاوي .

یہ سولہ(16) حدیثیں ہیں پہلی آٹھ(8) میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا۔اور پچھلی آٹھ(8) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کردینے سے مدینہ طیبہ حرم ہوگیا۔حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔

پہلی آٹھ(8) سے سات(7) میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی طرف بھی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انہوں نے حرم کردی۔انہوں نے امن والی بنادی حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ.(3)

بے شک مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے۔کسی آدمی نے نہیں کیا۔

---

(1)(أخرجه الطحاوی فی معانی الآثار ۲/ ۳۳۲،وفی نسخة ۴/۱۹۱(۵۸۴۳)، والبزار فی مسنده ۳/۲۲۱(۱۰۰۸)، والبیهقی فی السنن الکبری ۵/۱۹۸(۹۷۴۹).

(2)(أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار ۳/۲۶۹(۴۹۱۳) .

(3)(أخرجه البخاري في الصحيح(۱۰۴)،باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب،۱/۲۴۷

البخاري والترمذي عن أبي شريح العدوي رضي الله تعالى عنه .

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان وہابیت پر آفت اور سخت شدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔

مثلاً حدیث(86=146):

﴿17﴾ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا .(1) مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے۔

هما وأحمد والطحاوي، واللفظ للجامع الصحيح .

= = (١٧٣٥)،و(٣٠٤٤) ،و مسلم في الصحيح (١٣٥٤)، باب :تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها ... والترمذي في الجامع ١/ ١٠٠(٨٠٩)، والنسائي في السنن (٢٨٧٦)،وفي السنن الكبرى ٢/ ٣٨٤(٣٨٥٩)،و ٣/ ٤٣٠(٥٨٣٦)، واحمد في مسنده ٤/ ٣١ (١٦٤٢٠)، و ٦/ ٣٨٤(٢٧٢٠٤)، و ٣٨٥ (٢٧٢٠٨) ،والشافعي في مسنده ٢٠٠(٩٦٦)،والطحاوي في شرح معاني الآثار ٣/ ٣٢٧(٥٠٥٠)، والطبراني في الكبير ٢٢/ ١٨٥ (٤٨٣)، و١٨٦ (٤٨٦)،والبيهقي في السنن الكبرى ٥٩/٧ (١٣١٥٢)، و٨/ ٥٢(١٥٨٤٦)، و٩/ ٢٢٢ (١٨٥٤٣) ،وابن عساكر في تاريخه ٢٦/ ٣٧،وابن عبد البر في التمهيد ٢٠/ ١٧٩ وغيرهم .

(1) اخرجه البخاري في الصحيح ١/ ٢٥١(١٧٦٨)،ابواب فضائل المدينة ، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٧(٩٧٣٩)

ولمسلم من طريق عاصم الأحول قال سالت انسا أحرم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ؟ قال نعم هي حرام ...الحديث ،كما مر تخريجه آنفاً .

حدیث ﴿147=87﴾:

{18} صحیحین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ ...الحدیث .(1)

مدینہ حرم ہے۔

هما والطحاوي وابن جرير، واللفظ لمسلم .

حدیث ﴿148=88﴾:

{19} صحیحین میں مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی کَذَا وَلِمُسْلِمٍ وَالطَّحَاوِيِّ: مَا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ، اَلْحَدِیْثَ زَادَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِیْ رِوَایَةٍ: لَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُھَا .(2)

مدینہ کو عیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

---

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح/١ ٤٤٢ (١٣٧٤)، وأحمد في مسنده ٢/٥٢٦ (١٠٨٢)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/١٩٦ (٩٧٤٣)، والذهبي في معجم المحدثين ١٩١في ترجمة عيسى بن يحيى السبتي الأنصاري.

ولفظ البخاري في الصحيح (١٨٧٣) باب: لابتي المدينة :" عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقول لو رأيت الظباء بالمدينة ترتع ما ذعرتها قال رسول الله ﷺ ما بين لابتيها حرام. تقدم تخريجه آنفا.

(2)(أخرجه البخاري في الصحيح/٢ ٢٥١ (٣١٧٢) باب اثم من تبرأ من مواليه، و (٦٨٧٠) باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم والغلو في الدين والبدع...لفظ له، ومسلم في الصحيح/١ ٤٤٢ (١٣٧٠) و (١٥٠٨) باب تحريم تولي العتيق غير مواليه

حدیث(149=89):

{20} صحیح مسلم، سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک سے ہے مدینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

إِنَّهَا حَرَمٌ اٰمِنٌ .(۱) بے شک یہ امن والی حرم ہے۔

هو وأحمد والطحاوي وابو عوانة .

حدیث(150=90):

{21} امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

= والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۳۱۸ (۲۲۱۵) ، وأبو داود في السنن ۱/۲۷۸ (۲۰۳۵) ،وأحمد في مسنده۱/۸۱(۱۱۵) و۱۵۱(۱۲۹۷)،وفي فضائل الصحابة ۲/۷۰۳ (۳۰۴) ، والطيالسي في مسنده ۲۱ (۱۸۴) ،و أبو عوانة في مسنده ۲۳۹،۲۴۰، والنسائي في السنن الكبرى ۲/۳۸۶(۴۲۷۷)، و(۴۲۷۸)، وابو يعلى في مسنده ۱/۲۲۸ (۲۶۳) ،والبزار في مسنده ۳/۳۳(۷۸۴)، والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۴۱ (۹۷۳۱)، وأبو نعيم في المسند المستخرج ۴/۴۰،۴۱،وفي الحلية ۴/۳۳۱، وعبد الله بن احمد في السنة ۲/۵۴۲،۵۴۳، والخطيب في تقييد العلم ۸۸، وابن عساكر في تاريخه ۴۲/۳۹۶، والدارقطني في العلل ۴/۱۵۳،۱۵۴وغيرهم .

(1)أخرجه مسلم في الصحيح۱/۴۴۳(۱۳۷۵)،وأحمد في مسنده ۳ /۴۸۶ والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲/۳۴۲ وفي نسخة ۴/۱۹۲،وابن أبي شيبة في المصنف۶/۴۰۶،والطبراني في الكبير ۶/۹۲(۵۶۱۱)، والمحاملي في أماليه ۲۵۶، وابن قانع في معجم الصحابة۱/۲۶۷، والخطيب في موضع أوهام الجمع والتفريق ۱/۴۸۰،والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۱۹۸،وأبو نعيم في المسند المستخرج۴/۴۴ .

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَرَمٌ وَحَرَمِي الْمَدِيْنَةُ.(1) ہر نبی کے لئے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔

حدیث ﴿151=91﴾ :

{22} عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ كُلَّ دَاخِلَةٍ أَقْبَلَتْ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْعِضَاةِ... الحديث .(2) بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ طیبہ ہو اس کے خاردار درختوں سے ممنوع فرمادیا۔

حدیث ﴿152=92﴾:

{23} امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطاء بن یسار۔ کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کر دیا تھا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دور کر دیا

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ١٥/٣١٨ (٢٩٢٣)، وعبد بن حميد في مسنده ٣٩٢ (٣٤٢٧)، وابن عدي في الكامل ٤/٣٩ في ترجمة شهر بن حوشب، و٥/٣٢٠ في ترجمة :عبد الحميد بن بهرام ، وأبو نعيم في تاريخ أصبهان ١/٤٠٣، وابن عساكر في تاريخه ٢٣/٢١٨.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/٦٣٨(٥٧٩٢):رواه أحمد و إسناده حسن .

وفي الباب عن علي رضي الله تعالى عنه {أخرجه الطبراني في الأوسط٦/٣٥٦(٦٦٠٧).

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/٦٣٨(٥٧٩٣) :رواه الطبراني في الأوسط و رجاله موثقون وفي بعضهم كلام .

وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه {أخرجه الديلمي في الفردوس ٣/٣٣٥.

(2)(أخرجه عبد الرزاق في المصنف ٩/٢٦٩(١٧٢٦٠) .

امام مالک فرماتے ہیں۔اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا:

أَفِي حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْنَعُ هٰذَا.(1)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟۔

حدیث(93=153):

{24} مسند الفردوس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ وَمِنْ هٰذَا الْحَرَمِ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ يَشْفَعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.(2)

اللہ تعالیٰ روز قیامت اس بقیع اور حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بے حساب جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

اور اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں، بالجملہ حدیثیں اس باب میں حد تواتر پر ہیں۔

تو بالیقین ثابت کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا تاکید تام واہتمام

---

(1) أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار ٢/ ٣٣٢، وفي نسخة ٣/ ٣٩٢، ومالك في الموطا ٢/ ٨٩٠(١٥٧٨)، والبيهقي في السنن الكبرى ٥/ ١٩٨(٩٧٥٠)، والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ١/ ٣٩٣، وابن عبد البر في التمهيد ٢٣/ ٤٢٥، وفي الإستذكار ٨/ ٢٣٣.

(2) أخرجه الديلمي في فردوس الأخبار ٥/ ٢٩٠(٨٢٣٣) والفاكهي في أخبار مكة ٤/ ٥١، وذكره الحافظ ابن حجر في الامتاع بالأربعين المتباينة السماع ١٣٢.

وقال الإمام الزيلعي في تخريج الأحاديث والآثار ٢٠٠(٢١٠): قلت: غريب.

تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا ہے۔ بایں ہمہ طائفہ تالفہ وہابیہ کا امام بدفرجام بہ کمال دریدہ دہنی صاف صاف لکھ گیا۔

"گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر یا بھوت و پری کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے سو اس پر شرک ثابت ہے۔"(1)

کیوں ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی تف ہزار تف بروئے بددینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ پڑھنے کی کچھ لاج کرتے ہیں۔ اللہ کی بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ادب داں غلاموں پر۔

ذرا ملاحظہ ہو مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا وہابیہ کا جز و ایمان ہے جو نہ کرے ان کے نزدیک مشرک ہو جائے۔

تنبیہ نبیہ : مسلمانوں صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پرنور مالک الامام صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے۔ نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شرک شد الرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہودگیاں کرتے چلنا فرض عین و جز و ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے عظمت و جلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے

---

(1) (تقویۃ الایمان ص ۱۱۳ ، ملتقطاً)

نزدیک مشرک ہو جائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں: ''راستے میں نا معقول باتیں کرنے سے'' (1) بچنا بھی انہیں امور میں گنا دیا جنھیں خدا پر افترا کر کے کہتا ہے:

''یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔۔۔ جو کوئی کسی پیر پیغمبر کے لئے کرے اس پر شرک ثابت ہے''۔ (1)

سبحان اللہ! نا معقول باتیں کرنا بھی جزو ایمان نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیر یہ ہوگئی کہ مجتہد الطائفہ کو عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ:

﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (2)

پوری یاد نہ آئی ورنہ راہ مدینہ طیبہ میں فسق و فجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے، مشرک ہو جائے۔ ''وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ''۔

لطیفہ حقہ: حضرات نجدیہ خدارا انصاف کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء و اولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز۔

نہیں نہیں! جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستہ میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے۔

ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی ظاہر اور رفث کے معنے ہر نا معقول

---

(1) (ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان ۵۱ و ۵۲ و ۵۳، ۵۴)

(2) [البقرۃ: ۱۹۷]

بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تینوں رکن کامل۔

" وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ " ۔

الحمدللہ ! خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین ۔

تذییل وتکمیل :

اقول وباللہ التوفیق: احکام الہیہ دو قسم ہیں۔ تکوینیہ مثل احیاواماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کردینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالی:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ﴾(1)

کیا ان کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں، جنہوں نے ان کے واسطے دین میں وہ راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالی:

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ (2)

قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

---

(1)[الشوری ۲۱]

(2)[النازعات:۵]

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی شہادت سن چکے کہ:

حضرت امیر وذریہ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را با یشاں وابستہ میدانند۔

مگر کچھ وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کردیا تو شرک کا سودا نہیں اچھلتا۔ اور اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کردیا تو شرک سوجھتا ہے۔ یہ ان کا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچاپن ہے۔

جب ذاتی وعطائی کا تفرقہ اٹھادیا پھر احکام احکام میں فرق کیسا سب یکساں شرک ہونا لازم آخران کا امام مطلق وعام کہہ گیا۔ کسی کام میں نہ بالفعل ان کا دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ نیز کہا، کسی کام کو نارو ایا نار وادینا اللہ ہی کی شان ہے۔ صاف تر کہا کسی کی راہ رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے۔ کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔

اور آگے اس کا قول سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے۔ اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصر کے ساتھ تصریح کر چکا ہے۔ کہ پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرادیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنادیوے۔

نیز کہا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔ صرف بتانے جاننے پہنچانے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرکات کو انہوں نے حرام کردیا۔

آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں ان کے اگلوں نے بتائے یوہیں طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین تابعین کو صحابہ صحابہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کردیا نبی کی نسبت اگر یوں کہے گا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر اور وہ کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو افعال سے گن چکا جو اللہ تعالی نے اپنی تعظیم کیلئے خاص کیے ہیں، اور انہیں غیر کے لئے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا۔ اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں۔

یا یوں سمجھے کہ ان کی اسطرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو ذاتی وعطائی کا تفرقہ دین نجدیت میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا وہ صاف کہہ چکا۔ نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوائے مت مانو۔

جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض ومحرمات کو رسول کیلئے فرض وحرام کردینے سے جانا کیوں کر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے

ولھذا! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گردوپیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا مگر یہ جو ارشاد ہوا کہ مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔ اس چوٹی کے موحد نے کہ جا بجا کہتا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو صاف صاف حکم شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(1)

تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کی جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد صریح ہے۔

---

(1)[الشعراء :۲۲۷]

اوراب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود اگر چہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود، اوران کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لئے پانچ (5) آیتوں کا اور بھی اضافہ کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہ تعالی پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا۔

ورنہ استیعاب آیات (1) میں منظور نہ احادیث میں مقدور، واللہ الھادی إلی منائر النور .

---

(1) مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور یونہی اس مضمون میں کہ خلائق کو موت فرشتے دیتے ہیں صرف دو آیتیں اوپر گزریں قرآن عظیم میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں ہم ان پانچوں کو یہاں ذکر کر دیں۔ کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں۔ ان سب کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہو جائیں۔

آیت:۱ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾[نساء:۹۷] بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے

آیت:۲ ﴿جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ﴾[اعراف:۳۷] ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔

آیت:۳ ﴿وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ﴾[انفال:۵۰] کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔

آیت:۴ ﴿إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوٓءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ﴾[نحل:۲۷] بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔

آیت:۵ ﴿كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ﴾ [نحل:۳۱] ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں۔

جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ آمین . [منہ]

ہم پہلے وہ پانچ (5) آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکام شرعیہ کا ایمان آیات واحادیث سے مسلسل رہے "وباللہ التوفیق"۔

آیت ﴿46=40﴾:

﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ﴾(1) کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔

یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ ونگہبان رہتے ہیں۔

ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں

آیت ﴿47=41﴾:

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ﴾ (2)

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی لوگوں کو اندھیریوں سے نکال لو روشنی کی طرف ان کے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت ﴿48=42﴾:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾(3)

اور بے شک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف

---

(1)[الطارق:۴]

(2)[ابراھیم:۱]

(3)[ابراھیم:۵]

اقول: اندھیریاں کفر وضلالت ہیں۔ اور روشنی ایمان وہدایت جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا اور ایمان وکفر میں واسطہ نہیں ایک سے نکالنا قطعاً دوسرے میں داخل کرنا ہے تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام الوہابیہ کے اس حصر کی کہ

"پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کو کیا کرسکوں غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں۔ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیویں یا فتح شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار" (ملخصاً)

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو۔ یہ کس قدر شدت سے خدا اور رسول کو جھٹلا رہا ہے۔ خیر اسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے شکر اس اکرم الاکرمین کا بجا لائیے۔ جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا۔ ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا　　　تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے۔ ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾(1) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسا کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔

ع .... تا خداوند ہد سلیمان کے دہد

یہی فرق ہے جسے گم کر کے تم ہر جگہ بہکے اور ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾(2) میں داخل ہوئے۔

نَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ وَتَمَامَ الْعَافِيَةِ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

حرام کیا اللہ جل وعلا نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

آیت (49=43):

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾(3)

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

حضور کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگر چہ فی نفسہ فرض نہ ہو

آیت (50=44):

﴿مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت

(1)[القصص ۵۶]

(2)[البقرۃ ۸۵]

(3)[التوبۃ ۲۹]

اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾(1)	کو کہ جب حکم کردیں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنے معاملہ کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنیٰ بنایا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں۔

جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔

اس پر آیہ کریمہ اتری اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا، ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصاً جب کہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بلند وبالاتر ہو بااینہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل وجلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہی کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا۔

---

(1)[الأحزاب ۳۶]

یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا۔ جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا۔ دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا ولہذا ائمہ دین خدا اور رسول میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے۔ جسے رسول نے فرض کیا ہے اور احکام شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرمادیں وہی شریعت ہے۔

ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی "**میزان الشریعہ الکبریٰ**" باب: الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

كَانَ الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَكْثَرِ الْأَئِمَّةِ أَدَبًا مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِذٰلِكَ لَمْ يَجْعَلِ النِّيَّةَ فَرْضًا وَسَمَّى الْوِتْرَ وَاجِبًا لِكَوْنِهِمَا ثَبَتَا بِالسُّنَّةِ لَا بِالْكِتَابِ فَقَصَدَ بِذٰلِكَ تَمْيِيْزَ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَمْيِيْزَ مَا أَوْجَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ........ فَإِنَّهُ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَشَدُّ مِمَّا فَرَضَهُ

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان اکابر ائمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا۔ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ کے فرض اور رسول اللہ ﷺ کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لئے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِہٖ حِیْنَ خَیَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یُّوْجِبَ مَا شَاءَ وَلَا یُوْجِبَ(1)

کہ خدا کا فرض کیا ہوا اُس سے زیادہ موکد ہے۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں۔ جسے نہ چاہیں نہ کریں

(1)(میزان الکبرٰی ۱/ ۸۳ وفی نسخۃ: ۱/ ۱۰ مصدر الکتب العلمیۃ بیروت)

اس میں بارگاہِ وحی و تشریع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

کَانَ الْحَقُّ تَعَالٰی جَعَلَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْرَعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ مَا شَاءَ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ تَحْرِیْمِ شَجَرِ مَکَّۃَ فَاِنَّ عَمَّہُ الْعَبَّاسَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا قَالَ لَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ لَہٗ اَنْ یُّشْرِعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ لَمْ یَتَجَرَّأْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْتَثْنِیَ شَیْئًا مِمَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی.(2)

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مگر اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اُس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ منصب نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

(2)(میزان الکبرٰی ۱/ ۴۴ وفی نسخۃ: ۱/ ۳۰)

پینسٹھ (65) حدیثیں کہ احکام نبی ﷺ کے سپرد ہیں

أقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث (154=94):

{1} ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں ہے

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ : إِلَّا الْإِذْخِرَ . (1)

یعنی عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے، فرمایا مگر اذخر۔

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح باب الأذخر والحشيش في القبر (١٣٤٩)، وباب لا ينفر صيد الحرم (١٧٣٦)، وباب ما قيل في الصواغ ،والنسائي في السنن ، باب النهي أن ينفر صيد الحرم (٢٨٩٢)،وأحمد في مسنده ٢/ ٢٣٨ (٧٢٢١)، والطبراني في الكبير ٣٢٣/١١ (١١٩٥٧)، و في الأوسط ١٥٩/١(٥٩٩)، و١٣٠/٨(٨٢١١)، والبيهقي في السنن الكبرى ١٩٥/٥(٩٧٢١)،وغيرهم .

من طريق عكرمة عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما.

وأخرجه البخاري في الصحيح بباب إذا وجد تمرة في الطريق ،(٢٣٠١)، وباب اثم الغادر للبر والفاجر (٣٠١٧)،و مسلم في الصحيح ، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها ..الخ (٣٥٣)،وأحمد في مسنده ٢٥٩/١ (٢٣٥٣)، والنسائي في السنن . باب حرم مكة (٢٨٧٥)، وفي السنن الكبرى ٣٨٣/٢(٣٨٥٧)،والبيهقي في الشعب ٤٣١/٣، وابن عبد البر في الإستذكار ٢٣٢/٨، وغيرهم .

من طريق طاوس عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما .

وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ٢٦٨/٣(١٣٠٩١)، والدارقطني في السنن ==

حدیث(155=95):

(2)ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ(1)

ایک مرد قریشی نے عرض کی مگر اذخر یا رسول اللہ کہ ہم اُسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

= باب في المرأة تقتل اذا ارتدت ۳۳۵/۳(۱۰۹)، ومحمد بن الحسن الشيباني في الحجة،باب: القوم المحرمين يصيبون الصيد ۳۱/۲، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲۶۰/۲،وغيرهم .

من طريق مجاهد عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما .

وأخرجه أحمد في مسنده ۳۴۸/۱(۳۲۷۹).

من طريق عمرو بن دينا عن بن عباس رضي الله عنهما .

(1) أخرجه البخاري في الصحيح في كتابة العلم۳۲/۱(۱۱۲)، ومسلم في الصحيح باب تحريم مكة وصيدها...۳۳۹/۱(۱۳۵۵)،وابن حبان في الصحيح ۲۸/۹ (۳۷۱۵) وأبو داود في السنن، باب: تحريم حرم مكة (۲۰۱۷)،وابن الجارود في المنتقى ۳۴(۵۰۸)، والنسائي في السنن الكبرى ۴۴۳/۳(۵۸۵۵) ، والبيهقي في السنن الكبرى ۴۰۹/۳(۱۵۱۲)، و۵۲/۸(۱۵۸۱۸)، والدارقطني في السنن على الحدود والديات ۹۶/۳ (۵۸)، و۹۷(۵۹. ۶۰)، وأبو نعيم في المسند المستخرج ۴۳/۴(۳۱۵۴)، والخطيب في تقييد العلم ۸۶.

من طريق كثير عنه . [رجل من قريش وهو العباس]

حدیث (156=96):

{3} صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہما سے سنن ابن ماجہ میں ہے:

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِلْبُيُوتِ وَالْقُبُورِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.(1)	عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کیلئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی:

الثَّانِي مَا أَبَاحَ الْحَقُّ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسُنَّهٗ عَلٰى رَأْيِهٖ هُوَ عَلٰى وَجْهِ الْإِرْشَادِ لِأُمَّتِهٖ كَتَحْرِيْمِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَقَوْلِهٖ فِيْ حَدِيْثِ تَحْرِيْمِ مَكَّةَ إِلَّا الْإِذْخِرَ ...وَلَوْلَا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ يُحَرِّمُ جَمِيْعَ نَبَاتِ الْحَرَمِ لَمْ يَسْتَثْنِ الْإِذْخِرَ لَمَّا سَأَلَهٗ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ. وَنَحْوَ حَدِيْثِ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ	یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرما دیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثنا فرمادیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے حضور کا ارشاد کہ امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا

---

(1) أخرجه ابن ماجه في السنن ٢٣٦ (٣١٠٩) و الحافظ في تغليق التعليق ، باب: الإذخر والحشيش في القبر ٣٣٦/٢ ، وأشار إليه البخاري في التاريخ الكبير ٢٥١/١ في ترجمة أبان بن صالح .

اللَّيْلِ. وَنَحْوَ حَدِيْثِ وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا، فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ لَهُ فِي فَرِيْضَةِ الْحَجِّ: أَكُلَّ عَامٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ، الحديث. وَقَدْ كَانَ ﷺ يُخَفِّفُ عَلَى أُمَّتِهِ حَسْبَ طَاقَتِهِ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ كَثْرَةِ السُّوَالِ وَيَقُوْلُ: اُتْرُكُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ... (1)

تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ میں نماز عشاء کو موخر فرما دیتا متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث﴿157=97﴾:

{4} ابن عباس رضی اللہ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ لَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ. (2)

اگر ضعیف کے ضعف مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشاء کو پیچھے ہٹا دیتا۔

---

(1)(میزان الکبرٰی۱/۳۸،وفي نسخة۱/٦٧،دار الكتب العلمية بيروت،طـ۱۴۱۸ھ)

(2)(اخرجه الطبراني في الكبير۱۱/۴۰۹(۱۲۲٦۱) ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۱/۳۱۳، والمتقي الهندي في كنز العمال۷/۹۳ ۳ (۱۹۴۵۸) .

وقال الهيثمي :وفيه محمد بن كريب وهو ضعيف .

قلت :وله طرق اخرى عند الطبراني في الكبير۱۲/۱۵۸(۱۲۷۵۲) قال :حدثنا عبد الله بن الحسين المصيصي وابو زرعة قالا :ثنا محمد بن بكار بن بلال ثنا سعيد = = =

حدیث(158=98):

{5} آئندہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ .(1)

اگر کمزور کی ناتوانی بیمار کے مرض کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرمادیتا۔

= = بن بشير عن قتادة عن أبي العالية عن بن عباس قال :قال رسول الله ﷺ :لولا ضعف الضعيف و سقم السقيم لأخرت صلاة العشاء الآخرة .وفي مسند الشاميين ٤/٢٧(٩٥٢٦).وابن عساكر في حديث المزاحمي (٣١) وفيه "وكبر الكبير" .

ولـه شواهد من حديث جابر رضي اللّٰه تعالى عنه. رواه عبد الرزاق في مصنفه ١/٣١٢(٢١٢٩) وأبو بكر الشافعي في الفوائد الشهير بالغيلانيات ١/٢٧٢ (٢٦٧) ، والخطيب في تاريخه ١١/٣٢٢ .

وأخرجه ابن حبان في الصحيح ٤/٣٩٦.٣٩٧(١٥٢٩) وابن أبي شيبة في مصنفه ١/٣٥٣ (٤٠٦٣) ،وعبد بن حميد في مسنده (١٠٦٨) ،وأبو يعلى في مسنده ٣/٤٤٤ (١٩٣٩) ، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٧٥ .وفيه لولا ضعف الضعيف أو كبر الكبير لأخرت هذه الصلاة إلى شطر الليل .

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ١/٣١٢،وقال :رواه أحمد ،وأبو يعلى ، ورجال أبي يعلى رجال الصحيح .

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ٣/٥ (١١٠٢٨)،للفظ له، وأبو داود في السنن ، باب :في وقت العشاء الآخرة (٤٢٢)، والنسائي في السنن (٥٣٨)، باب :آخر وقت العشاء ، وابن خزيمة في صحيحه ١/١٧٧ (٣٤٥) ،والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٧٥ = = =

رواه ابن أبي حاتم بلفظ "لو لا أن يثقل على أمتي لأخرت صلوة العشاء إلى ثلث الليل". (1)

حدیث ﴿159=99﴾

﴿6﴾ آئندہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ احمد وابن ماجہ ومحمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفُ اللَّيْلِ (2).

اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

= (۱۴۳۳)، و ۱/۳۵۱ (۱۹۵۸) و ۴/۷۵ (۱۵۲۰)، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق ۳۴/۳.

(1)(أخرجه ابن أبي حاتم في العلل ۱/۹۵ (۲۳۵).

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۵۸ (۷۵۰۳) بلفظ :لو لا أن أشق على أمتي ... و لأخرت عشاء الآخرة إلى ثلث الليل .

وأخرجه أحمد في مسنده ۲/۴۳۳ (۹۵۸۹) بلفظ :...ولأخرت العشاء إلى ثلث الليل أو نصف الليل و في رواية :أو شطر الليل .وابن ماجه في السنن صفحه (۲۹۱)، و ابن حبان في الصحيح ۳/۳۹۹، ۴۰۵ و ۴۰۶ (۱۵۳۱) و (۱۵۳۸ و ۱۵۳۹)، وعبد الرزاق في مصنفه ۱/۵۵۵ (۲۱۰۶)، وابن أبي شيبة في مصنفه ۱/۲۹۱ (۳۳۳۵) ، وابن المبارك في مسنده ۳۶ (۶۳) ، و في الزهد ۱/۴۲۷ (۱۲۳۱) ، والترمذي في الجامع (۱۶۷) باب :ما جاء في تأخير صلاة العشاء الآخر ، والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۳۶ (۱۶۷) .

كلهم من طريق سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

وآخره ابن جرير فقال إلى نصف الليل .(1)

وأخرجه الترمذي في الجامع (١٦٧) بلفظ :لو لا ان اشق على امتي لأمرتهم أن يؤخروا العشاء إلى ثلث الليل أو نصفه .

من طريق سعيد المقبري عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه .

وأخرجه أحمد في مسنده ٢/٢٥٠(٧٤٠٦) بلفظ :لولا أن أشق على أمتي ...و لأخرت العشاء إلى ثلث الليل أو شطر الليل .وذكره المتقي الهندي في كنز العمال ٧/٢٥٦(١٩٣٨٢) وعزاه إلى أحمد و محمد بن نصر.

وأخرجه أحمد في مسنده ٢/٢٥٨(٧٥٠٣) بلفظ :لو لا أن أشق على أمتي ....ولأخرت عشاء الآخرة إلى ثلث الليل .

من طريق أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

وأخرجه الدارمي في الرد على الجهمية ٧٨(٣١)،وفيه :لو لا أن أشق على أمتي ...و لأخرت العشاء الآخرة حتى يذهب ثلث الليل.. إلخ .وأحمد في مسنده١٥/٣٠ (٩٦٧) و٢/٥٠٩ (١٠٦٣٦) ،والدارمي في السنن ١/٣١٣(١٣٨٣) ،والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٦ (١٣٨). كلهم من طريق عطاء عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

وأخرجه النسائي في السنن(٥٣٣) بلفظ لو لا أن أشق على امتي لأمرتهم بتأخير العشاء ...إلخ. وأحمد في مسنده ٢/٢٤٥(٧٣٣٥،و٧٣٣٨)، والشافعي في مسنده ١٣(٤٠) و أبو يعلى في مسنده ١١/١٥٠(٦٢٧٠)، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٥(١٤٣) ، و٣٧(١٥٣).

كلهم من طريق الأعرج عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

(1) (لم أجده عند ابن جرير لكن ذكره المتقي الهندي في كنز العمال ٨/٩٠ (٢١٨٥٩) و عزاه إلى ابن جرير .

ورواه الحاكم في المستدرك ١/٢٤٥(٥٤٦) والبيهقي في السنن الكبرى ===

اوران کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں، إن شاء اللہ تعالی۔

نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے متعدد احادیث صحاح میں ہے۔

حدیث ﴿160=100﴾:

﴿7﴾ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عند احمد و مسلم والنسائی (1)۔

= ١/٣٦(١٣٦) ، بلفظ :لو لا أن أشق على أمتي لفرضت عليهم السواك مع الوضوء ولأخرت [صلاة] العشاء إلى نصف الليل .

من طريق سعيد عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وقال الحاكم :ولم يخرجاه لفظ الفرض فيه وهو صحيح على شرطهما جميعا وليس له علة وله شاهد بهذا اللفظ . ووافقه الذهبي في التلخيص .

وعند الطيالسي (٢٣٢٨) بلفظ :" لو لا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالوضوء عند كل صلاة و مع كل وضوء سواك و لأخرت العشاء إلى نصف الليل" .

والعقيلي في الضعفاء الكبير ٢/٢٣٦ بدون " بالوضوء عند كل صلاة ". والدارقطني في العلل ١٠/٣٥٤ (س ٢٠٣٧).

وعند الطبراني في الأوسط ٧/١٣(٦٧١١) :بلفظ :" لو لا أن أشق على أمتي لجعلت وقت العشاء إلى نصف الليل" .

من طريق حميد بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ١/٤٣٢(١٣٣٧) بلفظ :قال :خطبنا رسول الله ﷺ فقال أيها الناس قد فرض عليكم الحج فحجوا فقال رجل أكل عام يا رسول الله ﷺ ؟ فسكت حتى قالها ثلاثا ، فقال رسول الله ﷺ :لو قلت :نعم ، لوجبت و لما استطعتم ثم قال :ذروني ما تركتكم فإنما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على أنبيائهم فإذا أمرتكم بشيء فأتوا منه ما استطعتم وإذا نهيتكم عن شيء فدعوه . == ==

حدیث ﴿161=101﴾:

{8} امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لَا وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ" رواہ أحمد (1)

ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

حدیث ﴿162=102﴾:

{9} ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ثُمَّ إِذًا لَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تُطِيْعُوْنَ. أحمد و الدارمي النسائي .(2)

میں ہاں فرما دوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔

= = وأحمد في مسنده ۲/۵۰۸(۱۰۶۵)، والنسائي في السنن ۲/۱ (۲۶۱۹)، وفي السنن الكبرى ۲/۳۹ (۳۵۹۸)، و إسحاق بن راهويه في مسنده ۱/۱۳۴(۱۰)، وابن خزيمة في الصحيح ۴/۱۲۹(۲۵۰۸)، والدارقطني في السنن ۲/۲۸۱ ، والبيهقي في السنن ۴/۳۲۵ (۸۳۹۸).

كلهم من طريق محمد بن زياد عن أبي هريرة رضي الله عنه .سيأتي تخريجه قريبا .

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۱/۱۱۳(۹۰۵)، والترمذي في الجامع ۱/۱۰۰(۸۱۳)، و(۳۰۵۵)، و ابن ماجه في السنن ۲۱۳(۲۸۸۴)، والحاكم في المستدرك ۲/۳۲۲ (۳۱۵۷)، والدارقطني في السنن ۲/۲۸۰، وأبو يعلى في مسنده ۱/۳۹۹(۵۱۷)، و۴۳ (۵۴۲) ،والخطيب في تاريخه ۱۳/۶۵، وابن عدي في الكامل ۶/۳۹۲ .

كلهم من طريق أبي البختري عن علي رضي الله تعالى عنه .

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ۱/۳۷۰،۳۷۱(۳۵۱۰ و۳۵۲۰)، والدارمي في السنن ۲/۴۶ (۱۳۸۸)، والنسائي في السنن ۲/۱ (۲۶۲۰) لفظ له، وفي السنن الكبرى ۲/۳۹(۳۵۹۹) ،والحاكم في المستدرك ۱/۶۴۲(۱۷۲۷)، و۶۴۳(۱۷۲۸) = =

حدیث(163=103):

{10} انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا وَلَوْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا عُذِّبْتُمْ" رواه ابن ماجه(1)	اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تم بجا نہ لاؤ۔ اور اگر بجا نہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ۔

﴿〉 اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم وسنن نسائی میں اُسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے، کہ فرمایا:

"لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" (2)	اگر میں فرماتا ہوں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بے شک تم نہ کر سکتے۔

میلاد مبارک قیام و فاتحہ وسوم وغیرہ

پھر فرمایا:

ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ	مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء

= والدارقطني في السنن ٢/٢٧٨، و٢٧٩، والبيهقي في السنن الكبرى ١٧٨/٥ (٩٤٢٨). كلهم من طريق ابي سنان عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما .

(1)(اخرجه ابن ماجه في السنن ٢٣(٢٨٨٥)، وفي الزوائد هذا إسناد صحيح .
وابن أبي شيبة في مصنفه ٦/٣٢٢ (٣١٧٤٣)، وأبو يعلى في مسنده ٦/٣٦١ (٣٦٩٠).
وقال الحافظ ابن حجر في تلخيص الحبير ٢/٢٢٠(٩٥٢) رجاله ثقات .

(2)(اخرجه مسلم في الصحيح ١/٤٠٩، واحمد في مسنده ٢/٥٠٨(١٠٦١٥)، والبيهقي في السنن ٤/٣٢٥(٨٣٩٨)،وتقدم تخريجه آنفا .

عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ "(1)[وفي رواية : فانتهوا. وفي لفظ فاجتنبوه]

کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اُسے چھوڑ دو۔

---

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح ٢٠٦ (١٣٣٧)، وأحمد في مسنده ٢/٢٥٦، (٩٨٨٨)، و٤٦٧ (١٠٠٤٩)، و٥٠٨ (١٠٦١٥)، وإسحاق بن راهويه في مسنده ١/٣٣٢، (٢٠)، و١٥١ (٩)، وابن الجعد في مسنده ١٧٦ (١١٣٦)، وابن خزيمة في الصحيح ٤/١٢٩ (٢٥٠٨)، والنسائي في السنن (٢٦١٩)، وفي السنن الكبرى ٢/٣١٩ (٣٥٩٨)، والمروزي في السنة ٣٩، ٤٠ (١٢٤)، والطحاوي في مشكل الآثار (١٤٦٧)، وابن حبان في الصحيح ٩/١٨ (٣٧٠٤)، والبيهقي في السنن الكبرى ٤/٣٢٥ (٨٣٩٨)، وأبو الفضل المقري في أحاديث في ذم الكلام وأهله ١/٣٢، و٣٧.

كلهم، من طريق: محمد بن زياد عن أبي هريرة رضي الله عنه.

○ وأخرجه مسلم في الصحيح، في الفضائل (٢٠٦٢، ٢٠٦٧)، والطبراني في الأوسط ٨/٣٢٩ (٨٧٧٣)، وأبو الفضل المقري في أحاديث في ذم الكلام وأهله ١/٣٩، وغيرهم. من طريق أبو سلمة وسعيد بن المسيب عن أبي هريرة رضي الله عنه.

○ وأخرجه مسلم في الصحيح، في الفضائل (٢٠٦٨)، وأحمد في مسنده ٢/٤٩٥، والترمذي في الجامع (٢٦٧٩)، وابن ماجه في السنن ٢ (٢، ١)، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/١٠٣، وغيرهم. من طريق أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

○ وأخرجه مسلم في الصحيح، في الفضائل (٢٠٦٨)، والحميدي في مسنده (١١٢٥)، وابن حبان في الصحيح ١/١٩٨ (١٨)، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/١٠٣، وغيرهم. من طريق عن عبد الرحمن بن هرمز الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه.

○ وأخرجه مسلم في الصحيح، في الفضائل (٢٠٦٨)، وعبد الرزاق في المصنف = = =

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کردوں اُسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں۔ تو تم پر تنگی ہو جائے۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں۔ خدا اور سول جل وجلالہ و ﷺ نے اس کا کہاں حکم دیا ہے ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور سول جل وجلالہ و ﷺ نے کہاں منع کیا ہے جب نہ حکم دیا نہ منع کیا تو جواز رہا تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ ورسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ

= ۲۲۰/۱، والبغوي في شرح السنة ۱/۱۹۷،۱۹۸(۹۸،۹۹)، والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۲۵۳، وغيرهم.من طريق همام بن منبه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

Oواخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۴۷(۷۳۶۱) و۲/۴۲۸، والشافعي في مسنده ۱/۲۷۲، وفي الأم ۵/۱۴۳، والحميدي (۱۱۲۵)، وابن حبان في الصحيح ۱/۱۹۸، والبيهقي في السنن الكبرى ۷/۱۰۳، وغيرهم. من طريق محمد بن عجلان عن أبيه عن أبي هريرة .

Oواخرجه أحمد في مسنده ۲/۵۰۳ (۱۰۵۳۸) وابن حبان في الصحيح ۳/۳۹ (۳۳۵) .من طريق أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

Oواخرجه ابن حبان في الصحيح ۹/۱۸(۳۷۰۴)
من طريق يوسف بن سعد عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وفي الباب :عن المغيرة بن شعبة رضي الله تعالى عنه :
أخرجه الطبراني في الأوسط ۶/۱۳۵، ۱۳۶(۶۰۱۷) .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد۱/۳۹۲ (۷۲۱) رواه الطبراني في الأوسط وفيه من لم أعرفه .

Oوفي رواية علي رضي الله تعالى عنه :......ما استطعتم فاتركوني ما تركتم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا أمرتكم بشيء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه . رواه البغوي في تفسيره ۱/۱۰۵ ،المائدة ۱۰۱.

شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک وقیام وفاتحہ سوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کا روشن فرمایا ہے۔ "فنور اللہ منزلہ و اکرم عند نزلہ" امین۔

امام احمد قسطلانی "مواہب لدنیہ شریف" میں فرماتے ہیں:

مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ.(1)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے جس حکم سے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: "من الأحكام وغيرها" (2)۔

کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں ﷺ۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

بَابُ اِخْتِصَاصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهٗ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ ۔(3)

باب اس بیان کا کہ خاص نبی ہی ﷺ کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

---

(1) (المواهب اللدنية ٢/٩٨٦، المكتب الاسلامی بیروت)

(2) (شرح الزرقاني على المواهب ٧ / ٣٤٦ دار الكتب العلمية ، بيروت)

(3) (الخصائص الكبرى ٢/٤٥٩)

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کیے اور امام سیوطی نے دس پانچ وہ اور پانچ اور فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کر دیئے۔ اور پندرہ اور بڑھائے اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ بائیس واقعے ہوئے۔

وللہ الحمد! ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے۔

ابو بردہ کیلئے ششماہہ بکری کی قربانی جائز فرما دی

حدیث(164=104):

{11} صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے اُن کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی۔

جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو میں کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے۔ مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا:

"اِجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ يَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" (1)

اس کی جگہ اسے کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہو گی۔

---

(1)(اخرجه البخاری فی الصحیح ۲/۲۳، ۲۴(۹۱۲، و۹۲۲،لفظ له ،و۹۲۵و۹۳۳، و۹۳۰)،و(۵۲۲۵) بـاب :سـنة الأضـحية ، و(۵۲۴۰)، و(۵۲۴۳) ، ومسلم فی الصحیح ۲/۱۵۴(۱۹۶۱)، وأبو داود في السنن (۲۸۰۰) ، باب :ما يجوز في الضحايا من السنن ، والنسائي في السنن (۱۵۶۳) باب :الخطبة العيد ، و(۱۵۸۱) باب :حث الإمام على الصدقة في الخطبة ، و(۴۳۹۴)، و(۴۳۹۵)،وفي السنن الكبرى ۱/۵۴۴ (۱۷۶۳)، و۵۵۴(۱۸۰۳)،و ۳/۶۰ ، وأحمد في مسنده۴/۲۸۱ ، ۲۸۲، و۲۸۷ ==

= = و٢٩٧، و٣٠٣، والدارمي في السنن ١٠٩/٢(١٩٩٢)،وابن الجعد في مسنده ٨٨ (٥٠٩)،و٣٩٠(٢٦٣١)، و٣٩٨ (٢٦٧٢) ،و ابن الجارود في المنتقى ٢٢٨(٩٠٨)، وابن حبان في الصحيح ٢٢٧/٣ (٥٩٠٦)، و٢٢٨(٥٩٠٧) ،و٢٣١(٥٩١٠) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١٧٢/٤ (٥٦٤١)، والطبراني في الأوسط ٣٦/٢ (١١٥٨) ،و٢٢٣،٢٢٢ (٣٠١٣) ، وأبو يعلى في مسنده ٢٢٢/٣ ، ٢٢٢ (١٦٩١)، ١٦٩٢) ،و أبو عوانة في مسنده ٦٦/٥، ٦٧إلى٧٠ (٧٨٠٩، إلى ٧٨٢٦) ،و أبو نعيم في الحلية ٣٣٧/٤، و ٣٤/٥، ٣٥، ١٨٣/٧، وفي مسانيد فراس المكتب ٢٣(٣)، والبيهقي في السنن ٢٨٣/٣(٥٩٥٩)،و٣١١ (٦٠٥٦)، و٢٩٢/٩ (١٨٨٠٢) ، و٢٩٩(١٨٨٣٧)،و٢٧٦(١٨٨٨٩إلى١٨٨٩٥)،وفي فضائل الأوقات ٣٩١(٢٠٩)، و في معرفة السنن والآثار ٢٠٨/٧، و ٢١٣، وابن مردويه في جزء فيه أحاديث ابن حبان ١٣٢ (٧٠)، وأبو عمرو المديني في جزء نضر الله ٥١ (٣١) ،و أبو جعفر ابن البختري في مجموع فيه مصنفات٢٢٠،٢٢١(٢٣٥) وابن عدي في الكامل ٢٢٣/٥، وابن عبد البر في التمهيد ١٨٣/٢٣ ، وفي الإستذكار ٢٢٥/٥.)

كلهم من طريق الشعبي عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه ،ورواه عن الشعبي جماعة منهم منصور بن المعتمر وداود بن أبي هند ومطرف بن طريف وزبيد وعاصم الأحول وفراس وسيار وغيرهم .

وأخرجه أحمد في مسنده ٣٠٣/٤ ،ومسلم في الصحيح (١٩٦١)، والبخاري في الصحيح (٥٢٣٧) باب قول النبي ﷺ لأبي بردة ، و أبو عوانة في مسنده ٧٣/٥،٧٤ (٧٨٣٩ الى ٧٨٤١ ، والطيالسي في مسنده ١٠٢ (٧٥٢) وابن حبان في الصحيح ٢٣٢/٣ (٥٩١١) والبيهقي في السنن الكبرى ٢٧٧/٩ (١٨٨٩٦) .

من طريق أبي جحيفة يحدث عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه . = = =

﴿۴﴾ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے:

خُصُوْصِيَّةٌ لَهٗ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِهٖ إِذْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَنْ شَاءَ مِنَ الْأَحْكَامِ.

یعنی نبی ﷺ نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

ایک بار عقبہ بن عامر کو ششماہہ بکری کی قربانی کی اجازت عطا کی

حدیث(165=105):

{12} صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کیلئے جانور عطا فرمائے ان کے حصہ میں ششماہہ بکری آئی۔ حضور سے حال عرض کیا، فرمایا:

= = وأخرجه أحمد في مسنده ۴ /۲۸۲ (۱۸۵۰۳)

من طريق يزيد بن البراء بن عازب عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه .

وأخرجه الطبراني في الكبير ۲۲/۱۹۳، ۱۹۴(۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷) ، وأبو جعفر ابن البختري في مجموع فيه مصنفات ۲۴۰(۲۳۰۳)

من طريق أبي اسحاق عن البراء عن خاله أبي بردة بن نيار رضي الله تعالى عنه .

وفي الباب عن أبي زيد الأنصاري رضي الله تعالى عنه .

رواه ابن ماجه في السنن (۳۱۵۴)، وأحمد في مسنده ۵/۷۷ وغيرهما .

وعن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه.

رواه ابن حبان في الصحيح ۱۳/۲۳۰وغيره. وقال الهيثمي في المجمع ۴/۲۳ (۵۹۸۳) رواه أحمد وأبو يعلى ورجالهما رجال الصحيح .

"ضَحِّ بِهَا" (1) تم اسی کی قربانی کردو۔

سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے :

وَلَا رُخْصَةَ فِيْهَا لِأَحَدٍ بَعْدَكَ.(2) تمہارے بعد اور کسی کیلئے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق "اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ" میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔

"احکام مفوض بودے ﷺ برقول صحیح".(3)

صحیح قول کے مطابق احکام آپ ﷺ کے سپرد کیے گئے ہیں۔

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح،باب قسمة الإمام لأضاحي بين الناس، ٨٣٢/٢ (٥٢٢٧)، ومسلم في الصحيح ١٥٥/٢(٣٦٦٥) ،والترمذي في الجامع (١٥٠٠)، وأحمد في مسنده ١٤٤/٤،١٥٦،والدارمي في السنن ١٠٦/٢ (١٩٥٣)،والطيالسي ٣٥ (١٠٠٢)، وأبو عوانة في مسنده ٧٤/٥،٧٥، وابن خزيمة في الصحيح ٢٩٤/٣ (٢٩١٢) ، والنسائي في السنن (٤٣٨٠،٤٣٨١) و في السنن الكبرى ٥٦/٣،٥٧ (٤٤٧٠،٤٤٧١)، والبيهقي في السنن الكبرى ٢٦٩/٩، ٢٧٠، والطبراني في الكبير ٣٤٣/١٧، ٣٤٤ ،٩٣٥،إلى ٩٤٧)، وفي مسند الشاميين ٩١/٤(٢٨١٧) .

(2) (أخرجه البيهقي في السنن الكبرى ٢٦٩/٩،٢٧٠(١٨٨٤١،١٨٨٤٢)،وذكره الحافظ في الفتح ١٤/١٠،١٢،وعزاه إلى البيهقي ، لفظ له .

وقال :فهذه الزيادة اذا كانت محفوظة كانت له كما رخص لأبي بردة بن نيار .

قلت : إسناده صحيح .

وهي ان لم تكن محفوظة لفظا فلا يشك في صحتها معني قوله " ضح بها أنت " فانه ظاهر الدلالة على الخصوصية .

(3)(أشعة اللمعات

ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخش دی

حدیث ﴿166=106﴾:

{13} صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے جب بیعت زنان کی آیت اُتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی ﴿وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ﴾ اور مُردے پر بیان کرکے رونا چیخنا بھی گناہ تھا۔ میں نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اٰلِ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا اَسْعَدُوْنِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَا بُدَّلِیْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اٰلِ فُلَانٍ.(1)

یا رسول اللہ فلاں گھر والوں کا استثنا فرما دیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے انکی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کردیئے۔

اور سنن نسائی میں ہے، ارشاد فرمایا:

---

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ١/٣٠٢ (٩٣٦)، وأحمد في مسنده ٥/٨٥، و٦/٤٠٧-٤٠٨، وابن أبي شيبة في مصنفه ٣/٦٠ (١٢١٠٠)، و إسحاق بن راهويه في مسنده ٥/٢١٥ (١٧)، وابن حبان في الصحيح ٧/٤١٣ (٣١٤٥)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمعاني ٦/١١٣ (٣٣٤٣)، والنسائي في السنن الكبرى ٦/٤٨٨ (١١٥٨٧)، والحاكم في المستدرك ١/٥٤٠ (١٤١٣)، وأبو نعيم في المسند المستخرج ٣/٢٠ والطبراني في الكبير ٢٥/٥٩ (١٣٦)، والبيهقي في السنن الكبرى ٤/٦٢ (٦٨٩٨)، و ابن عبد البر في التمهيد ١٢/٢٢١.

كلهم من طريق عاصم عن حفصة عن أم عطية رضي الله تعالى عنها .

" اِذْهَبِيْ فَاَسْعِدِيْهَا "(1) جا اُن کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے:

" فَاَذِنَ لَهَا ".(2) سید عالم ﷺ نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے فرمایا:

" اِذْهَبِيْ لَكَافِئِيْهِمْ "(3) جاؤ ان کا بدلہ اُتار آؤ۔

﴿٭﴾ امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی۔ خاص آل فلاں کے بارے میں

وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ (4) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرما دیں۔

حدیث ⟨167=107⟩:

{14} یہی مضمون ابن مردویہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کیلئے ہے " قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَبِيْ وَأَخِيْ مَاتَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَإِنَّ فُلَانَةَ

---

(1)(أخرجه النسائي في الكبرى، كتاب البيعة، باب: بيعة النساء ۲/۱۸۳(۲۱۷۹)، و في السنن الكبرى ۴/۲۲۸(۷۸۰۲).

(2)(لم أجده في المطبوع)

(3)(ذكره الحافظ في فتح الباري، باب ﴿ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ﴾ ۸/۶۳۹، بلفظ:" فاذهبي فكافئيهم" وعزاه إلى أحمد والطبري ۲۳/۷۳، بلفظ:" فانطلقي فكافئيهم

(4) مسلم مع شرح النووي ۱/ ۳۰۴ وذكره الحافظ في الفتح ۸/۶۳۸.

أَسْعَدَتْنِي وَقَدْ مَاتَ أَخُوْهَا... الحديث". (1)

حدیث﴿168=108﴾:

{15} ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک جگہ نوحے کا بدلہ اُتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا:

قَالَتْ: فَرَاجَعْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي ثُمَّ لَمْ أَنُحْ بَعْدَ ذٰلِكَ.(2)

میں نے کئی بار حضور سے عرض کی آخر حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا

حدیث﴿169=109﴾:

{16} احمد، طبری میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اُتارنے کا اذن چاہا، فرمایا:

"إِذْهَبِي فَكَافِئِيْهِمْ "(3)

جاؤ عوض کرآؤ۔

---

(1)(ذكره الحافظ في فتح الباري ،باب﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ ، ٨/٦٣٩، لفظ له، وعزاه إلى ابن مردويه ، والسيوطي في الدر المنثور٦/٣٣١، وفي نسخة ٨/٣٤، الممتحنة :١٣،بلفظ :فقالت خولة بنت حكيم الأنصارية :يا رسول الله ﷺ ان فلانة أسعدتني وقد مات أخوها فأنا أريد ان أجزيها.وعزاه إلى ابن جرير وابن مردويه .

(2)(أخرجه الترمذي في الجامع باب سورة الممتحنة (٣٣٠٧) بلفظ قالت فأتيته مرارا فأذن لي في قضائهن فلم أنح بعد على آخاتهن ولا غيره حتى الساعة ... إلخ. والطبراني في الكبير ٢٤/١٨١(٤٥٨)،وابن عساكر في تاريخه ٦٩/٣٧،وذكره الحافظ في الفتح٨/٦٣٩لفظ له ،وعزاه إلى الترمذي ،عن أم سلمة الأنصارية رضي الله تعالى عنه .

(3)(أخرجه ابن سعد في طبقاته ٨/٨، والطبري في تفسيره ١٢/٧٣، بلفظ : = = =

أَقُوْلُ: فَظَاهِرٌ أَنَّ كُلَّ رُخْصَةٍ تَخْتَصُّ بِصَاحِبِهَا لَا شِرْكَةَ فِيْهَا لِغَيْرِهَا فَلَا يُنْكَرُ بِمَا ذَكَرْنَا عَلٰى قَوْلِ النَّوَوِي أَنَّ هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّرْخِيْصِ لِأُمِّ عَطِيَّةَ فِيْ آلِ فُلَانٍ خَاصَّةً وَبِمِثْلِهِ يَنْدَفِعُ مَا اسْتَشْكَلُوْا مِنَ التَّعَارُضِ فِيْ حَدِيْثَيِ التَّضْحِيَةِ لِأَبِيْ بُرْدَةَ وَعُقْبَةَ لَا سِيَّمَا مَعَ زِيَادَةِ الْبَيْهَقِي الْمَذْكُوْرَةِ فَإِنَّهُ حُكْمٌ لَا خَبَرٌ وَلَا شَكَّ أَنَّ الشَّارِعَ إِذَا خَصَّ أَبَا بُرْدَةَ كَانَ كُلُّ مَنْ سِوَاهُ دَاخِلًا فِيْ عُمُوْمِ عَدَمِ الْاِجْزَاءِ وَكَذَا حِيْنَ خَصَّ عُقْبَةَ فَصَدَقَ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ لَنْ تُجْزِيَ أَحَدٌ بَعْدَكَ فَافْهَمْ فَقَدْ خَفِيَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْأَعْلَامِ۔

اسماء بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرمایا

حدیث(170=110):

{17}طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے جب اُن کے شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تَسَلَّبِيْ ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِيْ مَا شِئْتِ(1) تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

= = " فانطلقي فكافئيهم ".وذكره الحافظ في فتح الباري ،باب ﴿ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ ٨/٦٣٩، بلفظ:" فاذهبي فكافئيهم "وعزاه إلى أحمد .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/١٠٢(٤٠٢٨)،و٧/٢٤٣(١١٣١٥) رواه أحمد و رجاله ثقات .

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ٦/٤٣٨ (٢٨٠١٥،٢٨٠٢٦)،وابن الجعد في مسنده ٣٩٨(٢٧١٤)، وابن حبان في الصحيح ٧/٤١٨(٣١٤٨)،والطبري في تفسيره ٢/٥٢٨(٥٠٩١،٥٠٩٢) البقرة :٢٣٤، و إسحاق بن راهويه ٥/٣٨ (٢١٣١)،وابن = = سعد في الطبقات ٣/٤١ ، و٨/٢٨٢، وابن عدي في الكامل ٢/٢٣٦، والطحاوي

یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثنا فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

مہر کی جگہ سورہ قرآن سکھانے کی رعایت

حدیث(171=111):

{18} ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا:

أَمَا تُحْسِنُ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْآنِ فَأَصْدِقْهَا السُّوْرَةَ وَلَا تَكُوْنُ لِأَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا (1) ورواه سعيد بن منصور مختصراً

کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔

= = في شرح معاني الآثار ٣/ ٧٤ (٤٢٠١) ، والطبراني في الكبير ٢٤/ ١٣٩ (٣٦٩)، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/ ٤٣٨(١٥٣٠٠)، وابن أبي حاتم في العلل ١/ ٤٢٨، (١٢٨)، والجزري في النهاية ٢/ ٣٨٧، وفي نسخة : ٢/ ٩٧٤).

كلهم عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن أسماء بنت عميس رضي الله تعالى عنها.

وقال الحافظ في الفتح ٩/ ٤٨٧: وقد ورد في حديث قوي الإسناد أخرجه أحمد و صححه بن حبان عن أسماء بنت عميس .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/ ١٠٦(٤٠٤٣) ورجال أحمد رجال الصحيح .

(1)رواه سعيد بن منصور في السنن ١/ ١٧٦ (٦٣٢)، وابن الجوزي في التحقيق ٢/ ٢٨٣(١٦٧٧) .

وذكره الحافظ في الإصابة ٧/ ٤٣٣، لفظ له ، وعزاه إلى أبي علي بن السكن .

وأيضا في الفتح ٩/ ٢٣٢، وعزاه إلى سعيد بن منصور، وابن قدامة في المغني ٨/ ٧، = =

= = ونسبه إلى النجاد وهو أبو بكر أحمد بن سلیمان بن الحسن الفقيه الحنبلي .

قلت و في الباب عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أحمد في مسنده ٥/٣٣٠ (٢٢٨٨٣) بلفظ :أنا في القوم اذ دخلت امرأة ، فقالت :يا رسول الله ﷺ ، انها قد وهبت نفسها لك فرفيها رأيك ؟ فقال رجل زوجنيها ، فلم يجبه ، حتى قامت الثالثة فقال له :عندك شيء ؟ قال لا ، قال اذهب فاطلب ، قال :لم أجد ، قال فاذهب فاطلب ولو خاتما من حديد ، قال :ماوجدت خاتما من حديد ، قال :هل معك من القرآن شيء ؟ قال :نعم ، سورة كذا و سورة كذا ،قال : قد انكحتكها على ما معك من القرآن .

و٥/٣٣٣(٢٢٩٢٠) والبخاري في الصحيح، في النكاح ٧/٢٠(٥١٣٩)،و النسائي في السنن ، كتاب النكاح ٢٧٩ (٣٢٨٢)،و في السنن الكبرى ٢/٨٢٣،والحميدي في مسنده (٩٢٨) ، والدارقطني في السنن ٣/٢٩٣.٢٩٥(٣٥٦٩. ٣٥٧٠)،وابو يعلى في مسنده ٧٣٩٢(٧٥٢٢)، وغيرهم .كلهم من طريق سفيان عنن أبي حازم عن سهل . وأخرجه مالك في الموطا، في النكاح ،٣٦٩ ،واحمد في مسنده ٥/٣٣٦(٢٢٢٣٨)، والشافعي في مسنده ٢/٣٣٨(٢٢٢) ،و في الأم ٦/١٥٢،والبخاري في الصحيح ٧/١٧(٥١٣٥) ، والبغوي في شرح السنة ٩/١١٧.١١٨(٢٣٠٢) ، والترمذي في الجامع ،في النكاح ،٣٢٥(١١١٥) ، والنسائي في السنن الكبرى ٢/٨٢٢،٨٢٣،وأبو داود في السنن ،في النكاح (٢١١١) ، وأبو عوانة في مسنده (٣٣١٣)، والطحاوي في شرح معاني الآثار٢/٣٧٢ (٢٢٠٥) وابن حبان في الصحيح ٩/٢٠٣ (٢٠٩٣)، والبيهقي في معرفة السنن والآثار (٣٧٦٣)،وفي السنن الكبرى ٧/١٣٢، وغيرهم . كلهم من طريق مالك عن ابي حازم عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله تعالى عنهم .

وله طرق و شواهد .

خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو شہادت کی نصاب کامل کر دیا

حدیث ﴿112=172﴾:

{19} ابی داؤد ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ (1) میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور

---

(1)(أخرجه أبو داود في السنن ۲/۱۵۲ (۳۶۰۷)، والنسائي في السنن ۲/۲۲۳ (۳۶۴۷)، وفي السنن الكبرى ۴/۴۸ (۴۲۴۳) ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۱۴۶، وأحمد في مسنده ۵/۲۱۵ (۲۱۹۴۳) ،والحاكم في المستدرك ۲/۲۱ (۲۱۸۷) ، والطبراني في الكبير ۲۲/۳۷۹(۹۴۶) ،والطحاوي في شرح مشكل الآثار (۴۲۲۴)، والبيهقي في السنن الكبرى ۷/۴۶ (۳۱۸۴)، وفي السنن الصغرى ۲/۲۲۴(۳۵۴۲) ، في معرفة السنن والآثار (۵۰۷۰)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ۴/۱۸،وابن سعد في الطبقات ۴/۳۷۸، ۳۷۹ ، وابن بشكوال في غوامض الأسماء المبهمة ۱/۳۵۹ ، و محمد بن يحيى اللهلي في جزئه [ق] (۱۰۷)، وابن عساكر في تاريخه ۴۹/۳۶۷، وابن الجوزي في التحقيق ۲/۳۸۹ (۲۰۴۸) .

قلت :رواه شعيب بن دينار عن الزهري عن عمارة بن خزيمة عن عمه .

ومحمد بن عبد الله التيمي وهو ابن أبي عتيق ، ومعمر بن راشد الأزدي وهو أبو عروة ، صاحب الزهري ومحمد بن الوليد الزبيدي ، وعبيد الله بن أبي الزياد الرصافي، كلهم عن الزهري .

رواه أحمد وأبي داود وغيرهما ورجالهما ثقات ، فالحديث صحيح .

وقال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد ورجاله باتفاق الشيخين ثقات ولم يخرجاه .

وابن كثير في تحفة الطالب ۲۹۰ :إسناده صحيح حجة .

قال الشيخ الحافظ أبو بكر:هذا الأعرابي سواء بن الحارث وقيل سواء بن قيس المحاربي.

(الأسماء المبهمة والأنباء المحكمة للخطيب ۴۷في ترجمته ،وهكذا في غوامض الأسماء المبهمة لابن بشكوال)

حدیث (173=113):

{20} مسند ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلی و صحیح ابن خزیمہ و معجم کبیر طبرانی (1) میں حضرت خزیمہ اور

---

(1) أخرجه ابن أبي شيبة في مسنده ۱/۳۷،۳۸(۴۹) وعبد الرزاق في المصنف ۲۸۷/۸ (۱۵۲۲۹)، والبخاري في التاريخ الكبير ۸۶/۱ (۲۳۸) مختصرا، والحاكم في المستدرك ۲۲/۲ (۲۱۸۸)، والطبراني في الكبير ۸۷/۴ (۳۷۳۰) والبيهقي في السنن الكبرى ۱۴۶/۱۰ (۲۰۳۰۳)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ۱۱۵/۴ (۲۰۸۴) وابن بشكوال في غوامض الأسماء المبهمة ۳۶۹/۱، والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ۹۱/۲ (۹۳) في ذكر زيد بن الحباب الكوفي، وابن عساكر في تاريخه ۳۶۹/۱۲ .

وذكره الحافظ في الإصابة ۲۱۵/۳ وعزاه إلى الطبراني و ابن شاهين .

والعجلوني في كشف الخفاء ۹/۲ وعزاه إلى ابن أبي شيبة وأبي يعلى في مسندهما، و ابن خزيمة في صحيحه .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۵۳۳/۹ (۱۵۷۸۰) رواه الطبراني ورجاله كلهم ثقات.

و في الباب عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه .

قال: لما كتبنا المصاحف فقدت آية كنت أسمعها من رسول الله ﷺ فوجدتها عند خزيمة بن ثابت الأنصاري ﴿من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه . الى . تبديلا﴾ [الأحزاب :۲۳] .قال و كان خزيمة يدعى ذا الشهادتين أجاز رسول الله ﷺ شهادته بشهادتين .

(أخرجه عبد الرزاق في المصنف ۲۸۷/۸ (۱۵۲۲۴) باللفظ له وفي الجامع لمعمر ==

حدیث ﴿174=114﴾:

﴿21﴾ حارث بن اُسامہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مُکر گیا اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے:

"أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ" (1) میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی، عرض کی:

= = بن راشد ۳۲۷/۱۰ (۲۰۵۸۴) ، وأحمد في مسنده ۱۸۹/۵، وعبد بن حميد في مسنده (۲۴۴) ، وأبي داود في المصاحف ۵۰ (۸۴)، وقوام السنة الأصبهاني في سير السلف الصالحين، في ذكره، (۸۹) وغيرهم . رجاله ثقات ، فالحديث صحيح .

رواه الجماعة عن الزهري عن خارجة بن زيد عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه .

وعن محمد بن عمارة ، والشعبي ، والزهري، وقتادة وابن جريج ، وغيرهم . مرسلا .

(1) (أخرجه أحمد في مسنده ۲۱۵/۵، وأبو داود في السنن ۵۵۵ (۳۶۰۷)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲۳۵/۳، ۲۳۶ (۵۹۷۴)، والبيهقي في السنن الكبرى ۲۹/۷ (۱۳۱۸۴)، وفي معرفة السنن والآثار (۱۰۵۵)، وابن سعد في طبقاته ۳۷۹/۴، (۴۹۹)، وابن عساكر في تاريخه ۳۶۷/۱۶. بهذه الألفاظ . عن عمارة بن خزيمة عن عمه وهو من أصحاب النبي ﷺ .

لكن أخرجه الحارث في مسنده (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث) ۹۳۰/۲ (۴۲۴)، بلفظ : " أن رسول الله ﷺ اشترى من أعرابي فرسا فجحده الأعرابي = = =

بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (1)(وَفِي الثَّانِيْ) صَدَّقْتُكَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا(2) (وَفِي الثَّالِثِ) أَنَا أُصَدِّقُكَ عَلٰى خَبَرِ السَّمَآءِ [وَالْأَرْضِ] أَلَا أُصَدِّقُكَ عَلَى الْأَعْرَابِيِّ.(3)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان [وزمین] کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

= فجاء خزيمة بن ثابت فقال يا أعرابي أتجحده أنا أشهد عليك أنك بعته فقال الأعرابي ان يشهد علي خزيمة بن ثابت فأعطاني الثمن فقال رسول الله ﷺ يا خزيمة انا لم نشهدك فكيف تشهد قال أنا أصدقك على خبر السماء الا أصدقك على الأعرابي فجعل رسول الله ﷺ شهادته بشهادة رجلين فلم يكن في الإسلام رجل تجوز شهادته بشهادة رجلين غير خزيمة بن ثابت.عن النعمان بن بشير الأنصاري رضي الله عنه .

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ٥/٢١٥،والنسائي في السنن ٢٦٧(٤٦٤٩)، وفي السنن الكبرى٤/٤٣، ٤٦٤ (٦٢٤٨)،والطبراني في الكبير ٣٧٣٠/٤ (٣٧٣٠)، وغيرهم.عن عمارة بن خزيمة عن عمه وهو من أصحاب النبي ﷺ.تقدم تخريجه آنفا.

(2)(أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ٤/١١٥(٢٠٨٤)،وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٢/١٧٥(٢٣٤٣)،والطبراني في الكبير ٤/٨٧(٣٧٣٠)،وابن بشكوال في غوامض الأسماء١/٣٦١،والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ٢/٩٦(١٩٣) ، عن عمارة بن خزيمة عن أبيه رضي الله تعالى عنه.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد٩/٣٢٠:رواه الطبراني ورجاله كلهم ثقات .

(3)(أخرجه الحارث في مسنده[بغية]٢/٩٣٠ (١٠٢٦) بدون اللفظ "الأرض".

اس کے انعام میں حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرمادی،

اور ارشاد فرمایا:

"مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ [خزيمة] فَحَسْبُهُ"(1) خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام:

﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾(2) سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

ایک صحابی کیلئے روزہ کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز قرار فرمادیا

حدیث ﴿175=115﴾:

{22} صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔

فرمایا کیا ہے؟ عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے عرض کی نہ، فرمایا لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کی نہ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہ، اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے۔

حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کرو۔ عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر۔ مدینے بھر میں کوئی

---

(1) أخرجه ابن أبي شيبة في مسنده ۱۵/۳۷۸،۳۷ (۱۹) وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ۴/۱۱۵، والبخاري في تاريخ الكبير ۱/۸۶، والحاكم في المستدرك ۲/۲۲ والطبراني في الكبير ۴/۸۷ (۳۷۳۰)، والبيهقي في السنن الكبرى ۱۰/۱۴۶ (۲۰۳۰۴).

عن خزيمة بن ثابت رضي الله تعالى عنه.

(2) [الطلاق: ۲]

گھر ہمارے برابر محتاج نہیں:

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ. (لفظ بخاری)(1)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے پھر فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح ۱/۲۵۹،۲۶۰، كتاب الصوم، و۳۵۴ كتاب الهبة، ومالك في الموطأ ۱/۲۹۶(۶۵۷)، باب كفارة من أفطر في رمضان، [رواية يحيى الليثي] و ۲/۱۹(۳۴۸) باب من أفطر متعمدا في رمضان، [رواية محمد بن الحسن] ومسلم في الصحيح ۱/۳۵۴(۱۱۱)، كتاب الصيام، وأحمد في مسنده ۲/۵۱۶ (۱۰۶۹۸)، وعبد الرزاق في مصنفه ۴/۱۹۴ (۷۴۵۷)، والحميدي في مسنده ۲/۴۴۱ (۱۰۰۸)، والشافعي في مسنده ۱۰۵(۲۷۷) على الصيام، وفي الأم ۲/۴۳۳، و ۷/۳۸۳، وفي السنن المأثورة ۱/۳۰۰(۲۹۳)، والدارمي في السنن ۲/۱۹ (۱۷۱۶)، وأبو عوانة في مسنده ۲/۲۰۵،۲۰۶، و۲۰۸ و ابن خزيمة في الصحيح ۳/۲۲۱ (۱۹۴۳)، وابن حبان في الصحيح ۸/۲۹۰ و۲۹۳ (۳۵۲۵)، وفي المجروحين ۱/۱۹۲،۱۹۳(۱۳۰)، والبخاري في التاريخ الكبير ۱/۵۵،۵۶، وفي الصغير ۱۹۰، والنسائي في السنن الكبرى ۲/۲۱۱ و ۲۱۲ تو ۲۱۳، والدارقطني في السنن ۲/۲۰۹، وفي العلل ۱۰/۲۳۶، إلى ۲۴۱، والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۲۲۲(۷۸۳۲)، و۲۲۵(۷۸۴۱ و۷۸۴۲)، و۲۲۶(۷۸۴۶)، وفي معرفة السنن والآثار ۳/۳۷۱،۳۷۲، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۲/۶۰،۶۱، والطبراني في الأوسط ۲/۳۹۴(۲۲۴۶)، وأبو نعيم في المسند المستخرج ۳/۱۸۹،۱۹۰(۲۵۱۱ إلى ۲۵۱۵)، وابن عبد البر في التمهيد ۷/۱۶۱ إلى ۱۶۹، وفي الاستذكار ۳/۳۱۰،۳۱۱.

كلهم من طريق الزهري عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہوگیا۔

واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے۔

ہاں ہاں! یہ بارگاہ بیکس پناہ ﴿فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (1) کی خلافت کبریٰ ہے۔ اُن کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کردیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گنہگاروں خطاواروں تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ ..... الآية﴾ (2) گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہوکر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو قبول کرنے والا مہربان پائیں "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ". یہی مضمون

حدیث (116=176):

{23} مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا (3) اور

---

(1) [الفرقان :۷۰]

(2) [النساء :۶۴]

(3) (أخرجه مسلم في الصحيح ۱/۳۵۵ (۱۱۲) ، والبخاري في الصحيح (۶۴۳۶) كتاب المحاربين ،وأبو داود في السنن/۳۲۵ (۲۳۹۴)، وابن أبي شيبة في المصنف ۲/۳۲۸ (۹۷۸۸) ،و ۳/۱۱۱ (۱۲۵۸۰)، وأحمد في مسنده ۶/۲۷۶ (۲۶۴۰۲) ، وإسحاق بن راهويه في مسنده ۲/۳۶۵ (۹۰۷) ،والدارمي في السنن ۲/۲۰ (۱۷۱۸) ، وابن خزيمة في الصحيح ۳/۲۱۸ (۱۹۳۶، ۱۹۴۷)، والطبراني في الأوسط ۸/۲۸۸ (۸۶۴۰)، وأبو يعلى في مسنده ۸/۳۲ (۴۶۴۳) ، و ۲۳۷(۴۸۰۹) ، والنسائي في السنن الكبرى ۲/۲۱۰ (۳۱۱۰،۳۱۱۱) ،و ۲۱۱ (۳۱۱۲، ۳۱۱۳) ،والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۲۲۳ (۷۸۳۵) ، و ۲۲۴(۷۸۳۹) ،وغيرهم .
كلهم من طريق عباد بن عبد الله بن الزبير عن عائشة رضي الله تعالى عنها .

حدیث ﴿177=117﴾:

{24} مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔(1)

حدیث ﴿178=118﴾:

{25} دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا:

"کُلْهُ اَنْتَ وَعَيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ "(2)

تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا۔

ہدایہ میں ہے فرمایا:

كُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ يُجْزِيْكَ وَلَا يُجْزِيْ اَحَدًا بَعْدَكَ .(3)

تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے:

اِنَّمَا كَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَّهُ خَاصَّةً ، فَلَوْ

یہ خاص اُسی شخص کیلئے رخصت تھی آج کوئی

---

(1)(أخرجه الطبراني في الأوسط ٣١/٨ (٧٨٨٤)، وأبو يعلى في مسنده ٨٩/١٠ (٥٧٢٥) .وذكره الحافظ في الفتح ١٧٩/١٠وفي نسخة ١٧١/٣٠وقال أخرجه البزار والطبراني في الأوسط .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٨٧/٣، ٢١٨رواه أبو يعلى والطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات .

(2)(أخرجه الدارقطني في السنن ٢١٥/٢ (٢٣٧٠) .

(3)(الهداية مع فتح القدير ٣٤٣/٢ ، کتب حدیث میں یہ لفظ مجھے نہیں ملے ۱۲ارشد مسعود عفی عنہ)

أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيْرِ.(1) ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا۔وفی الحدیث وجوہ اخر۔

ایک صاحب کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی

حدیث﴿179=119﴾:

{26} صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! سالم (غلام آزاد کردہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے۔ ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَرْضِعِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيْكِ" (2) تم اسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

---

(1)(اخرجه ابو داود في السنن ٣٢٥(٢٣٩٩)، وابن عبد البر في التمهيد ٧/١٦٢، (١٠/٢١).

(2)(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الرضاع ١٠/٣٢٩(٣٥٨٨و٣٥٨٩) واحمد في مسنده ٦/١٧٤ (٢٥٤٥٤)، وابن الجعد في مسنده ٢٣٦(١٥٤٣).

من طريق: زينب بنت ام سلمة قالت: قالت ام سلمة لعائشة انه يدخل عليك الغلام الايفع الذي ما احب ان يدخل علي قال فقالت عائشة اما لك في رسول الله ﷺ = = =

= = أسوة؟ قالت ان امرأة أبي حذيفة قالت :يا رسول الله ﷺ ان سالما يدخل علي و هو رجل و في نفس ابي حذيفة منه شيء فقال رسول الله ﷺ أرضعيه حتى يدخل عليك.[لفظ مسلم].

وأخرجه مسلم في الصحيح كتاب الرضاع ١٠/٢٩(٣٥٨٥) والنسائي في السنن ٤/٣/٨ (٣٣٣٠)وفي السنن الكبرى ٣/٣٠٣ و ابن ماجه في السنن ١٣٩ (١٩٤٣)، وأحمد في مسنده ٦/٣٨ (٢٤١٥٣) والحميدي في مسنده ١/١٣٣(٢٧٨) ، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٤٥٩ (١٥٤٢٥) و أبو جعفر النحاس في الناسخ والمنسوخ ٣٢١ والدينوري في تأويل مختلف الحديث ٣٠٥ .

من طريق :عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة ، قالت :جاء ت سهلة بنت سهل إلى النبي ﷺ فقالت :يا رسول الله ﷺ ! إني أرى في وجه أبي حذيفة من دخول سالم وهو حليفه فقال النبي ﷺ أرضعيه قالت :وكيف أرضعه ، وهو رجل كبير ؟ فتبسم رسول الله ﷺ وقال :قد علمت أنه رجل كبير . [لفظ مسلم].

وفي بعض طرق حديث القاسم بن محمد أن عائشة أخبرته ؛ أن سهلة بنت سهل بن عمرو جاءت النبي ﷺ ...."أرضعيه تحرمي عليه ...إلخ .

أخرجه مسلم في الصحيح (٣٥٨٦ و٣٥٨٧)،والنسائي في السنن (٣٣٢٢ و ٣٣٢٣)، في السنن الكبرى ٣/٣٠٣(٥٤٧٦) و ٣٠٥ (٥٤٨١)،وأحمد في مسنده ٦/٢٠١ ، وعبد الرزاق في المصنف ٧/٤٥٨،(١٣٨٨٣)،و إسحاق بن راهويه في مسنده ٢/٢٨٧ ٢٨٨ (٩٠٨و٩٠٩)،والطبراني في الكبير ٧/٥٩ (٦٣٧٤) ، و ٢٣/٢٨٩.

وأخرجه إسحق بن راهويه في مسنده ٢/٣٠٠(٧٠٤)،وابن حبان في الصحيح ١٠/٢٧ (٤٢١٣)، والطبراني في الكبير ٧/٦٠ (٦٣٧٧) .

أيضا من طريق الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله تعالى عنها.

ام المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فرمایا:

مَا نَرٰى هٰذَا [وفي حاشيته هذه] إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً .(1)	ہمارا یہی اعتقاد ہے۔ کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص سالم کیلئے فرما دی تھی۔

حدیث﴿120=180﴾:

﴿27﴾ ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مضمون مذکور مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کی: "فَأَمَرَهَا أَنْ تُرْضِعِيْهِ" (2) حضور نے دودھ پلا دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے دودھ پلا دیا اور سالم اُس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر شریف میں شریک ہو چکے تھے۔

جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہو سکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔

---

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح (٣٥٩٠)، والنسائي في السنن (٣٣٢٧)، وأحمد في مسنده ٣١٢/٦ (٢٦٧٠٢)، والبيهقي في السنن الكبرى ٣٦٠/٧ (١٥٤٢٨) .

وفي رواية: "لعل ذلك كانت رخصة لسالم وحده" . أخرجه ابن ماجه في السنن (١٩٤٧) ، وعبد الرزاق في المصنف ٤٥٩/٧ (١٣٨٨٥)، وإسحاق بن راهويه في مسنده ٢٠٣/٢ (٧٠٧) . و في رواية: "والله ما ندري لعلها رخصة من رسول الله ﷺ دون الناس ".أخرجه الطبراني في مسند الشاميين ٩١/٣ (٣٠٧٩)، والبيهقي في السنن الكبرى ٤٥٩/٧ (١٥٤٢٦) .وقال ربيعة بن أبي عبد الرحمن: "فكانت رخصة لسالم". أخرجه ابن حبان في الصحيح ٢٥/١٠ والنسائي في السنن (٣٣٢١) .

(2)(أخرجه الحاكم في المستدرك ٢٥١/٣ (٥٠٠٢) وابن سعد في الطبقات ===

دو صحابیوں کو ریشمین کپڑے کی اجازت دے دی

حدیث ﴿181=121﴾:

{28} صحاح ستہ انس رضی اللہ عنہ

رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوْ رَخَّصَ لِلزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ، لِحِکَّۃٍ کَانَتْ بِھِمَا۔(1)

یعنی زبیر بن العوام اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی رخصت دی۔

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں حالت جنابت میں آنے کی اجازت دی

حدیث ﴿182=122﴾:

{29} ترمذی وابو یعلٰی وبیہقی میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

= = ۲۷/۸. وقال الحاکم :صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه .

ووافقه الذهبي في التلخیص .

(1) أخرجه البخاري في الصحیح ، کتاب اللباس (۵۵۰۱)، ومسلم في الصحیح ۳/۳۳(۵۳۹۱)، وأبو داود في السنن (۴۰۵۶) ، والترمذي في الجامع (۱۷۲۲) ، والنسائي في السنن (۵۳۱۰)، وفي السنن الکبری ۴۷٦/۵ (۹۳۳۵)، وابن ماجه في السنن (۳۵۹۲)، وأحمد في مسنده ۱۲۲/۳ و۱۲۷و۱۸۰و۲۱۵، و۲۵۵، و۲۷۳، وابن حبان في الصحیح ۲۳٦/۱۲ (۵۴۳۰)، و۲۴۷(۵۴۳۱)، و أبو یعلی في مسنده ۲۰/٦ (۲۲۲۹) ،والبغوي في شرح السنة ۳۲/۱۲(۳۱۰۵)، والبیهقي في السنن الکبری ۱۸/۳ ،وفي معرفة السنن والآثار ۲۲/۳،وغیرهم .

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ. (1)	اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔

﴿﴾ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث ﴿123=183﴾:

{30} مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا۔ علی کو تین باتیں وہ دے دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں۔ فرمایا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی:

وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحِلُّ لَهٗ فِيْهِ مَا يَحِلُّ لَهٗ. (2)	اور ان کا مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور اقدس ﷺ کو روا تھا۔

(یعنی بحالت جنابت رہنا اور روز خیبر کا نشان)

---

(1) (أخرجه الترمذي في الجامع ٢/٢١٣ (٣٧٢٧)، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٦٥ (١٣١٨١)، والرامهرمزي في محدث الفاضل ٥٠١. وضعف بعضهم حديث أبي سعيد بأن روى عنه عطية وهو ضعيف وفيه سالم بن أبي حفصة وهو ضعيف أيضا. قلت :يقوي بشواهده . منهم :أخرجه البزار في مسنده ٤/٣٦ (١١٩٧) عن خارجه بن سعد عن أبيه قال قال رسول الله ﷺ لعلي ....إلخ .وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/١١٥ رواه البزار وخارجه لم أعرفه وبقية رجاله ثقات .وحديث أم سلمة رواه ابن أبي شيبة في مسنده كما في اتحاف الخيرة المهرة ٢/١٣ (١٠٢٩) ، وفي اللآلي المصنوعة ١/٣٢٣.

(2) (أخرجه الحاكم في المستدرك ٣/١٣٥ (٤٦٣٢)، وابن عدي في الكامل ===

حدیث (184=124):

{31} معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا لِحَائِضٍ إِلَّا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ أَلَا بَيَّنْتُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا.

هذا رواية الطبراني .(1)

سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو مگر سید عالم ﷺ اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور علی کو صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم، سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرما دیا کہ کہیں تم بہک نہ جاؤ۔

= = ۱۷۹/۴، في ترجمة عبد الله بن جعفر بن نجيح، و ابن عساكر في تاريخه ۳۰/۳۲ . وقال الحاكم :هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .وقال الذهبي : قلت بل المديني عبد الله بن جعفر ضعيف.

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۳۰/۹، ۳۱ . وقال رواه أبو يعلى في الكبير، و فيه: عبد الله بن جعفر بن نجيح وهو متروك .

(1)(أخرجه الطبراني في الكبير ۳۷۳/۲۳ (۸۸۳) ،والبيهقي في السنن الكبرى ۶۵/۷ (۱۳۱۷۸)، وابن أبي حاتم في العلل ۹۸/۱، والبخاري في تاريخ الكبير ۱۸۳/۶ في ترجمة :عمر بن عمير ،ابن عساكر في تاريخه ۱۴۶/۱۴، ۱۳۱/۴۲، والمزي في تهذيب الكمال ۲۷۱/۲۷.

وفي الباب عن عائشة رضي الله عنها رواه البخارى في تاريخ الكبير ۶۷/۲ .

وحديث أم سلمة فرواه ابن ماجه في السنن (۶۴۵) قالت :دخل رسول الله ﷺ صرحة هذا المسجد .فنادى بأعلى صوته ان المسجد لا يحل لجنب ولا لحائض .

حضور نے خود حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہنائی

حدیث ﴿125=185﴾:

{32} صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ .(1) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔

---

(1) أخرجه البخاري في الصحيح ، كتاب المرضى ، (٥٦٣٩) ، وكتاب اللباس (٥٥٢٥) ،و (٥٨٦٨)، و مسلم في الصحيح ٢/١٧٩(٢٠٦٦)، والترمذي في الجامع (٢٨٠٩) ،و ابن أبي شيبة في المصنف ٦/٢٥ و في نسخة: ١٩٣/٥ (٢٥١٣٩) ، وأحمد في مسنده ٢٨٣/٤ (١٨٥٢٧) ، والطيالسي في مسنده ١٠١ (٧٤٦) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢٦١/٤ (٢٧٥) ، و البيهقي في السنن الكبرى ٢٧/٤ (٩٩)، و ٣/ ٢٣٣ (٥٦٣٧)، و ١٠/ ٣٣ ،وفي الشعب ٥١٩/٦ (٩٢٢) .

كلهم من طريق معاوية بن سويد بن مقرن عن البراء بن عازب رضي الله عنه .

وفي الباب :عن علي ،رواه الترمذي في الجامع (١٧٣٧)،وأبو عوانة في مسنده ٤٩/...، ابن حبان في الصحيح ٢٥٣/١٢، والضياء في المختارة ٣٣٣/٢،وغيرهم .

أبي هريرة،رواه البخاري في الصحيح(٥٥٢٦)،ومسلم في الصحيح(٢٠٨٩)وغيرهما

عمران بن حصين ، رواه الترمذي في الجامع (١٧٣٨)،وأحمد في مسنده ٤٤٣/٤.

عبد الله بن مسعود ، رواه أحمد في مسنده ٣٩٢/١،والطيالسي في مسنده ٥١(٣٨٦)

ابن عمر،رواه ابن ماجه في السنن (٣٦٤٣)، وغيره .

عبد الله بن عمرورواه الطبراني في الأوسط ٣١١/٢(٢٠٧٢)، وغيره .

غيرهم من الصحابة رضي الله تعالى عنهم .

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو السفر سے روایت کی:

قَالَ:رَأَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتِمًا مِنْ ذَھَبٍ. (1)

میں نے براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

وروی نحوہ البغوي في الجعدیات عن شعبة عن أبي إسحاق .(2)

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا أَبُوْ رِجَاءٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَأَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتِمًا مِنْ ذَھَبٍ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّھَبِ وَقَدْ نَھٰی عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ الْبَرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ بَیْنَ یَدَیْهِ غَنِیْمَةٌ یَقْسِمُھَا سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ

یعنی محمد بن مالک نے کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور

---

(1)(أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ١٩٥/٥(٢٥١٥٧) ، وفي نسخة ٢٧/٩ ، و في نسخة ٢٨٢/٨،والطحاوي في شرح معاني الآثار ٢٥٩/٤ (٦٤٦٣)،والحكيم الترمذي في المنهيات ، في خاتم المصنوع من الحديد أو الصفر أو الذهب .

وقال الحافظ في فتح الباري ٣١٧/١٠ :فأخرج بن أبي شيبة بسند صحيح عن أبي السفر ...إلخ .

(2)(أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ١٩٥/٥، والحكيم الترمذي في المنهيات ، في خاتم المصنوع من الحديد .... ٤٣،وذكره الذهبي في السير في ترجمة:البراء رضي الله عنه ،والحافظ في الفتح ٣١٧/١٠ ،وعزاه إلى البغوي في الجعديات .

قَالَ فَقَسَمَهَا حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلٰى أَصْحَابِهِ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ :أَيْ بَرَاءُ فَجِئْتُهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰى كُرْسُوْعِي ثُمَّ قَالَ خُذْ إِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ .قَالَ :وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُوْلُ كَيْفَ تَأْمُرُوْنِي أَنْ أَضَعَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ . (1) .

کے سامنے اموال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے حضور ﷺ تقسیم فرما رہے تھے سب بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی حضور ﷺ نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ سید اکرم ﷺ نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا: ”لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اس کا رسول پہناتے ہیں۔“ براء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے لوگو! کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جس کو مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ ”لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اس کا رسول پہناتے ہیں“۔

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۴/۲۹۴(۱۸۸۰۴)،وأبو يعلى في مسنده ۳/۲۵۹ (۱۷۰۸) مختصرا ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/۲۵۹(۴۲۶۰)، وابن عدي في الكامل ۴/۲۵۵ في ترجمة أبو رجاء الخراساني،والحازمي في الاعتبار۱۸۶ .
وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۵/۲۴۹(۸۷۱۹) :رواه أحمد و أبو يعلى باختصار و محمد بن مالك مولى البراء وثقه ابن حبان وأبو حاتم ولكن قال ابن حبان :لم = = =

حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنائے

حدیث ‹126=186›:

{33} دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق الحسن مروی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سَوَارِيْ كِسْرٰى. — وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمربند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کیے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا: "اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو"

[اَللّٰهُ اَكْبَرُ] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَلَبَهُمَا كِسْرٰى بِنْ هُرْمُزْ وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ لَاَعْرَابِي . (1) — اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ بن جشم دیہاتی کو پہنائے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِيْ :لَيْسَ فِيْ هٰذَا اِسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ وَهُوَ حَرَامٌ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا فَعَلَهٗ

= = = يسمع من البراء وقد وثقه وقال :رأيت على البراء فصرح وبقية رجاله ثقات .

(1) (اخرجه البيهقي في الدلائل ٦/٣٢٥،٣٢٦، وفي السنن ٦/٣٥٨ ،وفي معرفة السنن والآثار ٥/٢١٥،٢١٦،والشافعي في الأم ٤/١٥٧،وابن عبد البر في الإستيعاب ١/١٧٢ في ترجمته،وابن سعد في الطبقات ٥/٩٠، والماوردي في أعلام النبوة ،في الباب العاشر٨٩،٩٠ ، والطرطوشي في سراج الملوك ،في الباب الثامن والأربعون،٢٥٠ .

وذكره الحافظ في الإصابة ٣/٣١ في ترجمته ، وابن كثير في البداية ٧/٦٨،في ذكر فتح المدائن،والنووي في تهذيب الأسماء ١/٢٠٥، والمتقي الهندي في كنز العمال ٢/٢٤٩،(٣٥٧٥٢) .

تَحْقِيقًا لِمُعْجِزَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُقِرَّهُمَا فَاِنَّهُ رَوٰى اَنَّهُ اَمَرَهُ فَنَزَعَهُمَا وَجَعَلَهُمَا فِي الْغَنِيْمَةِ وَمِثْلَ هٰذَا اَلا يَعُدُّ اِسْتِعْمَالًا .اھ (1)

اقول: رَحِمَكَ اللّٰهُ مِنْ فَاضِلٍ كَبِيْرِ الشَّانِ اِنَّمَا الْمُعْجِزَاتُ اَخْبَارُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهُ يَلْبَسُ سَوَارَيْ كِسْرٰى فَاِنَّمَا تَحْقِيقُهَا بِلُبْسِهٖ وَ اِنَّمَا الْحَرَامُ اللُّبْسُ وَمِنْ شَرْطِ الْحُرْمَةِ اللُّبْسُ فَالْوَاضِحُ مَا جَنَحْتُ اِلَيْهِ مِنْ اَنَّ هٰذَا تَرْخِيْصٌ وَتَخْصِيْصٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُرَاقَةَ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّمْلِيْكِ فَفَعَلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا اَرْشَدَ اِلَيْهِ الْحَدِيْثُ ثُمَّ رَدَّهُمَا مَرَدَّهُمَا۔

حدیث (187=127):

{34} طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی وحضرت طلحہ رضی اللہ عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابوالقاسم کا) نام بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا۔ اور کنیت بھی حضور کی کنیت حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے، امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا:

سَيُوْلَدُ لَكَ بَعْدِيْ غُلَامٌ فَقَدْ نَحَلْتُهُ اِسْمِيْ وَكُنْيَتِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِنْ اُمَّتِيْ بَعْدَهُ ۔(2)	عنقریب میرے بعد تمہارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرما دیئے اور اس کے بعد میرے کسی امتی کو حلال نہیں

(1) شرح الزرقاني على المواهب

(2) اخرجه ابن سعد في الطبقات ۹۱/۵، ۹۲، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق الكبير ۳۳۰/۵۴ وذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء ۱۱۵/۴ في ترجمة ابن ===

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ أُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَكَانَتْ رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ.(1)

میں نے عرض کی یارسول اللہ حضور کے بعد اگر میرے کوئی لڑکا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت فرمایا ہاں، یہ مولیٰ علی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔

أحمد وأبو داؤد والترمذي وصححه وأبو يعلى والحاكم في المستدرك

= = الحنيفة، والمتقي الهندي في كنز العمال ۱۳/۱۵ (۳۷۸۵۴) و۲۱(۳۷۸۵۶)، و(۳۷۸۵۷).

وأخرجه ابن أبي خيثمة في تاريخه [كما في تحفة المودود لابن القيم ۱۰۲،۱۰۱] من طريق علي بن هاشم عن فطر عن منذر عن ابن الحنيفة قال قال رسول الله ﷺ ....الخ.

وأخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار ۳۳۱/۴.

وعن علي رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي ﷺ: سيولد لك بعدي غلام قد نحلته اسمي وكنيتي. من طريق محمد بن بشر عن محمد ابن الحنيفة عن علي رضي الله تعالى عنه. أخرجه البيهقي في الدلائل ۳۸۰/۶، والحاكم في معرفة علوم الحديث ۱۸۹، وابن عساكر في تاريخه ۳۲۶/۵۴.

وأخرجه أحمد في فضائل الصحابة ۶۷۲/۲(۱۱۵۵) من طريق محمد بن الأشعث عن بن الحنيفة عن علي بن أبي طالب قال قال لي رسول الله ﷺ ...الخ. والخطيب في تاريخه ۲۱۸/۱۱، وابن عساكر في تاريخه ۳۲۶/۵۴، ۳۲۷)

والديلمي في الفردوس ۳۱۸/۵(۸۳۰۸)، عن علي رضي الله تعالى عنه.

(1) أخرجه أحمد في مسنده ۹۵/۱(۷۳۰)، اللفظ له، وأبو داود في السنن ۳۶۳/۲ = =

والبيهقي في السنن والضياء في المختارة عنه رضي الله تعالى عنه .

حدیث ﴿128=188﴾:

﴿35﴾ صحیح بخاری وترمذی ومسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی تیمارداری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ .(1) — بیشک تمہارے لئے حاضران بدر کے برابر ثواب اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابی داؤد میں انہیں سے ہے:

= = (٣٩٦٧)، والترمذي في الجامع ٢/١١١(٣٨٤٣) ، وابن أبي شيبة في المصنف ٥/٢٤٣(٢٥٩٩٤)،وفي الأدب (٢٥٩)،و إسحاق بن راهويه في مسنده ٣/٦٨٠ (١٢٧٤)،وأبو يعلى في مسنده ١/٢٥٩ (٣٠٣)،والدولابي في الكنى ١/٥ ،والبزار في مسنده ٢/٢٤٧ (٦٣٩) والحاكم في المستدرك ٣/٢٧٨، والحاكم في معرفة علوم الحديث ٢٥٩، النوع الحادي والأربعون :معرفة الكنى للصحابة والتابعين وأتباعهم، والبخاري في الأدب المفرد ٢٩٣ (٨٤٣)،وفي تاريخ الكبير١٨٢١، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٣/٣٣٥ (٦٧٠٩)،والبيهقي في السنن الكبرى ٩/٣٠٩ ،وفي الأدب (١٨٦)، والضياء في المختارة ٢/٣٤٣(٧٢١) ،وابن سعد في الطبقات ٥/٩١ وابن عساكر في تاريخه ٣/٤١، ٤٢، و٥٤/٣٢٢ و٣٢٩ . كلهم من طريق منذر الثوري عن ابن الحنيفة عن علي رضي الله عنه .صححه الترمذي والحاكم .

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح،في كتاب الخمس (٣١٣٠)،وفضائل الصحابة (٣٦٩٨)،وباب :غزوة أحد (٤٠٦٦)،والترمذي في الجامع٥/٦٢٩(٣٧٠٦) ، = = =

فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرَهٗ (1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث ﴿129=189﴾:

{36} آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر صوبہ کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کردیئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کرلو، عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ عنہ واپس آئے تمیں غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیئے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔

مسند ابو یعلی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" هَدَايَا الْعُمَّالِ حَرَامٌ كُلُّهَا "(2) عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

= = واحمد في مسنده ٢/١٠١و٣٠٢و في فضائل الصحابة ١/٣٥٦و٥٠٦ ،أبي يعلى في مسنده ٣/٣٠٧ (٣٨٢).

(1)(أخرجه أبو داود في السنن ٢/١٨ (٢٧٢٦) ، والحاكم في المستدرك ٣/١٠٢ (٣٥٣٨) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٣/٢٢٢ (٣٨٣٦) ،والطبراني في الأوسط ٨/٢٣٣(٨٤٩٣)،والخطيب في موضح أوهام الجمع ٢/٥ ،والمزي في تهذيب الكمال ٥/٣٠٢.وقال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

(2)(ذكره العجلوني في كشف الخفاء ٢/١٨٩(٢٨٩٣)،والمتقي الهندي في كنز العمال ٦/١١٣(١٥٠٦٨)وعزاه كلاهما إلى أبي يعلى عن حذيفة .
وفي الباب عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه . = = =

"هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ".(1) عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

= = أخرجه الجرجاني في تاريخ جرجان ٢٩٥، وابن عدي في الكامل ٢٨٣/١.

وذكره ابن الملقن في خلاصة البدر المنير ٣٣٠/٢(٢٨٦٣)، وعزاه إلى الخطيب في تلخيص المتشابه ، من حديث أنس رضي الله تعالى عنه .بلفظ :"هدايا العمال سحت".

(1)(أحمد في مسنده ٤٢٣/٥(٢٣٦٤٩)،والبيهقي في السنن الكبرى ١٣٨/١٠ (٢٠٢٦١)،وأبو عوانة في مسنده ٣٩٥/٤ (٧٠٧٣)،والبزار في مسنده ١٧٢/٩ (٣٧٢٣)، وابن عدي في الكامل٣٠٠/١، وابن الجوزي في التحقيق ٣٥٠/٢ (١٩٠٣).وفي رواية :هدايا الأمراء غلول .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٦١/٤(٧٠٣٣)،٣٤٩/٥ (٩٢٧٣):رواه البزارو الطبراني من رواية اسماعيل بن عياش عن الحجازيين و هي ضعيفة .

قلت :يقوي بشواهده .منهم عن جابربن عبد الله عن النبي ﷺ قال هدايا الأمراء غلول ، وفي رواية الهدايا للأمراء غلول، وفي رواية :هدايا الإمام غلول .

رواه أبو نعيم في الحلية ١٠/٧،وعبد الرزاق في مصنفه ١٤٧/٨(١٤٦٦٥) والطبراني في الأوسط ٣٣/٩ (٩٠٥٥)، وابن عبد البر في التمهيد ١٠/٢،والقزويني في التدوين ٣٣٢/٢،والديلمي في الفردوس ٣٢٦/٤ .

وقال الهيثمي في المجمع الزوائد ٢٦٨/٤:رواه الطبراني في الأوسط وإسناده حسن .

وفي الباب عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ هدايا الأمراء غلول .

رواه الطبراني في الأوسط ٢٥/٨، وابن عدي في الكامل ١٧٣/١.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٦٨/٤(٦٧٣٥) :رواه الطبراني في الأوسط، وفيه حميد بن معاوية الباهلي وهو ضعيف .

وعن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال :الهدية إلى الإمام غلول .

رواه الطبراني في الأوسط ٧٧/٧ (٦٩٠٢)،و في الكبير ١٩٩/١١ (١١٤٨٦) = = =

حدیث (190=130):

{37} صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمر انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ عنہمانے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

مَنْ بَـايَـعْـتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ..... (1) جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو کہ فریب کی

= :: وأحمد في العلل ١/٩٣، وابن الجوزي في التحقيق ٢/٣٥٠ .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/١٥١ورواه الطبراني في الأوسط وفيه يمان بن سعيد وهو ضعيف .

وفي الباب :عن أبي سعيد قال قال رسول الله ﷺ :هدايا الأمراء غلول .

رواه الخليلي في الإرشاد في معرفة علماء الحديث١/٣٤٣ (١١٥)، وابن أبي شيبة في مصنفه ٣/٣٤٣ (٢١٩٥٨) موقوفا .

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح، في البيوع (٢١١٧)، وفي الاستقراض وأداء الديون والحجر (٢٤٠٧)، وفي كتاب الخصومات(٢٤١٤) ، و في الحيل (٦٩٦٤)، و مسلم في الصحيح ،في البيوع ٣/٧ ، ومالك في الموطا،باب بجامع البيوع، ٢/ ٦٨٥، وعبد الرزاق في المصنف ٨/٣١٢(١٥٣٣٧)، وأحمد في مسنده ٢/٤٤، و ٦١ و٧٢، و٨٠، و٨٤،و١٠٧،و١٢٩،والطيالسي في مسنده ٢٥٢(١٨٨١)،و ابن الجعد في مسنده ٢٢٢(١٥٩٤)،وأبو عوانة في مسنده٣/٢٧٠،٢٧١،وابن حبان في الصحيح١١/٤٣٢، ٤٣٣(٥٠٥١،٥٠٥٢)،وأبو داود في السنن٥٤٠(٣٥٠٠)،والنسائي في السنن، كتاب البيوع(٤٤٨٦)، وفي السنن الكبرى ٣/١٠ (٦٠٤٧)، وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله١٠٠ (٩٨) ،والبيهقي في السنن الكبرى ٥/٢٧٣ ، وابن عبد البر في التمهيد ١٧/٧. كلهم من طريق عبد الله بن دينار عن بن عمر رضي الله عنه . ٭٭٭

زَادَ الْحُمَيْدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ: " ثُمَّ أَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا .(1)

کوئی نہیں ہوگا، "پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر تنا سوافق پاؤ بیع رد کردو)

یہی مضمون حدیث:

سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے وذكر قصة ولم يذكر الزيادة.(2)

= وأخرجه ابن الجارود في المنتقى ۱۳۱ (۵٦٧) وأحمد في مسنده ۲/۱۲۹، و الشافعي في السنن المأثورة ۲۸۳ (۲٤۱) والحميدي في مسنده ۲/۲۹۲ (٦٦۲)، و والحاكم في المستدرك ۲/۲٦ (۲۲۰۱) والدارقطني في السنن ۳/۵۴، ۵۵ وأبو اسحاق الحربي في غريب الحديث ۱/۲۹، والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۲۷۳ وابن عبد البر في التمهيد ۱۴/۲۹ و۱۷/۸ و في الإستذكار ۹/۲۸۵.

كلهم من طريق نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما .

(1)(أخرجه الحميدي في مسنده ۲/۲۹۲ (٦٦۲) والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۲۷۳ (۱۰۲۳۹)، و ابن عبد البر في التمهيد ۱۴/۲۹، و۱۷/۸ .

(2)(أخرجه الترمذي في الجامع ۳۸۹(۱۲۵۰) وأبو داود في السنن (۳۵۰۱) والنسائي في السنن ۷۳۸(۴۴۸۷) ، و في السنن الكبرى ۴/۱۰ (٦۰۷۷)، وابن ماجه في السنن ، في الأحكام ۳۵۰، (۲۳۵۴) وأحمد في مسنده ۳/۲۱۷ و ابن الجارود في المنتقى ۱۳۷ (۵٦۸) وابن حبان في الصحيح ۱۱/۴۳۰، ۴۳۱ (۵۰۴۹، و۵۰۵۰)، والحاكم في المستدرك ۴/۱۱۳ (۷۰٦۱) والدارقطني في السنن ۳/۵۵، و أبو يعلى في مسنده ۵/۳۲۷ (۲۹۵۲)، والبيهقي في السنن الكبرى ٦/٦۲ .

وفيه :أن رجلا كان في عقدته ضعف، و كان يبايع .وأن أهله أتوا النبي ﷺ فقالوا:يا رسول الله ﷺ احجر عليه . فدعاه نبي الله ﷺ فنهاه. فقال :يا رسول الله ﷺ ! اني لا أصبر عن البيع فقال:إذا بايعت فقل:هاء وهاء ، ولا خلابة . لفظ الترمذي .

◈ امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ و امام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کرسکتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہی کو نوازا تھا، اوروں کیلئے نہیں، یہی قول صحیح ہے(1)۔

حدیث (191=131):

{38} مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی:

فيه عن عمر وعن أبي هريرة، وعن أبي سعيد الخدري كلها في الصحيحين وعن معاويه في صحيح البخاري وعن عمرو بن عنبسة في صحيح مسلم رضي الله عنهم .(2)

---

(1) شرح النواوي على مسلم ۲/۷، بلفظ :

" واختلف العلماء في هذا الحديث فجعله بعضهم خاصا في حقه وان المغابنة بين المتبايعين لازمة لا خيار للمغبون بسببها سواء قلت:ام كثرت وهذا مذهب الشافعي و أبي حنيفة وآخرين وهي أصح الروايتين عن مالك ....إلخ .

ونقله السيوطي في تنوير الحوالك بشرح موطأ مالك ۸۷/۱،والمباركفوري في تحفة الأحوذي ۳۸۰/۴ وغيرهما.

(2)(أخرجه البخاري في الصحيح ،باب:الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ، (۵۵۱) بلفظ :عن ابن عباس قال شهد عندي رجال مرضيون وأرضاهم عندي عمر أن النبي ﷺ نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس و بعد العصر حتى تغرب .

ومسلم في الصحيح ، باب :الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها ، (۸۲۶)، والترمذي في الجامع (۱۸۳)،وابن ماجه في السنن(۱۲۵۰)، وأبو عوانة في مسنده ۳۲۶/۱ (۱۱۲۳) و۳۱۷ (۱۱۲۳ إلى ۱۱۲۷) ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۳۰۳/۱ ،والطبراني =

= في الأوسط ٣/٧٩(٢٥٣٨)، والبيهقي في السنن الكبرى ٢/٣٥٢، وغيرهم .

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه .

أخرجه البخاري في الصحيح (٥٥٩) بلفظ :أن رسول الله ﷺ ....نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس و بعد العصر حتى تغرب الشمس .... إلخ .

و(٥٧٣)،و(٥٣٨١)، ومسلم في الصحيح ، باب :الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها ، (٨٢٥)،والنسائي في السنن(٥٦١)،وفي الكبرى١/١٥٣(٣٦٨)،و٣٨٣ (١٥٣٥)، وابن ماجه في السنن(١٢٤٨)، والشافعي في مسنده ٢٢١،ومالك في الموطأ ٢٢١/١ (٥١٢)، وأبوعوانة في مسنده ٣٢١/١ (١١٣٢)، وابن حبان في الصحيح ٤/٤١٢، ٤١٣ (١٥٤٣،١٥٤٤)،والطبراني في الأوسط٢/٢٠٥(١٧٣١)،وأبو نعيم في المسند المستخرج٢/٣١٩ (١٨٦٧)،والبيهقي في السنن الكبرى٢/٣٥٢، وغيرهم .

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه .

أخرجه البخاري في الصحيح (٥٦١) بلفظ : يقول :سمعت رسول الله ﷺ لا صلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلاة بعد العصر حتى تغيب الشمس .

و(١١٣٩)، و(١٧٦٥)، و(١٨٩٣)،والنسائي في السنن (٥٦٦، إلى ٥٦٨)،وفي السنن الكبرى١/٣٨٣،وابن ماجه في السنن (١٢٤٩)،وعبد الرزاق في مصنفه ٢/٤٢٨ (٣٩٩١)،وأبو عوانة في مسنده١/٣١٧، ٣١٨ (١١٢٨،١١٢٩)،وأبو نعيم في المسند المستخرج٢/٤٢١ (١٨٧٠)،والطحاوي في شرح معاني الآثار١/٣٠٤، والطبراني في الأوسط١/٤٢،٤٣(١١٥)،و٣/٣٤٤،والبيهقي في السنن الكبرى٢/٣٥٢، وغيرهم .

عن معاوية رضي الله تعالى عنه .

أخرجه البخاري في الصحيح (٥٦٢) بلفظ :قال :إنكم لتصلون صلاة لقد صحبنا رسول الله ﷺ فما رأينا يصليها ولقد نهى عنهما يعني الركعتين بعد العصر. وفي = = =

= = باب:ذكر معاوية رضي الله عنه (٣٥٥٥) ، وأحمد في مسنده ٩٩/٤ ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ٣٠٤/١، والطبراني في الكبير ٣٣٣/١٩ (٧٤٩) ، والبيهقي في السنن الكبرى ٤٥٢/٢، ٤٥٣ .

عن عمرو بن عنبسة رضي الله تعالى عنه .

أخرجه مسلم في الصحيح ،باب إسلام عمرو بن عنبسة (٨٣٢) وفيه :... حتى تصلى العصر ثم أقصرعن الصلاة حتى تغرب الشمس . وأحمد في مسنده ١١٢/٤،والطبراني في أحاديث الطوال ٢١٣ (١) .

قلت :وأما النهي فهو ثابت من أحاديث جماعة من الصحابة رضي الله تعالى عنهم .

منهم :حديث علي رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أبوداود في السنن على الصلاة (١٢٧٤)،والنسائي في السنن (٥٧٣) ،وغيرهما .

وحديث سمرة بن جندب رضي الله عنه .

أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه ١٣١/٢(٧٣٢٥)، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٢٥/٢ (٣٣٥٠)وعزاه إلى أحمد والبزار والطبراني،وقال:ورجال أحمد ثقات .

وحديث سلمة بن الأكوع رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أحمد في مسنده ٥١/٤، والطبراني في الأوسط ٢٨٥/٧ (٧٥٠٨)،وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٢٥/٢ (٣٣٥١) :رواه أحمد والطبراني في الأوسط و رجال أحمد رجال الصحيح .

وحديث زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أحمد في مسنده ١٩٠/٥،والطحاوي في شرح معاني الآثار ١٥١/١(٨٣٥) ، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد٢٢٤/٢(٣٣٤٥) رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح .

وحديث عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه. = = =

= أخرجه أحمد في مسنده ٢/٢١١،وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢/٢٧٦ (٣٣٥٥) :رواه أحمد ورجاله ثقات .

وحديث عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما .

وأخرجه النسائي في السنن (٥٧٩)،وفي السنن الكبرى١/١٥٤(٣٧٩) .

وحديث ابن عباس وعبد الرحمن بن الأزهر والمسور بن مخرمة رضي الله عنهم .

اخرجه الطبراني في الكبير ١١/٣١٢ (١٢١٧٠) .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢/٢٧٩ :رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبراني يحيى بن منصور أبي سعد الهروي فاني لم أجد من ترجمه .

قلت وهو ثقة ،معروف كما قال الذهبي :وهو الحافظ الإمام أحد الكبار ...وقال الحاكم في تاريخه أبو سعد الهروي الحافظ إمام عصره ...وقال الخطيب كان ثقة حافظا صالحا زاهدا ...(تذكرة الحفاظ للذهبي٢/٧٩١ في ترجمته).

وحديث معاذ بن عفراء رضي الله عنه .

وأخرجه النسائي في السنن (٥١٨) وفي السنن الكبرى ١/١٥٥ (٣٧٤) ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٣٠٣ .

وفي الباب :عبد الله بن مسعود وعقبة بن عامر ،وعبد الله بن عمر، وكعب بن مرة ، وابو أمامة ،ويعلى بن مرة ،وسعد بن أبي وقاص، و يزيد بن حبيب ،وابو بشير الأنصاري و بلال ،وعبد الرحمن بن عوف ، وصفوان بن معطل ، وحفصة ، وأبو الدرداء ، وأبو ذر، وأبو قتادة ،وانس وغيرهم رضي الله تعالى عنهم .

ذكر عن بعضهم الإمام الترمذي في الجامع ،باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر و بعد الفجر، وابن عبد البر في التمهيد ١٣/٣٠ إلى ٣٢ ، والهيثمي في مجمع الزوائد٢/٢٢٢ إلى ٢٢٨.

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں: رواہ أبو داود في سننه .(1) بااینہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں:

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ رضي الله عنهم، أَرْسَلُوْهُ إِلَى عَائِشَةَ [زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ] فَقَالُوْا: اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، وَقُلْ لَهَا: إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهُمَا.(2).

شیخین نے اس کو روایت کیا کریب سے وہ ابن عباس اور مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن أزہر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ انہوں نے ان کو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری سب کی طرف سے ان کو سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعات پڑھنا کیسا ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ان کو پڑھا کرتی ہیں اور ہمیں نبی اکرم ﷺ سے خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے منع فرمایا۔

علماء فرماتے ہیں: یہ ام المومنین [رضی اللہ تعالیٰ عنہا] کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے جائز کردیا تھا۔

---

(1)(أخرجه أبو داود في السنن في الصلوة، باب: من رخص فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة، (١٢٨٠).

(2)(أخرجه البخاري في الصحيح، أبواب السهو، (١١٧٦)، وفي المغازي (٤٣٧٠)، و مسلم في الصحيح في صلاة المسافرين و قصرها، ٢٨٣٨، (١٩٣٠) بلفظ له، وأبو داود في السنن في الصلاة ٢٠١ (١٢٧٣)، والدارمي في السنن ١/٣٩٥ (١٤٣٦)، وابن حبان في الصحيح ٣/٤٤٣، ٤٤٤ (١٥٧٦)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٣٠٢ (١٨٧٢)، والبيهقي في السنن الكبرى ٢/٤٥٧، وابن عساكر في تاريخه ٥٠/١٩.

وله الإمام الجليل خاتم الحفاظ السيوطي في انموذج اللبيب ثم الزرقاني في شرح المواهب.(1)

حدیث (132=192):

{39} صحیحین ومسند احمد وسنن نسائی وصحیح ابن حبان میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے(2) اور

حدیث (133=193):

{40} احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ وابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس(3) اور

---

(1) انموذج اللبيب للسيوطي، الباب الثاني، الفصل الثالث، فيما اختص به من المباحات، صفحه ۲۱ق، وشرح المواهب للزرقاني

(2) أخرجه البخاري في الصحيح، باب: الأكفاء في الدين، ۲۰/۷۳ (۳۸۰۱)، و مسلم في الصحيح ۱/۳۸۵، والنسائي في السنن (۲۷۶۸)، وفي السنن الكبرى ۲/۳۵۷ وأحمد في مسنده ۶/۱۳، وابن خزيمة في صحيحه ۴/۱۴۳ (۲۶۰۲)، وإسحاق بن راهويه في مسنده ۲/۷۵، والدارقطني في السنن ۲/۲۳۱، والطبراني في الكبير ۲۴/۳۳۳ (۸۳۳)، و ۳۳۵ (۸۳۵)، ۳۳۶ (۸۳۲)، والبيهقي في السنن ۵/۲۲۱، و ۷/۳۷، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ۵/۲۷۰، ۲۷۴، وابن حزم في المحلى ۷/۱۳، وغيرهم.

من طريق هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها.

وأخرجه مسلم في الصحيح ۱/۳۸۵، وابن الجارود في المنتقى ۱۲ (۳۲۰)، وأحمد في مسنده ۶/۱۴۳، وإسحاق بن راهويه في مسنده ۲/۷۵، وابن حبان في الصحيح ۹/۸۷ (۳۷۷۴)، والنسائي في السنن (۲۷۶۸)، وفي السنن الكبرى ۲/۳۵۷، والدارقطني في السنن ۲/۲۳۳، والطبراني في الكبير ۲۴/۳۳۳ (۸۳۳)، والبيهقي في السنن ۵/۲۲۱ وغيرهم. من طريق الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها.

(3) أخرجه أحمد في مسنده ۱/۲۳۷، و ۳۵۲، ومسلم في الصحيح في الحج، ===

حدیث ﴿194=134﴾:

{41} احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ وابونعیم وبیہقی میں ضباعہ بنت زبیر(1) اور

= = ۱/۳۸۵ ،وأبو داود في السنن ،باب:اشتراط في الحج (۱۷۷۶)،والترمذي في الجامع ، باب :ما جاء في الاشتراط في الحج ، (۹۴۱)،وابن ماجه في السنن ، باب : الشرط في الحج ،(۲۹۳۸)،والنسائي في السنن ، باب كيف يقول اذا اشترط، (۲۷۶۶، ۲۷۶۷)،وفي السنن الكبرى ۲/۳۵۷ (۳۷۴۷)،وابن الجارود في المنتقى ۱۱ (۴۱۹) والدارمي في السنن ۲/ ۵۳ (۱۸۱)،وابن أبي شيبة في مصنفه ۳/۲۹۷، و۲۴۰،۲۴۱ والطيالسي في مسنده ۲۲۹ (۱۳۲۸) ، و۳۵۰ (۲۶۸۵)،واسحاق بن راهويه في مسنده ۵/ ۴۳ (۲۱۶۸)، وابن حبان في الصحيح ۹/۸۸ (۳۷۷۵)، والدارقطني في السنن ۲/۲۱۹،و۲۳۵،وأبو يعلى في مسنده ۴/۳۹۳ (۲۴۸۰) ،وأبو الشيخ الأصبهاني في الجزء فيه أحاديث أبي الزبير عن غير جابر ۱۲۸(۱۱۲)،و۱۲۹ (۱۱۵)، والطبراني في الكبير۱۱/۲۲۱ ،و۲۴/۳۳۳ ،وفي مسند الشاميين ۳/۲۲۳ (۲۲۰۳)، و الشيباني في الآحاد والمثاني ۵/۴۶۳ (۳۱۵۷) ،والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۲۲۱ ، ۲۲۲، وأبو نعيم في الحلية۹/۲۲۳، و في معرفة الصحابة ۲۶۹،۲۷۰، وغيرهم .

من طريق طاوس وعكرمة مولى ابن عباس وسعيد بن جبير عن بن عباس رضي الله عنهما.

(1)أخرجه أحمد في مسنده ۶/۴۱۹ (۲۷۴۹۸)،وابن ماجه في السنن (۲۹۳۷)، والطبراني في الكبير ۲۴/۳۳۶ (۸۴۰ ،و۸۴۱ ،و۸۴۲ ،و۸۴۳)،وفي الأوسط ۳/۷۹(۲۵۴۷)،وابن أبي شيبة في المصنف ۳/۲۴۰ (۱۳۷۴۷)، والبيهقي في السنن الكبرى ۵/۲۲۲،واسحاق بن راهويه ۵/۴۲(۲۱۶۷)،وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ۵/۴۶۳ (۳۱۵۶ ،۳۱۵۷) ،وأبو نعيم في معرفة الصحابة ۵/۲۷۱ (۷۷۸۵)، والعقيلي في الضعفاء ۲/۳۷. من طريق مختلفة عنها رضي الله عنها.

حدیث ﴿195=135﴾:

{42} بیہقی وابن مندہ میں بطریق ھشام عن ابی الزبیر، حضرت جابر بن عبداللہ (1) اور

حدیث ﴿196=136﴾:

{43} احمد وابن ماجہ وطبرانی میں " ابی بکر بن عبداللّٰہ بن الزبیر عن جدتہ" یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف (2) اور

حدیث ﴿197=137﴾:

{44} طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے۔

عرض کی یارسول اللہ ﷺ!

واللہ! میں تو اپنے آپ کو بیمار ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی) فرمایا:

أَهِلِّيْ وَاشْتَرِطِيْ أَنْ مَحَلِّيْ حَيْثُ احرام باندھ اور نیت حج میں یہ شرط لگا لے کہ

---

(1) اخرجه البيهقي في السنن الكبرى ٥/٢٢٢ (٩٨٩٥)، والطبراني في الكبير ٢٤/٣٣٥ (٨٣٦)، وفي الأوسط ٣/٧٩ (٢٥٤٧) وابو نعيم في المعرفة ٥/٢٧١ .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/٢٩٦ :رواه الطبراني في الكبير والأوسط وفيه حجاج بن نصير وثقه ابن حبان وقال يهم وفيه كلام .

قلت :تابعه ابن جريج ، وأبو مسلم عند البيهقي .

(2) اخرجه أحمد في مسنده ٦/٣٤٩، وابن ماجه في السنن (٢٩٣٦)، والطبراني في الكبير ٢٤/٨٧ (٢٣٣)، و٣٠٤ (٧٧٣) ،والبخاري في الكنى ٩(٥٢) .

حَبَسْتَنِيْ .(1)	الٰہی جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا کہ:

فَاِنَّ لَكَ عَلٰی رَبِّكَ مَا اسْتَثْنَيْتِ. (2)	تمہارا یہ استثنا تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضیاء نے زائد کیا کہ فرمایا:

فَاِنْ حُبِسْتِ اَوْ مَرِضْتِ فَقَدْ حَلَلْتِ مِنْ ذٰلِكَ بِشَرْطِكِ عَلٰی رَبِّكِ عَزَّوَجَلَّ . (3)	اب اگر تم حج سے روکی گئی یا بیمار پڑی تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

---

(1)(لم أجده في المطبوع .لكن أخرجه العقيلي في الضعفاء ۴/۳۲في ترجمة يحيى البكاء ،أبو سلمة ،بلفظ :عبد الله بن عمر قال :أرادت ضباعة بنت الزبير عمة رسول الله ﷺ الحج ، فقال لها رسول الله ﷺ حجي و اشترطي و حلي حيث حبست .
وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۳/۴۹۱ (۵۳۲۸) ، بلفظ :أرادت ضباعة بنت الزبير الحج فقال لها رسول الله ﷺ حجي وقولي محلي حيث حبستني ،وقال :رواه الطبراني في الكبير، وفيه علي بن عاصم وهو متكلم فيه لسوء حفظه و تماديه على الخطأ واحتقاره العلماء . و أيضا ذكره المتقي في كنز العمال ۵/۲۰۷ (۱۲۳۲۸) و عزاه الى الطبراني .

(2)(أخرجه النسائي في السنن ، باب :كيف يقول اذا اشترط ،(۲۷۶۲)، وفي السنن الكبرى ۲/۳۵۸ (۳۷۴۹)، والدارمي في السنن ،باب :الاشتراط في الحج، ۲/۵۴ (۱۸۱) ،عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما.

(3)(أخرجه أحمد في مسنده ۶/۴۱۹ (۲۷۴۹۸) .

قلت :وفي الباب :عن أم سلمة :أخرجه أحمد في مسنده ۶/۳۰۳ ،والطبراني في ==

(۱) ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:
یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط
اصلاً مقبول ومعتبر نہیں۔

بل وافقنا على اختصاصه بها بعض الشافعية كالخطابي ثم روياني كما في عمدة القاري للامام العيني من باب الاحصار (1) حتی کہ:

ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمالیا کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا

حدیث ‹198=138›:

{45} مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم میں ہے۔

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضي الله عنه :

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذَالِكَ مِنْهُ. (2)

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لائے کہ صرف دو ہی پڑھا کروں گا نبی ﷺ نے قبول فرمالیا۔

= الكبير ۲۳/۲۳۹ (۵۰۴)، و ۲۷۷ (۶۸۳).
وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۳/۲۹۱ (۵۳۲۱) رواه أحمد والطبراني في الكبير وقد صرح ابن اسحاق بالسماع و بقية رجاله رجال الصحيح .
(1) (ذكره العيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۲/۳۷.
قلت : و في مغني المحتاج ۱/۵۳۲ :أو خاص بضباعة .
(2)أخرجه أحمد في مسنده ۵/۲۵(۲۰۵۵۳)، و ۳۶۳ (۲۳۲۶۸) ، و أبو بكر ===

= الشيباني في الآحاد والمثاني ۲/۹۵ (۹۲۱) .

وقال الألباني في ثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب، كتاب الصلاة ، ۴۹ : وهذا سند صحيح على شرط مسلم .

منکرین اختیارات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جواب میں تحقیقی مقالہ

از مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

[ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دوبئی]

نام نہاد اہلحدیث ان کا چونکہ یہ عقیدہ باطلہ ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ۷۸، اشاعۃ السنۃ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان .لاہور)

اور رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔

﴿﴾ اور حدیث مذکور سے حضور ﷺ کا اختیار ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ نے تین نمازیں معاف کر کے دو نمازوں کی شرط پر تو مسلم کا اسلام قبول کر لیا اس لئے غیر مقلدین کے ترجمان **"اہلحدیث"** لاہور نے اپنے عقیدہ باطلہ کا تحفظ دشان رسالت کا انکار کرتے ہوئے، بدیں الفاظ حدیث مذکور کی تردید کی ہے کہ:

"یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی حضرت قتادہ ہیں، جو مدلس ہیں، جو اپنے استاد حضرت نصر سے عن کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔

اور اصول یہ ہے کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت بیان کرے قابل حجت نہیں۔

﴿﴾ اس روایت کے ضعیف ہونے کی ایک اہم علت یہ بھی ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے۔

شاذ اس روایت کو کہتے ہیں۔ جس میں کوئی ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ یا اکثر ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور شاذ، ضعیف کی اس قسم میں سے ہے کہ جو قابل عمل نہیں ہوتی اس روایت میں قتادہ جو مدلس بھی ہیں اور دوسری یہ روایت ان تمام صحیح احادیث کے مخالف ہے، جن میں پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا گیا ہے"۔

(اہلحدیث ۳، مئی ۱۹۹۱ء)

الجواب : یہ صحیح ہے کہ مدلس راوی جب عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ بالاتفاق مردود ہوتی ہے۔ لیکن اس قانون سے بعض راوی مستثنیٰ ہیں اور انہی راویوں میں ایک راوی قتادہ ہیں۔
محدثین نے لکھا ہے کہ قتادہ سے جب شعبہ روایت کرے تو وہ روایت صحیح شمار کی جائے گی۔
امام حاکم تحریر فرماتے ہیں:

"فمن المدلسين من دلس عن الثقات الذين هم في الثقة مثل المحدث أو فوقه أو دونه الا انهم لم يخرجوا من عداد الذين يقبل اخبارهم.

مدلسین کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے جیسے یا اپنے سے بڑھ کر یا اپنے سے کچھ کم راویوں سے روایت کرتا ہے۔ مگر وہ اس جماعت سے خارج نہیں جن کی روایات قبول کی جاتی ہیں۔

فمنهم من التابعين أبو سفيان طلحة بن نافع وقتادة بن دعامة وغيرهما"۔

ایسے ہی اس گروہ میں تابعین میں سے ابو سفیان طلحہ بن نافع اور قتادہ بن دعامہ وغیرہما ہیں۔

(معرفة علوم الحديث ۲۰ وفي نسخة: ۱۰۴ و توجيه النظر الى اصول الأثر ۲/۳۳۱)

اور علامہ طاہر بن صالح الدمشقی نے ابن حزم سے نقل فرمایا ہے کہ ایسے مدلسین جن کی کسی روایت کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور باوجود تدلیس کے ان کی روایات میں کوئی اثر نہیں پڑتا اور ان مدلسین میں جلیل القدر محدثین اور مسلمانوں کے امام شامل ہیں۔ جیسے حسن بصری وابو اسحاق السبیعی اور قتادہ بن دعامہ اور عمر بن دینار۔ (توجيه النظر على اصول الاثر ۱/ ۲۵۱، وفي نسخة ۱/۳۳۱، ۳۳۲)

معلوم ہوا: کہ قتادہ ان مدلسین میں سے نہیں ہے کہ جن کی روایات مطلقاً مردود شمار ہوتی ہیں اور پھر اس روایت میں جیسا کہ اوپر سند سے ظاہر ہے قتادہ سے روایت کرنے والے شعبہ ہیں اور محدثین نے یہ اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ قتادہ سے جب شعبہ روایت کرے تو روایت بالاتفاق قابل قبول ہے۔
حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں امام بیہقی کی کتاب المعرفۃ السنن میں روایت ہے۔
جس میں یہ ہے کہ امام شعبہ نے فرمایا کہ میں تم کو تین آدمیوں کی تدلیس سے کفایت کرتا ہوں۔
اعمش امام ابو اسحاق اور قتادہ اور بہت ہی اچھا قاعدہ ہے کہ ان کی روایات شعبہ سے قابل قبول ہوں گی اگرچہ عن

کے ساتھ روایت کی گئی ہوں۔ (النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲/ ۶۳۰، ۶۳۱)

﴿﴾ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ...... قتادہ مشہور مدلس ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کسی نے ان کی حدیث سے حجت پکڑنے میں پس و پیش نہیں کی۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۱۵)

﴿﴾ اور مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جب قتادہ سے شعبہ روایت کرے تو وہ روایت بالاتفاق قابل قبول ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

ثابت ہوا: کہ اس روایت کو قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہنا درست نہیں اور اس روایت پر اس قسم کے اعتراض کرنے والا شخص اصول حدیث سے مطلقاً جاہل ہے۔

دوسرا: سوال وجواب!

اس حدیث میں رجل منهم رضی اللہ عنہ ہے۔ صحابی کا نام نہیں ہے اسلئے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

معلوم ہوتا ہے، کہ معترض در پردہ رافضی ہے، وگرنہ ایسا اعتراض کبھی نہ کرتا، محدثین بلکہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ صحابہ تمام کے تمام عدول ہیں صحابی کا نام روایت میں لینا ضروری نہیں ہے۔

﴿﴾ حضرت امام نووی فرماتے ہیں:

"...... وجهالة اسم الصحابي لا يضر لأنهم كلهم عدول. اور صحابی کے نام کا نہ ہونا کوئی نقصان دہ نہیں کیونکہ صحابہ تمام عادل ہیں۔

(المجموع شرح المهذب ۱/ ۶۳ للنووی)

غیر مقلدین کے امام شوکانی نے لکھا ہے اور جب تمہارے لئے ہر اس شخص کی عدالت ظاہر ہوگئی۔ جس کو صحبت حاصل ہے تو سمجھ لے کہ جب راوی یہ کہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے اور اس کا نام نہیں تو یہ حجت ہے اور نام کا نہ لینا صحابہ کی بالعموم عدالت کے ثبوت کے سبب کوئی نقصان نہیں دیتا۔

(ارشاد الفحول ۶۷)

﴿﴾ علامہ عراقی فرماتے ہیں:

" واذا قال سمعت رجلا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل لأن الكل عدول.

اور جب راوی کہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص سے سنا تو یہ قبول کیا جائے گا کیونکہ تمام اصحاب عادل ہیں۔

(التقييد والايضاح شرح مقدمه ابن الصلاح ا/۷۴)

{} امام زیلعی حنفی فرماتے ہیں:

وان جهالة اسماء هم لا يضرهم .

اور صحابہ کے اسماء کا نہ ہونا حدیث میں مضر نہیں ہے۔

(نصب الراية ا/ ٢٦٧)

{} علامہ منذری فرماتے ہیں:

" فان جهالة اسم الصحابى غير مؤثرة فى صحة الحديث.

یعنی صحابی کا نام نہ لینا صحت حدیث پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

(مختصر السنن للمنذرى ا/ ٢٢٧)

{} علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں:

" ولا يقال هذا رواية عن مجهول لأن الصحابة كلهم عدول فلا يضر ذلك.

اور اس روایت کو مجہول سے روایت نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں اور روایت میں نام نہ آنا نقصان دہ نہیں ہے۔

(عمدة القارى ١٧/ ١٩٦ و ١١/ ٥٣)

{} ملا علی قاری فرماتے ہیں:

" والصحابة كلهم عدول فلا يضر الجهل باسمائهم .

صحابہ تمام عادل ہیں ان میں سے کسی کے نام کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہوتا۔

(شرح نخبة الفكر ١٥٣)

{} مولوی ظفر عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے:

جهالة الصحابی لا تضر صحة الحدیث فانهم کلهم عدول.
صحابی کے نام کا نہ جاننا صحت حدیث کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں

(قواعد علوم الحدیث ۱۲۴)

﴿۶﴾ مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے نقل کیا ہے:

"قلت قد اجمعت الامة أن الصحابة کلهم عدول الا یضر الجهل باعیانهم ......
میں کہتا ہوں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں پس ان کے نام کی جہالت مضر نہیں ہے۔

(بذل المجهول ۱/۲۲۲)

یہی بات مندرجہ ذیل علماء و محدثین نے بھی تحریر فرمائی ہے۔

امام سیوطی تدریب الراوی ص ۲۱۴ ج ۲، امام سخاوی فتح المغیث ص ۱۰۸، امام آمدی الاحکام ص ۲۸ ج ۲، امام اثرم عن الامام احمد تدریب الراوی ص ۱۷۳ ج ۱ امام بخاری عن الحمیدی تدریب ص ۱۷ ج ۱، علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص ۳۰۰ ج ۱ علامہ قسطلانی، ارشاد الساری ص ۳۱۳ ج ۳، نواب صدیق الحسن بھوپالوی الحصول الماحول ص ۲۳، امام باجی مالکی الاحکام فی اصول ا لاحکام ص ۳۰۳ ابن تیمیہ مسودہ ص ۲۹۳ امام غزالی المستصفی ص ۱۶۴ ج ۱، علامہ تاج الدین سبکی جمع الجوامع ص ۱۶۷ ج ۲، علامہ امیر بادشاہ حنفی و امام ابن الهمام التیسر التحریر ص ۶۴ ج ۳ وغیرهم.

اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں رجل منهم رضی اللہ عنهم ہے۔ لہذا ہمیں کیا پتہ کہ وہ کون ہے، لہذا اس کا نام جو ہے معلوم ہونا چاہیے۔

آپ یہ تمام حوالہ جات پڑھیں کہیں بھی منافقین اور مرتدین کی احتمال آفرینی کا ذکر نہیں ہے۔ یقیناً یہ تمام محدثین اس قسم کے خطرات سے بخوبی واقف تھے۔ یہ کس قدر بے تکی اور جہالت کی بات ہے کہ صحابہ کی عدالت پر شک کیا جائے یا تو یہ شخص مطلق جاہل ہے یا پھر در پردہ روافض کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور بدحتی ہے۔

ان کے سوا امام جلیل سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مستطاب "انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دیئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دیئے۔

ہو جوہ یطول ایرادھا وللہ الحمد علی تواتر الائہ۔

یہ تینتالیس حدیثیں یہ اور آٹھ حدیث بالائی دو بارۂ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون احادیث ہیں، جن

اور سچ تو یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام کا نام لیکر ان کے گستاخ ہیں یہ شخص تو صرف عدالت صحابہ کو چیلنج کر رہا ہے جبکہ اس گروہ کا ایک بڑا مولوی رشید احمد گنگوہی تو یہاں تک لکھ گیا ہے۔ کہ:

"صحابہ کی تکفیر کرنے والا اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہیں ہوگا"۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

تو ثابت ہوا کہ یہ مذکورہ حدیث بالکل صحیح ہے اور مبتدعین نجد و دیوبند کے غلط عقائد کا سرعام مذاق اڑا رہی ہے اب اس حدیث پر ایک آخری اعتراض باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ اعتراض یہ کہ یہ حدیث شاذ ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو شاذ کہنے والا شخص مطلقاً جاہل ہے۔ اس کو شاذ اور مقبول روایت کا علم ہی نہیں ہے شاید انہی لوگوں کو دیکھ کر کسی نے کہا ہے۔

ع .... گر ہمیں مکتب است وہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شود

شاذ روایت وہ ہوتی ہے کہ جس میں ایک ثقہ راوی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت کر رہا ہو یا بعض محدثین کے نزدیک مطلقاً ایسی زیادتی ہو جو کہ دیگر ثقات نے بیان نہ کی ہو جبکہ اس حدیث میں ایسا کوئی پہلو ہے ہی نہیں معترض کو چاہئے کہ دیگر اوثق رواۃ کی روایات کو تلاش کر کے بیان کرے کہ اس شخص سے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے دو نمازوں پر اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ تب یہ روایت شاذ کہلا سکتی ہے۔

مگر ایسی کوئی روایت نہیں بفضلہٖ تعالیٰ اصول حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث نہ تو ضعیف ہے اور نہ ہی شاذ ہے جاہل کا اعتراض کرنا اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے۔ آمین، بحرمۃ طٰہٰ و یٰسٓ ﷺ ۔ انتھیٰ کلامہ۔

میں بہت از روئے اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں۔ اور بحیثیت تذلیل وہابیہ وتجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں۔

انہیں بھی گنے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ. (1)

بے شک اللہ تعالٰی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرما دیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو، تو قتل میں بھی احسان کرو اور ذبح کرو، تو ذبح میں بھی احسان برتو۔

أحمد والستة إلا البخاري عن شداد بن أوس رضي الله عنه

---

(1) أخرجه أحمد في مسنده ۴/۱۲۳و ۱۲۴، ۱۲۵، ومسلم في الصحيح، كتاب الصيد والذبائح (۵۰۲۸) وأبو داود في السنن، في كتاب الضحايا، (۲۸۱۵)، والترمذي في الجامع في كتاب الديات عن رسول الله ﷺ، (۱۴۱۳) والنسائي في السنن في الضحايا (۴۴۰۷) و (۴۴۱۳و ۴۴۱۴و ۴۴۱۵و ۴۴۱۹) وفي السنن الكبرى ۳/۲۰، و ۲۳و ۲۵و ۵/۹۹ وابن ماجه في السنن في الذبائح (۳۱۷۰)، وعبد الرزاق في مصنفه ۴/۴۹۲ (۸۶۰۴)، وابن أبي شيبة في مصنفه ۵/۵۵ ۴ (۲۷۹۰۹) وابن الجعد في مسنده ۴۷۰ (۳۴۳) وابن الجارود في المنتقى (۸۹۹)، والدارمي في السنن ۲/۱۱۳ (۱۹۷۰) وأبو عوانة في مسنده في كتاب الذبائح ۵/۴۸ إلى ۵۰ والبزار في مسنده ۸/۴۹۳ (۳۴۶۸) وابن حبان في الصحيح ۳/۱۹۹، ۲۰۰ (۵۸۸۳ و ۵۸۸۴) والطحاوي في شرح معاني الآثار ۳/۱۸۴ (۳۶۵۰) والطبراني في الكبير ۳/۷۴۳۲، ۷۴۳۶ (۷۴۳۳) إلى ۷۴۳۳) وفي الصغير ۲/۲۲۱ (۱۰۶۳)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ۴/۹۹ (۲۰۷۹) والبيهقي في الشعب ۷/۴۸۴ = = =

ولهـــذا میرا خامہ تیغ بار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مزبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کیلئے یہ بچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالیٰ آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی موید و مکمل ہیں، لکھتا ہے، ان میں مؤیدات تفویض کی تقدیم کیجئے کہ اس بحث کا سلسلہ مسلسل رہے۔ وباللہ التوفیق۔

حدیث ﴿139=199﴾:

{46} حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومسند امام طحاوی ومعجم طبرانی ومعرفۃ بیہقی۔

کلهم بطريق منصور بن المعتمر عن إبراهيم التيمي عن عمرو بن ميمون عن أبي عبدالله الجدلي عن خزيمة بن ثابت (1) إلا ابن ماجة فعن سفين عن أبيه عن إبراهيم التيمي عن عمرو بن ميمون عن خزيمة" کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

= = (۱۱۰۷)، وفي السنن الكبرى ۸/۶۰(۱۵۸۵۲)، و۹/۶۸ (۱۷۸۴۳)، و۲۸۰،
والصيداوي في معجم الشيوخ ۲۸۷،۲۸۸، والحكيم الترمذي في الأمثال ۹۸،
والديلمي في الفردوس ۱/۱۷۳(۶۴۸)، وأبو القاسم الجرجاني في تاريخه ۳۸۶
(۶۴۰)، والخطيب في تاريخه ۵/۲۷۸، وابن عساكر في تاريخه ۲۲/۳۳۷ .

(1) (أخرجه أبو داود في السنن (۱۵۷) ، وأحمد في مسنده ۵/۲۱۳ (۲۱۹۱)،
والحميدي في مسنده ۱/۲۰۷ (۴۳۳) ، والطيالسي في مسنده ۲۹ (۱۲۱۸) ، وأبو
عوانة في مسنده ۱/۲۶۲، والطبراني في الكبير ۴/۹۳ (۳۷۵۴) ، و(۳۷۵۶)، و۹۴
(۳۷۵۷) ، و۹۹ (۳۷۸۹)، وفي الصغير ۲/۲۷۳ (۱۱۵۴) ، والطحاوي في شرح معاني
الآثار ۱/۸۱ (۴۷۳) ، والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۲۷۷ (۱۲۲۳).

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثًا، وَلَوْ مَضَی السَّائِلُ عَلٰی مَسْأَلَتِہٖ لَجَعَلَھَا خَمْسًا. (1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کیلئے مسح موزہ کی مدت تین رات دن مقرر فرمائی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو حضور پانچ راتیں کر دیتے۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے، اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا:

"وَلَوِ اسْتَزَدْنَاہُ لَزَادَنَا". (2)

اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے:

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیْھِنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَلَوْ اَطْنَبَ لَہُ السَّائِلُ فِیْ مَسْأَلَتِہٖ لَزَادَہٗ. (3)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کیلئے تین رات دن اور مقیم کیلئے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت اخریٰ یوں ہے:

---

(1)(أخرجه ابن ماجه في السنن (۵۵۳) ،وابن أبي شيبة في مصنفه ۱/۱۹۲(۱۸۶۴)، و عبد الرزاق في مصنفه ۱/۲۰۳ (۷۹۰)،وأحمد في مسنده ۵/۲۱۳(۲۱۹۲۰)، و ۲۱۵ (۲۱۹۳۱) ، وابن حبان في الصحيح ۴/۱۵۸ (۱۳۲۹)، والطبراني في الكبير ۴/۹۲ (۳۷۴۹)،والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۲۷۷(۱۳۳۴)،والخطيب في تاريخه ۲/۵۰ .

(2)(أخرجه أبو داود في السنن(۱۵۷)،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۱/۸۱ (۴۷۴)،والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۲۷۷(۱۳۳۳)،والطيالسي في مسنده ۱۲۹.

(3) (أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار ۱/۸۱ (۴۷۳) .

وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ مَضَى السَّائِلُ فِيْ مَسْأَلَتِهٖ لَجَعَلَهَا خَمْسًا. (1)

خدا کی قسم اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کردیتے۔

یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے۔اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں۔

لاجرم امام ترمذی نے اُسے روایت کرکے فرمایا:" هذا حديث حسن صحيح ".

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

(1) أخرجه البيهقي في السنن الكبرى ١/٢٧٧(١٢٣٢) ، وأحمد في مسنده ٥/٢١٣ (٢١٩٢٠) ، و٢١٥(٢١٩٣١) ، والطبراني في الكبير ٤/(٣٧٥٠) بدون " وايم الله ".

قلت: وقد روي الحديث من طريق حماد والحكم بن عتيبة عن إبراهيم النخعي به.

أخرجه أبو داود في السنن (١٥٧) ، وأحمد في مسنده ٥/٢١٣ (٢١٩١٧) و ٢١٥ (٢١٩٢٤) ، والطيالسي في مسنده ١٢٩ (١٢١٩) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٨١ (٤٧٧) ، والطبراني في الكبير ٤/٩٥ (٣٧٦٣) ، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٢٧٨ (١٢٣٩) وغيرهم.

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه ١/١٧٢(١٨٦٣) ، وأحمد في مسنده ٥/٢١٣ (٢١٩١٨) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٨١(٤٧٦) ، والطبراني في الكبير ٤/٩٥ (٣٧٦٢) ، و(٣٧٦٤) ، و(٣٧٦٥) ، و(٣٧٦٦) و٤/٩٦(٣٧٦٧) و(٣٧٦٨) ، و (٣٧٦٩) و(٣٧٧٠) ، و(٣٧٧١) ، و(٣٧٧٢) ، و٩٧(٣٧٧٣) ، و(٣٧٧٥) و(٣٧٧٦) ، و(٣٧٧٧) و(٣٧٧٨) ، و٤/٩٨(٣٧٧٩) ، و(٣٧٨٠) وغيرهم.

من طريق حماد عن ابراهيم عن أبي عبد الله الجدلي عن خزيمة بن ثابت رضي الله عنه.

وأخرجه أحمد في مسنده ٥/٢١٥ ، والطبراني في الكبير ٤/٩٨ (٣٧٨١) ، و(٣٧٨٢) ، و(٣٧٨٣) وغيرهما. من طريق أبي معشر عن إبراهيم ، به.

ورواه الجماعة عن إبراهيم التيمي والنخعي ، بالإسناد المذكور.

نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا: "یہ حدیث صحیح ہے"۔(1)

وهو ان لم يذكر الزيادة فانما المخرج والطريق الطريق حيث قال حدثنا ابو عوانة نا سعيد بن مسروق عن إبراهيم التيمي عن عمرو بن ميمون عن عبدالله الجدلي عن خزيمة بن ثابت رضي الله عنه من النبي ﷺ. وقد أطال الإمام ابن دقيق العيد الكلام في تقوية هذا الحديث والذات عنه في كتابه "الإمام" وأثره الإمام الزيلعي في نصب الراية فراجعه إن شئت .(2)

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے، ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا۔ موکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے، اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا، كما لا يخفى .

اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تجہیز ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشاو ہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں۔ عليه وعلىٰ آله أفضل الصلوة والسلام .

حدیث ﴿200=140﴾:

{47} مالک واحمد و بخاری و مسلم ونسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ .[وَفِيْ

اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک

---

(1)(وانظر :الجامع الصحيح للترمذي ص٣٩، برقم ٩٥، دار ابن حزم ،بيروت .)

(2)(وانظر :نصب الراية للزيلعي ١/١٥٣)

رِوَايَةٍ :مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ] (1) کریں۔

(1)(أخرجه مالك في الموطأ۵۰،وأحمد في مسنده۲/۲۴۵(۷۳۳۵)،و۲/۵۳۰ (۱۰۸۸۰)، والبخاري في الصحيح۱/۲۲(۸۴۷)، ومسلم في الصحيح۱/۲۸ (۲۵۲)،والنسائي في السنن۱/۳ (۷)،و(۵۳۴)، وفي السنن الكبرى۱/۶۳(۲)،و ۲/۱۹۸(۳۰۴۶)،وأبو داود في السنن (۴۶)،وأبو عوانة في مسنده۱/۲۴۳(۷۴۳)، وابن خزيمة في الصحيح۱/۷۴ (۱۳۹)،وابن حبان في الصحيح۳/۳۵۰(۱۰۶۸)،وأبو يعلى في مسنده ۱۱/۱۵۰ (۶۲۷۰) ،والطحاوي في شرح معاني الآثار ۱/۴۴ (۲۳۱)، والبيهقي في السنن ۱/۳۷ (۱۵۳)،وابن عساكر في تاريخه ۳۲ /۲۴۷. من طريق أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وأخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۵۰(۷۴۰۶)،وابن المبارك في الزهد ۷۳۴ (۱۲۳۱)، وابن ماجه في السنن ۲۵ (۲۸۷) ،والنسائي في السنن الكبرى ۲/۱۹۶ (۳۰۳۵ ، و ۳۰۴۶)،والخطيب في تاريخه ۹/۳۴۶،وغيرهم .

من طريق عبيد الله بن عمر عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه.

أخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۸۷(۷۸۴۰)،و۲/۳۹۹ (۹۱۲۸) ، ۲/۴۲۹(۹۵۴۳) ، والترمذي في الجامع (۲۲،و۲۳)،والنسائي في السنن الكبرى ۲/۱۹۷ (۳۰۴۲)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۱/۴۴ (۲۲۹)، والطبراني في الأوسط ۷/۲۵۳ (۷۴۲۴) ، وأبو نعيم في الحلية ۸/۳۸۶، وتمام في الفوائد ۱/۲۷۰ (۲۶۴)، والبيهقي في السنن۱/۳۷(۱۵۴)،وابن عدي في الكامل۵/۴۶،وابن عساكر في تاريخه ۵۵ / ۲۱۲۰.من طريق محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وأخرجه الدارمي ۱/۳۴۳ (۱۴۸۴)، والنسائي في السنن الكبرى ۲/۱۹۷ (۳۰۴۰)، والبخاري في التاريخ الكبير ۶/۴۶۳ ،في ترجمة :عطاء مولى أم صبية .

من طريق سعيد بن أبي سعيد المقبري عن عطاء مولى أم صبية أو مولى أم سلمة = = =

= = عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وأخرجه أحمد في مسنده ١/٣٠ (٩١٧) .

من طريق عطاء عن أبي هريرة عن علي رضي الله عنهم .

وأخرجه ابن خزيمة في الصحيح ١/٧٣، وابن المنذر في الأوسط ١/٣٦٣. من طريق الزهري عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي هريرة. سيأتي تخريجه قريبا، ان شاء الله.

وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه ١٠ /٣٣١ (١٩٦٠٥) .

بلفظ :لولا أن رسول الله ﷺ لم يرد أن يشق على امته لأمرهم بالسواك عند كل صلوة . من طريق الزهري عن رجل عن أبي هريرة رضي الله عنه .

قلت: وفي الباب:

عن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه :

عند أحمد ٤/١١٤، و ١١٦، و١٩٣، وأبو داود في السنن (٤٧) والترمذي في الجامع (٢٣)، وابن أبي شيبة في مصنفه ١/١٥٥(١٧٨٦)، والطبراني في الكبير ٥/٢٤٣ (٥٢٢٣)، و٢٤٣ (٥٢٢٤) وغيرهم.

وعن علي رضي الله تعالى عنه :

عند أحمد في مسنده ١/٨٠ (٦٠٧)، والبزار في مسنده ٢/١٣١ (٤٧٨) ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٤٣ (٢٣٢)، وغيرهم .

وعن ابن عباس رضي الله عنهما:

عند الطبراني في الكبير ١١/٨٥ (١١١٢٥)، و٨٧ (١١١٣٣) ،وغيره .

وعن ابن عمر رضي الله عنه.

عند الطبراني في الكبير ١٢/٣٤٥(١٣٣٨٩)، و٣٤٥(١٣٥٩٢)، وفي الأوسط ٨/٢١٧ (٨٤٣٨) وغيرهما .

= = =

علماء فرماتے ہیں۔حدیث متواتر ہے۔قاله :في التيسير وغيره ۔(1)
نسائی نے انہی سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم عند كل صلاة بوضوء أو مع كل وضوء بسواك .(2)

امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہوتو میں اُن پر فرض کردوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول :

امر وقسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اُس کی مخالفت معصیت وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰی

= وعن عبد الله بن الزبير رضي الله عنه:
عند ابن أبي شيبة في مصنفه ١/١٥٦ (١٧٩٥) .
وعن أم حبيبة رضي الله عنها:
عند أحمد في مسنده ٦/٣٢٥ (٢٦٨٠٦)، و٤٢٨ (٢٧٤٥٥) ،وأبو يعلى في مسنده ٣٩/٢ (٧٢٧) ، و٥٢ (٧٤٣) ،وغيرهم .
وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢/٢٢١ رواه احمد وابو يعلى ورجاله ثقات .
عن عائشة رضي الله عنها:
عند ابن حبان في الصحيح ٣/٣٥٢ (١٠٦٩) .
وعن زينب بنت جحش رضي الله عنها:
عند احمد٦/٤٢٨، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد٢/٢٢١رواه احمد و رجاله ثقات .
وعن رجل من أصحاب النبي ﷺ عند أحمد ٥/٤١٠ (٢٣٥٤٣) وغيره.
(1)(التيسير بشرح الجامع الصغير ٢/٦١٠)
(2)(اخرجه احمد في مسنده ٢/٢٥٨ (٧٥٠٤) ،والنسائي في السنن الكبرى ٢/١٩٧ (٣٠٣٩) .

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ﴾(1) دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اُس کے ترک میں وسعت: و ذلك قوله صلى الله عليه وسلم:

" أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ ".أحمد عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه . بسند حسن .(2)

امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔

امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضے فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الراویۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں، جن کے سراپردہ عزت کے گرد، ظنوں کو اصلا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں۔

وہاں یا فرض ہے یا مندوب "نص عليه الإمام المحقق حيث اطلق في الفتح"(3)

اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کیلئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں ۔ واللہ الحمد۔

---

(1)[النور:۶۳]

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ۳/۴۹۰ (۱۶۰۵۰) ،والطبراني في الكبير ۷۶/۲۲ (۱۸۹،۱۹۰) .

وقال المناوي:قال في شرح التقريب سنده حسن ،وقال المنذري[الترغيب والترهيب ۱۰۱/۱،۱۰۲] والهيثمي [مجمع الزوائد ۹۸/۲] :فيه ليث بن أبي سليم، وهو ثقة مدلس، وقد عنعنه .(فيض القدير ۹۰/۲).

(۳)(فتح القدير......)

حدیث ﴿201=141﴾:

{48} مالک وشافعی وبیہقی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ.(1)

مشقت امت کا پاس ہے، ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک اُن پر فرض کر دوں۔

حدیث ﴿202=142﴾:

{49} کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: "مسواک کرو کہ مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے، جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی:

حَتّٰى لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيَّ وَعَلٰى أُمَّتِيْ وَلَوْلَا أَنِّيْ أَخَافُ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ.(2)

ابن ماجة عن أبي أمامة رضي الله عنه

یہاں تک کہ بے شک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض کر دیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض کر دیتا۔

یہاں جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہے۔

---

(1) أخرجه مالك في الموطا ٥٠، والشافعي في الأم ١/٢٣ وأحمد في مسنده ٢/٤٦٠ (٩٩٣٠)، وابن خزيمة في الصحيح ١/٧٣ (١٤٠) والنسائي في السنن الكبرى ٢/١٩٨ (٣٠٤٣)، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٤٣ (٢٢٨)، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٥ وفي الشعب ٣/ ٢٥(٢٧٦٩)، وغيرهم.

من طريق حميد بن عبد الرحمن بن عوف عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

وأخرجه الطبراني في الأوسط ٢/٥٧ (١٢٣٨)، عن علي رضي الله عنه.

(2) (أخرجه ابن ماجه في السنن ٢٥ (٢٨٩) والطبراني في الكبير ٨/٢٢٠ = = =

حدیث ﴿203=143﴾:

﴿50﴾ طبرانی وبزار ودارقطنی وحاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ، وَزَادَ غَيْرُ الدَّارِقُطْنِيِّ "كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الْوُضُوْءَ".(1)

امت کا لحاظ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت مسواک اُن پر فرض کردوں۔ جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کردیا ہے یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کردیا۔

= = (٧٨٧٦)، وابن عساكر في تاريخه ١٥/٢٨٠ .

(1) (أخرجه البزار في مسنده ٤/١٢٩،١٣٠(١٣٠٢) ، والحاكم في المستدرك ١/٣٦ وفي نسخة ١/٢٤٥(٥١٧) ، والضياء في المختارة ٨/٣٩٣ (٤٨٦)، وأبو يعلى في مسنده ٢/٧١ (٦٧١٠) ، والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق ٢/٢٨٥،والديلمي في الفردوس ٢/٤٢ (٢٣٣٩).

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ١/٥١٥ (١١٢٢) :رواه أبو يعلى والبزار والطبراني في الكبير وفيه أبو علي الصيقل، وهو مجهول .

قلت :رواه الطبراني في الكبير ٢/٦٤ (١٣٠١) : من طريق أبي علي عن جعفر بن تمام بن العباس أو ابن تمام بن العباس عن أبيه قال:قال رسول الله ﷺ :ما لي أراكم تأتوني قلحا استاكوا فلولا أن أشق على أمتي لفرضت عليهم السواك كما فرضت عليهم الصلوة . وأحمد في مسنده ١/٢١٤، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٣٦ .

و أخرجه أحمد في مسنده ٣/٤٤٢ من طريق أبي علي الصيقل عن قثم بن تمام أو تمام بن قثم عن أبيه قال أتينا النبي ﷺ فقال :ما بالكم تأتوني قلحا لا تسكون ...إلخ

حدیث(204.205=144.145):

{51.52} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ وَالطِّيْبِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ .

مشقت امت کا خیال نہ ہوتو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کردوں۔

أبو نعيم في كتاب السواك عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما، بسند حسن، وسعيد بن منصور في سننه عن مكحول مرسلا .(1)

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

حدیث(206=146):

{53} کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَّسْتَاكُوْا بِالْأَسْحَارِ .(2)

مشقت اُمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرمادیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اُٹھ کر مسواک کریں۔

" أبو نعيم في السواك عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما ".

حدیث(207.208=147.148):

{54.55} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

---

(1)(ذكره المتقي في كنز العمال ۵۵۹/۹(۲۶۱۹۵) وعزاه إلى سعيد بن منصور)

(2)(اخرجه ابن عدي في الكامل ۳۵۰/۲ في ترجمة بحيى بن عبد الله المصري .

وذكره الحافظ في تلخيص الحبير ۶۹/۱ وعزاه إلى أبو نعيم .

وقال السيوطي في در المنثور ۲۷۸/۱، البقرة ۱۲۴: وأخرجه أبو نعيم بسند حسن .

لَـوْلَا أَنْ أَشُـقَّ عَـلٰـى أُمَّتِي لَأَمَـرْتُهُـمْ	مشقت امت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے
بِـالسِّـوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّلَأَخَّرْتُ	وقت اُن پر مسواک فرض کردوں اور نماز عشاء
صَلٰوةَ الْعِشَـاءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ .	کو تہائی رات تک ہٹادوں۔

أحـمـد والتـرمـذي والـضيـاء عـن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه، بسند صحيح .(1) والبزار عن أمير المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه. (2)

وروىٰ عـن زيد أحمد وأبو داود والنسائي كحديث أبي هريرة الأول بالاقتصار على السطر الأول. (3)

والـحـاكـم والبيهقي بسند صحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه كحديث زيد هـذا وفيه :لـفـرضـت عـليهـم السـواك مع الوضوء ولأخرت صلوة العشاء الأخرة إلى نصف الليل". (4)

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کردیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹادیتا۔

وللنسائي عن أبي هريرة بلفظ:

لَأَمَـرْتُهُمْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَ بِالسِّوَاكِ	میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کر کے

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۴/۱۱۴، والترمذي في الجامع (۲۳)، وقال :هذا حديث حسن صحيح .

(2)(أخرجه البزار في مسنده ۲/۳۱ (۴۷۸) .

(3) (قد تقدم تخريجه)

(4) (أخـرجـه الـحـاكـم في المستدرك ۱/۲۴۵ (۵۱۲) ،والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۳۶ (۱۳۶) .وقـال الـحـاكـم :وهـو صـحيح على شرطهما جميعا وليس له علة ،وله شاهد بهذا اللفظ [أي :لفرضت] .

[وَفِيْ رِوَايَةٍ وَالسِّوَاكِ] عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ .(1) پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ﴿209-149﴾:

{56} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوْهَا هٰكَذَا يَعْنِي الْعِشَاءِ نِصْفُ اللَّيْلِ . (2) امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشا آدھی رات کو پڑھیں۔

احمد والبخاري ومسلم والنسائي عن ابن عباس رضي الله عنهما.

حدیث ﴿210=150﴾:

{57} کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں

---

(1) (أخرجه النسائي في السنن (٥٣٤)، وفي السنن الكبرى ٢/١٩٨ (٣٠٣٦)، وأبوداود في السنن (٤٦)، والشافعي في مسنده ٣ (٣٠)، وابن خزيمة في الصحيح ١/٧٢ (١٣٩)، وأبو يعلى في مسنده ١١/١٥٠ (٦٢٧٠)، والبيهقي في الشعب ٢/١٩٣ (٣٢٢٨)، و٣/٢٦ (٢٧٧١)، وفي السنن الكبرى ١/٣٥ (١٣٢) .

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ١/٢٢١، و٣٦٦، والبخاري في الصحيح ١/٨١ (٥٤٥)، ومسلم في الصحيح ١/٢٣٩(٦٤٢)، والنسائي في السنن ١/٩٢(٥٣١)، وعبد الرزاق في مصنفه ١/٥٥٧ (٢١١٢)، وابن حبان في الصحيح ٤/٣٩٩ (١٥٣٢)، والطبراني في الكبير ١١/١٨٠ (١١٤٢٤)، وأبو نعيم في الحلية ٣/٣١٧، والبيهقي في السنن الكبرى ١/٤٣٩ (١٩٥٢) وغيرهم، كلهم عن عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما .

لَأَمَرْتُ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلٰى شَطْرَ اللَّيْلِ .

فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک موخر کریں۔

النسائي عن أبي السعيد الخدري رضي الله عنه، ومرت رواية أحمد وأبي داود وابن ماجة وأبي حاتم بلا لفظ الأمر .(1)

حديث ﴿211=151﴾:

{58} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ .

مشقتِ امت کا اندیشہ نہ ہوتو میں اُن پر فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

أحمد والترمذي وصححه وابن ماجه عن أبي هريرة رضي الله عنه ومرت أخرى لإبن ماجه إلا أحمد وأبي داود ومحمد بن نصر خالية عن الأمر. (2)

---

(1)(أخرجه النسائي في السنن ۱/۹۳ (۵۳۸)، وفي السنن الكبرى ۱/۴۷۵ (۱۵۲۰)، و أحمد في مسنده ۳/۵ (۱۱۰۲۸)، وأبو داود في السنن ۱/۶۱ (۴۲۲)، وابن خزيمة في الصحيح ۱/۱۷۷ (۳۴۵)، وابن أبي حاتم في العلل ۱/۱۸۶ (۵۴۳)، وابن عبد البر في التمهيد ۸/۹۳، وابن الجوزي في التحقيق ۱/۲۹۷ (۳۵۴)، وابن عساكر في تاريخه ۳۴/۴. والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۴۷۵، و۴۵۱ (۲۱۴۳) ، و(۱۹۵۸)

وفيه :..."لولا كبر الكبير و ضعف الضعيف قال و أحسبه قال :وذوالحاجة لأخرت هذه الصلاة إلى شطر الليل .

كلهم من طريق داود بن أبي هند عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه .

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ۲/۲۵۰ (۷۴۰۶)، والترمذي في الجامع ۱/۲۳ = = =

حدیث (212=152):

{59} صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک آیت: "سورۃ الأحزاب" کی نسبت ہے:

فَوَجَدتُّهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الَّذِيْ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَتَيْنِ. (1)

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی نبی اکرم ﷺ نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

حدیث (213=153):

{60} کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت اُن سے ارشاد فرمایا:

قَدْ عَرَفْتُ بَلَاءَكَ فِي الدِّيْنِ وَالَّذِيْ قَدْ رَكِبَكَ مِنَ الدَّيْنِ وَقَدْ طَيَّبْتُ لَكَ الْهَدِيَّةَ فَإِنْ أُهْدِيَ لَكَ شَيْءٌ فَاقْبَلْ.

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائش دین متین میں ہو چکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہو گئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال

= = (۱۴۷)،لفظ له ، وابن ماجه في السنن (۲۹۱) ،والبيهقي في السنن الكبرى ۱/۳۶ (۱۳۷) ،وابن الجوزي في التحقيق ۱/۲۹۷ (۳۵۵) . من طريق عبد الله بن عمر عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وأخرى أخرجه ابن ماجه في السنن (۲۹۰) وقد تقدم تخريجه ، من طريق أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه .

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح/۳۹۴(۲۶۵۲)،و ۲/۷۰۵ ،بلفظ نسخت الصحف في المصاحف ففقدت آية من الأحزاب كنت أسمع رسول الله ﷺ يقرأ بها فلم أجدها إلا مع خزيمة الأنصاري الذي جعل رسول الله ﷺ شهادته بشهادة = = =

طیب کردیئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔

سيف في كتاب الفتوح عن عبيد بن صخر رضي الله عنه . (1)

حديث ﴿214=154﴾:

{61} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا.

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ تو میں نے معاف فرمادی روپوؤں کی زکوۃ دو ہر چالیس درہم سے ایک درہم۔

أحمد و أبو داود و الترمذي أمير المؤمنين المرتضى رضي الله عنه .

= = رجلين...إلخ.

من طريق الزهري عن خارجه بن زيد بن ثابت عن زيد بن ثابت رضي الله عنه .

وذكره الحافظ في الإصابة ٢٧٨/٢ في ترجمة :خزيمة بن ثابت ، لفظ له .

(1)(أخرجه أبو الحسن ، عبد الباقي بن قانع في معجم الصحابة ١٨٣/٢،(٦٧٤) وأبو نعيم في معرفة الصحابة ، في ترجمة عبيد بن صخر بن لوذان ،٣٢٩/٣ (٣٨٧٠)، وابن عساكر في تاريخه ٤٣١/٥٨ .وذكره الحافظ في الإصابة ٣٧/٦ في ترجمة :معاذ بن جبل ،لفظ له .

وأخرجه الطبري في تهذيب الآثار (١٩٢)، والخطيب في موضح أوهام الجمع ،في ذكر محمد بن سعيد المصلوب (١٥٣٣) ، والسهمي في تاريخ جرجان ٢٢٧ ، في ترجمة :عبد الكريم الجرجاني، وابن عساكر في تاريخه ٤٠٩/٥ .٤١٠ .٤١١ .٤٣٣ عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه .وذكره المتقي في كنز العمال (٣٧٥٠٥) وعزاه إلى ابن جرير وضعفه . وقال الهيثمي :رواه الطبراني في الكبير وفيه :سيف بن عمر التميمي وهو ضعيف . وقد تقدمت له طرق أسانيد جيدة .

بسند صحیح .(1)

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی۔

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۱/۹۲ (۷۱۱)، و۱۳۵ (۱۲۳۲)، وأبو داود في السنن ۱/۱۲۱ (۱۵۷۴)،والترمذي في الجامع ۱/۱۳۴ (۱۲۰) ،وعبد الرزاق في مصنفه ۴/۸۹ (۷۰۷۷) ، والدارمي في السنن ۱/۳۹۷ (۱۶۲۹)،وعبد بن حميد في مسنده ۵۱ (۶۵)،وابن خزيمة في الصحيح ۴/۲۸ (۲۲۸۴)، و ۳۴ (۲۲۹۷)،والمقدسي في المختارة ۲/۱۳۰ (۵۱۱)،و۱۵۲ (۵۲۷)، والبغوي في شرح السنة ۶/۴۷، (۱۵۸۴)، وأبو يعلى في مسنده ۱/۴۲۳ (۵۶۱)، والدارقطني في السنن ۲/۹۴،وفي العلل ۳/۱۹۰،والطبراني في الصغير ۱/۳۸۷ (۶۴۹)،والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۱۱۷ (۷۴۹۸)، و۴/۱۳۴، وابن عبد البر في التمهيد ۱۷/۱۳۴،و في الإستذكار ۳/۱۳۰، وابن عدي في الكامل ۳/۲۰۴، وابن الجوزي في التحقيق ۲/۳۳ (۹۵۱).

من طريق أبي إسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه .

و اخرجه أحمد في مسنده ۱/۱۲۱ (۹۸۴) ،و ۱۳۲ (۱۰۹۷) ،و۱۴۶ (۱۲۴۲)، وابن أبي شيبة في مصنفه ۲/۳۸۱ (۱۰۱۳۰)، و۷/۳۱۱ (۳۶۳۸۴)، والطيالسي في مسنده ۱۹ (۱۲۴)، والحميدي في مسنده ۱/۳۰ (۵۴)، وخيثمة بن سليمان في حديثه ۶۸ ،۱۸۹،وابن ماجه في السنن ،في الزكوة، (۱۷۹۰)، وأبو يعلى في مسنده ۱/۲۵۶ (۲۹۹)،و۱/۴۲۳ (۵۶۱)،و ۴۳۶ (۵۸۰)،والمقدسي في المختارة ۲/۱۵۲ (۵۲۷)، والبزار في مسنده ۳/۷۵ (۸۴۰)، والطبراني في الأوسط ۶/۲۷۷ (۶۴۰۴)، والخطيب في تاريخه ۷/۱۲۱ ،و۳۰۲ ، والدارقطني في العلل ۳/۱۵۶(۳۴۶) ، و۱۹۰.

من طريق أبي إسحاق عن الحارث عن علي رضي الله عنه

وقال الإمام البغوي :هذا حديث حسن و روي عن أبي إسحاق ، عن الحارث عن علي ، قال محمد بن إسماعيل :كلاهما عندي صحيح .

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔ہاں! کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف ورحیم کے ہاتھ میں ہے، بحکم رب العلمین جل جلاله و ﷺ.

حدیث ⟨215=155⟩:

{62} حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

" مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا " تم زنا کو کیا سمجھتے ہو؟

قَالُوْا [حَرَامٌ] حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَهُوَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ عرض کی حرام ہے اُسے اللہ ورسول نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک حرام ہے

احمد بسند صحيح، والطبراني في الأوسط والكبير عن المقدا د بن الأسود رضي الله عنه .(1)

حدیث ⟨216=156⟩:

{63} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنِّيْ أُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْأَةِ . میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی یتیم اور عورت۔

الحاكم على شرط مسلم، والبيهقي في الشعب واللفظ له ،عن أبي هريرة رضي الله عنه .(2)

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ٨/٦ (٢٣٩٠٥)،والبخاري في الأدب المفرد ٥٠ (١٠٣)، والبزار في مسنده ٥٠/٦ (٢١١٥)والطبراني في الكبير ٢٥٦/٢٠ .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٦٨/٨:رواه أحمد والطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات .

(2)(أخرجه الحاكم في المستدرك١/١٣١(٢٢١)،وابن ماجه في السنن(٣٦٧٨)، =

حدیث (217=157):

{64} صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ .(1)

بے شک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا ہے شراب اور مردار اور سوئر اور بتوں کا بیچنا۔

= = وأحمد في مسنده ۲/۴۳۹(۹۶۶۴)، والنسائي في السنن الكبرى ۵/۳۶۳ (۹۱۴۹، ۹۱۵۰)، وابن أبي الدنيا في العيال ۲/۶۱۸(۴۸۱)، والحربي في غريب الحديث، باب الحرج ۱/۲۳۹، والبيهقي في السنن الكبرى ۱۰/۱۳۴ (۲۰۲۳۹)، وفي الشعب ۶/۳۸(۷۴۶۱)، وفيه :"مال الضعيفين" بدل بحق الضعيفين" .

قال المناوي في التيسير ۱/۷۴۸:"أي أحرج [لفظ رواية البيهقي" أحرم"] عليكم حق الضعيفين اليتيم والمرأة .

وقال الحاكم :هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه ، ووفقه الذهبي في التلخيص.

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح ، في البيوع ۱/۲۹۸(۲۲۳۶)، وباب منزل النبي ﷺ يوم الفتح(۴۰۳۵)، ومسلم في الصحيح ، في كتاب المساقاة۱۳/۳(۱۵۸۱) ، والترمذي في الجامع ، في البيوع (۱۲۹۷) ،والنسائي في السنن (۴۶۶۹)،وفي السنن الكبرى۴/۵۴(۶۲۶۵) ،وابن ماجه في السنن (۲۱۶۷)،وابن أبي شيبة في مصنفه ۳۰۱/۴ (۲۰۳۸۶)،۳۷۴(۲۲۴۴۴)،و۷/۴۰۹(۳۶۹۴۵)،وأحمد في مسنده ۳/۳۲۴(۱۴۵۲۶)،و۳۲۶(۱۴۵۴۹)، وأبو عوانة في مسنده ۳/۳۷۰ (۵۳۵۳)،وابن حبان في الصحيح ۱۱/۳۱۲ (۴۹۳۷)،وأبو يعلى في مسنده ۳/۳۹۵ (۱۸۷۳)، والبغوي في شرح السنة ۸/۲۶،۲۷(۲۰۴۰)،وابن المنذر في الأوسط ۲/۲۷۹ = = =

حدیث ﴿218=158﴾:

{65} فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَإِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ .(1)

نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بے شک نشہ کی ہر شے میں نے حرام (2) کر دی ہے۔

النسائي بسند حسن،عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه .

= = والطبراني في الأوسط ٩/٣٣ (٩٠٥٣)،والبيهقي في السنن الكبرى ٦/٢ (١٠٨٣٠)، و٩/٣٥٤ (٩٣١٣) بإسناد مختلفة .

وفي الباب:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه :

اخرجه أحمد في مسنده ٢/٢٣ (٦٧٩٧)،والبيهقي في السنن الكبرى ٩/٣٥٥،وابن الجوزي في التحقيق ٢/١٨٧ (١٣٢٩) . وقال الهيثمي في المجمع ٣/٩٠،٩١ رواه أحمد والطبراني في الأوسط ... رجال أحمد ثقات، وإسناد الطبراني حسن .

وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما :

أخرجه الطبراني في الأوسط ٩/١٢ (٩٢٢٦)، وفي الكبير ١١/١٥٢ (١١٣٣٥)

ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/٩١ :

وقال رواه بطوله الطبراني في الأوسط والكبير باختصار ،وفيه يوسف بن ميمون وثقه ابن حبان وضعفه الأئمة أحمده وغيره .

(1)(أخرجه النسائي في السنن ٢/٣٢٣ (٥٦٠٣) ،وفي السنن الكبرى ٣/٢١٥ (٥١١٣)، و٣/١٨٥ (٦٨٢)،والطحاوي في شرح مشكل الآثار (٤٣٥٣)، وأبو يعلى في مسنده ١٣/١٧٠ (٧٢٣٩) .

(2)[فائدہ، ابوالشیخ ابن حیان نے " كتاب الثواب " میں روایت کی:"حدثنا ابن أبي عاصم = =

= = ثنا عمر بن حفص الوصابي ثنا سعيد بن موسیٰ ثنا رباح بن زيد عن معمر عن الزهري عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ إني فرضت على أمتي قراءة يس كل ليلة فمن دوام على قرائتها كل ليلة ثم مات مات شهيدا .

[قلت والديلمي في الفردوس ا/۳۴(۱۸۵)، بلا سند .ارشد مسعود عفی عنه]

یعنی اس سند سے آیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یٰسں شریف کی ہررات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے تو شہید مرے۔

اقول :وسعيد وان اتهم فالمحقق عند المحققين ان الوضع لا يثبت لمجرد تفرد كذاب فضلا عن متهم ما لم ينضم اليه شيء من القرائن الحاكمة به كمخالفة نص أو اجماع قطعيين اوا الحس او اقرار الواضع بوضعه الى غير ذلك كما نص عليه السخاوي في فتح المغيث والبعنا عليه عرش التحقيق في منير العين في حكم تقبيل الابهامين واجمع العلماء ان ضعيف غير الموضوع يعمل به في الفضائل وقد بيناه في الهاد الكاف في حكم الضعاف .

اس حدیث اوراس فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاوی فقیر " العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية "کے مجلد پنجم کتاب مسائل شتی میں مذکور، والله الهادي إلى معالي الأمور، ۱۲منه .

حرام دو قسم ہے، ایک وہ جسے خدا نے حرام کیا اور ایک وہ جسے رسول نے، اور دونوں یکساں ہیں

حدیث ﴿219=159﴾:

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اُس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے...... رہو جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اُسے حرام مانو:

وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ، جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اُسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔

أحمد والدارمي وأبو داود والترمذي وابن ماجة عن المقدام بن معد يكرب رضي الله عنه، بسند حسن .(1)

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر ویکساں ہیں۔

---

(1)(أخرجه أحمد في مسنده ۴/۱۳۲(۱۷۲۳۳)،والدارمي في السنن۱/۱۵۳ (۵۸٦) والترمذي في الجامع ۲/۹۵(۲٦٦۴)، وابن ماجه في السنن ۳ (۱۲)، والحاكم في المستدرك۱/۱۹۱(۳۷۱)،والدارقطني في السنن۴/۲۸٦، والبيهقي في السنن ۷/۷٦ (۱۳۲۲۰)،و۹/۳۳۱ (۱۸۳۵۲)،والمروزي في السنة۱۷(۲۴۵)، وأبو الفضل المقرىء في أحاديث ذم الكلام و أهله ۲/۳۹ ،والطبراني في الكبير ۲۰/۲۷۴ (٦۴۹)، وفي مسند الشاميين۳/۱۳٦،۱۳۷(۱۹۳۸)،والخطيب في الكفاية في علم الرواية ۸، ۹،والسمعاني في أدب الإملاء والإستملاء ۳،والمزي في تهذيب الكمال ٦/۷۲ .

وقال أبو عيسى الترمذي :هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه .

اقول: مراد واللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

حدیث ﴿220=160﴾:

جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں۔

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ ۔ فَبُوْرِکْتَ مَهْدِیًّا وَبُوْرِکْتَ هَادِیًا

شَرَعْتَ لَنَا دِیْنَ الْحَنِیْفَةِ بَعْدَ مَا ۔ عَبَدْنَا کَاَمْثَالِ الْحَمِیْرِ طَوَاغِیًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور تصدیق کیے گئے ہیں۔ حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

ابن منده بن طريق عمار بن عبدالجبار عن بن المبارك عن الأوزاعي عن يحي بن ابي سلمة عن ابي هريرة رضي الله عنه في حديث طويل .(1)

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کا مقرر کی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں

قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔

امام زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

---

(1) ذكره الحافظ في الإصابة ۱/۵۲۳ في ترجمة بجهيش بوعزاه إلى ابن منده ، المتقي في كنز العمال ۱۰/۸۲۳ (۳۰۳۲۳) .

قَدِ اشْتَهَرَ إِطْلَاقُهُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ شَرَعَ الدِّيْنَ وَالْأَحْكَامَ .(1)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے۔اس لئے کہ حضور نے دینِ متین واحکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا ہم نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر و نہی وقضا وامثالہا کی اسناد ہے۔

کہ: "امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (2)

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (3)

قضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (4).

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہ ہو اور خود قرآن عظیم نے جو ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾(5) جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

کہ امر و نہی وقضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔

---

(1) (شرح الزرقاني على المواهب ۴/۱۹۹)

(2)(امر رسول اللّٰہ ﷺ" کے الفاظ صحیح بخاری میں تقریباً ۲۹ مرتبہ اور اسی طرح تقریباً ۲۹ مرتبہ صحیح مسلم میں موجود ہیں اور" امر النبي ﷺ" تقریبا ۳۵ بار) .

(4)(نھی رسول اللّٰہ ﷺ کے الفاظ صحیح بخاری میں تقریباً ۳۳ مرتبہ اور صحیح مسلم میں تقریباً ۸۷ بار موجود ہیں)۔

(4)(قضی رسول اللّٰہ ﷺ کے الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں تقریباً دس دس بار موجود ہیں)۔

(5)[سورۃ الحشر ۷]

اللہ تعالی: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾(1)۔

امام الوہابیہ کے نزدیک حضور کو کسی نبی سے تو اصلا کچھ امتیاز نہیں اور امتیوں میں بھی فقط جاہلوں سے ممتاز ہیں نہ کہ عالموں سے

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت
ں جس طرح سرکش طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح افترا کر
تا ہے انہوں نے فرمایا:

" کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور
غافل۔"(2)

ناو! اللہ انصاف یہ اس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ و خصائص
و کمالات رفیعہ و درجات منیعہ جن میں زید و عمر کی کیا گنتی انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم
ۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اُڑا دیئے۔

لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ
ر واقف ہیں اور لوگ غافل ہیں تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل
اور امتیوں سے بھی امتیاز اُتنے ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں کہ کچھ
نہیں کہ اب وقوف و غفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا۔ ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رٰجِعُونَ﴾۔

مسلمانو! دیکھا یہ حال ہے اس شخص کے دین کا پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اُس کے

---

(1) [سورۃ النساء ۵۹]

(2) (تقویۃ الایمان ۱۷۱)

ایمان کا جس پر اس نا خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ در بارہ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں صاحب فرمان ہیں مالک افتراض ہیں والی تحریم ہیں۔

سن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو، تو بھی ہے تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کیے ہوئے ہیں۔ شرع کے محرمات تو نے حرام کر دیئے ہیں جن پر زکوۃ نہیں انہیں تو نے معاف کر دیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے۔ شرائع میں تیرے احکام بھی ہے اور وہ احکام خدا کے مثل مساوی ہیں۔

مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں، خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں لہذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہ تعالی اپنا نیزۂ خارا گزار و آہن گزار ان گستاخان چشم بند و دہن باز کے دل و جگر کے پار کر دیا۔ وللّٰہ الحمد.

اللہ تعالی کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں:

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ ۔۔۔ اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صاحب امر و نہی تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔

فرماتے ہیں:

مَعْنٰی نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ الخ. اَنَّهٗ لَا حَاکِمَ سِوَاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَاکِمٌ غَیْرُ مَحْکُوْمٍ... الخ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہے کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم۔

ذکرہ فی فصل جودہ صلی اللہ علیہ وسلم.

الحمد للہ! یہ تذئیل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انھیں اس بیان تذئیل کو لا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار واختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "منیۃ اللبیب أن التشریع بید الحبیب" (1) موسوم ٹھہرائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ صحبہ اجمعین. آمین.

مسک الختام: اب فقیر غفرلہ المولی القدیر سات حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کو بدتنا[مغلوب ہونا۔عاجز ہونا] شمس وامس کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی ان کے نظائر صاف گواہ ہیں کہ وہ ہرگز شرک نہیں مگر بیچارے معذور کی داد نہ فریاد ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾. (2)

حدیث (221=161):

صحیح بخاری ومسند احمد، سنن ابی داود، ترمذی وابن ماجہ میں ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں۔

---

(1) الحمد للہ رب العالمین! فقیر نے اس موضوع پر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق کام شروع کیا ہوا ہے اللہ تعالی اس کی تکمیل میں آسانی وہمت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الأمین الکریم۔ محمد ارشد مسعود عفی عنہ]

(2) [سورۃ الرعد :۳۳]

اُن میں سے کوئی بولی:

ع......وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ .

ہم میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے۔

اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعِيْ هٰذَا وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ (1) اسے رہنے دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

---

(1)(اخرجه البخاري في الصحيح ، باب :شهود الملائكة بدرا (٣٧٧٩)، و ضرب الدف في النكاح والوليمة (٤٨٥٢)، والترمذي في الجامع ، باب :ما جاء في اعلان النكاح ١٠/١٣٩ (١٠٩٠)،وابو داود في السنن ، باب في النهي عن الغناء ، ٤٧٢/٢(٤٩٢٢) ، والنسائي في السنن الكبرى ٣٣٢/٣ (٥٥٦٣)،وابن حبان في الصحيح ١٨٩/٣ (٥٨٥٨)، والطبراني في الكبير ٢٧٥/٢٤ (٦٩٨)، والبيهقي في السنن الكبرى ٢٨٨/٧ (١٤٦٩٥) .

من طريق بشر بن المفضل عن خالد بن ذكوان عن الربيع بنت معوذ رضي الله عنهما .

واخرجه أحمد في مسنده ٣٥٩/٦ (٢٧٠٢١)،و٣٦٠ (٢٧٠٧٢)، وابن ماجه في السنن ، باب :الغناء والدف ، ١٣٨٠ (١٨٩٧)،و عبد بن حميد في مسنده ٤٦٠ (١٥٨٩)، وإسحاق بن راهويه في مسنده ٣٣/٥ (٢١٢٢)،وابن سعد في طبقاته ٤٤٧/٨ .

من طريق حماد بن سلمة عن أبي حسين ،خالد بن ذكوان عن الربيع بنت معوذ رضي الله عنهما .

ورواه حماد بن سلمة عن أبي جعفر الخطمي عن الربيع بنت معوذ رضي الله عنهما . عند الطبراني في الكبير ٢٧٣/٢٤ (٦٩٥) .

اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق: امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا اس فصل میں اُن آٹھوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے تو وہ اس حدیث سے یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئندہ جاننے کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگر بہ عطائے الٰہی جانے کہ

امام الوہابیہ صراحۃً قرآن مجید کے خلاف اور دعا کرتا ہے کہ انبیاء کی طرف خدا کے بتانے سے بھی اطلاع غیب کی نسبت شرک ہے

اس نے صاف کہہ دیا: " پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے، خواہ الہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے۔(1)

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا کہ:

"چھوکریاں کچھ گانے لگیں اس میں پیغمبر خدا ﷺ کی تعریف یہ کہی کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔(2)

بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی اصلا بو نہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء کی یا اماموں اور شہیدوں کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔۔۔۔پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے نہ دیا، چہ جائیکہ عاقل مرد اُس کو کہے یا سن کر پسند کرے"۔(3)

---

(1)(تقویۃ الایمان دوسرا باب، دوسری قسم بتصرف میں شرک، ۵۱، بلفظہ: "پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔)

(2)(تقویۃ الإیمان، ۸۵) (3)(تقویۃ الإیمان، ۸۵، ۸۶)

اللہ اللہ! اللہ کے دیئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اُس کے دھرم میں اُس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنا سکے گا۔

یونہی یہ امر بھی اسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کو عطائے الٰہی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ نہ ملنا صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔

امام الوہابیہ دعوے کے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑتا ہے اور دلیل لاتے وقت تحت الثری میں جا چھپے گا اور پیچھا کرو تو وہاں سے بھی فرار۔

قرآن سے ثبوت علم غیب:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (1)

اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (2)

غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو

یہاں " لَا يُظْهِرُ غَيْبِهٖۤ عَلٰىۤ اَحَدًا " نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ

(1)[آل عمران ۱۷۹]

(2)[الجن ۲۶۔۲۷]

اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر بھی بلکہ فرمایا: ﴿لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا﴾ اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر وغالب ومسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو، ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوۃ والثنا کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اُسے کیا معتبر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عزوجل کو کذب ممکن، جیسا کہ اس کے رسالہ یکروزی (1) سے ظاہر اور فقیر کے رسالہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" میں اس کا رد ظاہر و باہر قرآن کی مخالفت اس پر کیا موثر اللہ المستعان علی کل غوی فاجر اس سب سے گزر کر ہوشیار عیار سے اتنا پوچھیے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیا کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کیلئے اس فصل اور ساری کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو تمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اس کا قدیم دب ہے کہ دعویٰ کرتے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثریٰ میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا۔ جا بجا ایسے ہی ناتمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول: اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بحمد اللہ تعالیٰ حدیث نے شرک کا تسمہ بھی لگا نہ رکھا اور شرک پسند اور شرک کی حقیقت و شناعت سے غافل کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کفر بولتے سنے اور یونہی سہل دو حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔

---

(1) اس کی عبارت یہ ہے: "پس لا نسلم که کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چه مقدمه قضیه غیر مطابقه مواقع والقائے آں بر ملائکه و انبیاء خارج از قدرت الٰهیه نیست والا لازم آید که قدرت انسانی از یداز قدرت ربانی باشد ۔الخ (یکروزہ فارسی ۱۷، مطبوعہ ملتان)

اب یاد کرو حدیث ابی داود: "وَيْحَكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى أَحَدٍ" ۔(1)
کے متعلق اپنی بدلگامی کی تقریر کی:

"عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے آکر پیغمبر کے روبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے۔ اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس شخص کو سمجھایا کہ۔۔۔۔ اللہ کی شان بہت

---

(1) کتاب السنۃ باب :في الجهمية والمعتزلة،(۴۷۲۶) بلفظ :أتى رسول الله ﷺ اعرابي، فقال يا رسول الله ﷺ، جهدت الأنفس، وضاعت العيال، ونهكت الأموال، وهلكت الأنعام، فاستسق الله لنا، فانا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك، قال رسول الله ﷺ ويحك اتدري ما تقول؟ وسبح رسول الله ﷺ، فما زال حتى عرف ذلك في وجوه اصحابه، ثم قال :ويحك انه لا يستشفع بالله على احد من خلقه، شأن الله اعظم من ذلك، ويحك اتدري ما الله، ان عرشه على سمواته لهكذا وقال باصبعه مثل القبة عليه، وانه ليئط به أطيط الرحل بالراكب .

یعنی ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ جانیں مصیبت میں پڑ گئیں گھر برباد ہونے لگے، مال گھٹ گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے لہذا اللہ عزوجل سے ہمارے لیے پانی مانگیے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش چاہتے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں اللہ عزوجل کی سفارش کے طلبگار ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر افسوس! کیا جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ آپ ﷺ برابر تسبیح بیان کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا اثر آپ ﷺ کے اصحاب کے چہروں پر نمایاں تھا پھر فرمایا تم پر افسوس! مخلوق میں سے کسی کے ہاں اللہ سے سفارش نہیں کروائی جاتی کیونکہ اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے تم پر افسوس! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کیا ہے؟ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور انگلیوں سے بتایا کہ قبے کی طرح اور وہ اس طرح چرچراتا ہے جیسے سوار کے باعث پالان چرچراتا ہے۔

بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں ۔۔۔۔۔۔ وہ کس کے روبرو سفارش کرے۔(1)

سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے۔

اقول: انبیاء اولیاء کو ذرہ ناچیز سے کم تر کہنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا کہ حضور نے اُسے یوں سمجھایا یہ تیرا افترا ہے۔

حدیث میں اس کا وجود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنیٰ کرشمہ اور افترا پر افترا ہے، حدیث میں اس کا بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اُس کی صفت پاک اس کی ذات اقدس سے قائم ہے۔ مکان ومحل سے منزہ ہے۔

کیا جاہے! تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے خیر یہ تو تیرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں:

تیر برجاء انبیاء انداز طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب باش دانچہ دانی گو بیحیا باش وہر چہ خواہی کن

مگر آنکھوں کی پٹی اتروا کر ذرا یہ سوچ کہ جو بات عظمت شان الٰہی کے خلاف ہو اُسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اس سے کم ہے جس کے پاس اُس کی سفارش لائی گئی۔

ایسی صریح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں ولہذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ عنہ یا آنکہ اہل زبان

---

(1)(تقویۃ الإیمان، ساتواں باب: عادات میں شرک ۴۸، ۴۹، لاہور)۔

تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن ہے کہ صریح شرک وکفر کے کلمے حضور سنیں اور اصلا کوئی اثر غضب وجلال چہرۂ اقدس پر نمایاں نہ ہو نہ حضور دیر تک سبحان اللہ کہیں نہ اہل مجلس کی حالت بدلے نہ اُن کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو کیوں نہیں فرماتے کہ اری تم کفر بک رہی ہو، اری تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرکہ ہو گئیں، تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں، از سرنو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہو گیا ہے۔ تو تجدید نکاح کرو غرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہونا ثابت ہو کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیان حکم فرض ہے۔ اور تاخیر اصلاء روا نہیں تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہرگز شرک نہیں، رہا ممانعت فرمانا وہ بھی یہ بتائے کہ انبیاء کرام وخود سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس کا اعتقاد فی نفسہ باطل ہے۔

یہ منہ دھو رکھئے! منع لفظ بطلان معنی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کیلئے وجوہ ہیں اور عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ ''إِذَا جَاءَ الْإِحْتِمَالُ بَطَلَ الْإِسْتِدْلَالِ''

اولاً: ممکن کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی ہو، لہٰذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو، اور وہی پہلے گیت گاؤ، ارشاد الساری، لمعات ومرقاۃ وغیرہ(1) میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً اقول: ممکن کہ مجلس عورتوں کنیزوں کی، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ تم ذاتیت کا سد باب ہو شرع حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی مت اوندھی جو محتمل ذو وجوہ بات جس میں بُرے

---

(1)(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح علی کتاب النکاح، ۲۷۵/۶ بلفظ :

" او لکراھۃ أن یذکر فی أثناء ضرب الدف و أثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذلک .

وذکرہ المبارکفوری فی تحفۃ الأحوذی ۱۸۰/۴ وقال :قال القاري في المرقاۃ...إلخ .

پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھوکریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کیلئے اس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الٹا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کی روکتے ہیں۔ کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں عاقلوں اور دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔

صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے:

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی.

جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ قُلْ: وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ .(1)

کیا برا خطیب ہے تو یوں کہہ کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

---

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح ۱/۳۸٦(۸۷۰)،وأحمد في مسنده ۴/۲۵٦، و ۳۷۹،وأبو داود في السنن ۱/۱۵۷(۱۰۹۹)،والنسائي في السنن ،باب ما يكره من الخطبة، (۳۲۷۹)،وفي السنن الكبرى ۳/۳۲۲ (۵۵۳۰)، وابن حبان في الصحيح ۷/۳۷ (۲۷۹۸)،والحاكم في المستدرك۱/۴۲٦ (۱۰٦۵)،والشافعي في مسنده ٦۷(۲۸۹)،وفي الأم/۳۳٦۱ ،والطيالسي في مسنده ۱۳۸(۱۰۲٦)، والطبراني في الكبير۱۷/۹۸(۲۳۴)،و(۲۳۵)،وابن أبي شيبة في مصنفه ٦/۷۴ (۲۹۵۷۴)، والبيهقي في السنن الكبرى۱/۸٦ (۴۰٦)،و ۳/۲۱۹(۵٦۰۰)،وفي الشعب ۴/۳۳ (۵۲۲۳) ، وأبو نعيم في الحلية ۸/۳۱۱،وفي المسند المستخرج ۲/۴۵۷(۱۹۵٦) .

كلهم من طريق تميم بن طرفة عن عدي بن حاتم رضي الله عنه.

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

قَالَ قُمْ أَوْ اِذْهَبْ ، بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ. (1)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھ یا فرمایا چلا جا کہ تو بُرا خطیب ہے۔

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا أَنْكَرَ عَلَيْهِ لِتَشْرِيكِهِ فِي الضَّمِيرِ الْمُقْتَضِي لِلتَّسْوِيَةِ وَأَمَرَهُ بِالْعَطْفِ تَعْظِيمًا لِلّٰهِ تَعَالَى بِتَقْدِيمِ إِسْمِهِ. (2)

یعنی سید عالم ﷺ نے اُس خطیب کا اللہ و رسول کو ایک ضمیر تثنیہ (۳) میں جمع کرنا "جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی" پسند نہ فرمایا کہ اس میں برابری کا وہم نہ ہو جائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

---

(1)(أخرجه أبو داود في السنن ، كتاب الصلاة ، باب :الرجل يخطب على قوس ، ۱/۲۸۴(۱۰۹۹) .

(2)(شرح النووي على مسلم ۱/۲۸۶،والديباج بشرح صحيح مسلم ۲/۴۳۹،وعون المعبود شرح سنن أبي داود ۳/۳۴۳، ونيل الأوطار ۳/۳۲۵)

(3)(أقول:هذا هو الصحيح في علة النهي ومنافاته لحديث أبي داود الآتي مندفعة بما ذكر العبد الضعيف غفر الله تعالى له اما ما استصوب الامام الأجل النووي رحمة الله عليه في المنهاج ان سبب النهي ان الخطب شانها البسط والايضاح واجتناب الاشارات والرموز و مثل هذا الضمير قد تكرر في الأحاديث الصحيحة من كلام رسول الله ﷺ كقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما = = =

حالانکہ حدیث میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے:

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهٗ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهٗ. جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

ابوداود عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه، بسند صحيح .(1)

= وانما ثنى الضمير ههنا لانه ليس خطبة وعظ و انما هو تعليم حكم فكلما قل لفظه كان اقرب الى حفظه بخلاف خطبة الوعظ فانه ليس المراد حفظها و انما يراد الاتعاظ بها ا ه.

فاقول: انما حداه رحمه اللّٰه تعالى على هذا التكلف البعيد ما راى من التنافي بين نهيه الخطيب و ثبوته عن نفسه ﷺ وقد علمت ان لا تنافي و ليس من واجبات الخطبة ترك الاضمار ولا من شريطة الايضاح وضع المظهر موضع المضمر و انما كان الاضمار يخل بالاظهار حيث يخشى الالتباس و ههنا لالبس فكيف يكون هذا مقتضيا لأن يواجهه النبي ﷺ بالملم ويول له اذهب اوقم وقد كان ﷺ يحب الايجاز في الكلام بحيث لا يخل بالافهام و كان يقول ﷺ ان طول صلاة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة وان من البيان سحرا .ثم ثبوت مثله عنه ﷺ في الخطبة كما ستسمع من حديثي أبي داود لا يذر لهذا الوجه وجه قبول اصلا فانما المحيص الى ما ذكره العبد الضعيف والحمد للّٰه على التوفي .۱۲منه .

(1) اخرجه ابو داود في السنن، كتاب الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس ۱/۴۲۳ (۱۰۹۷)، و باب في خطبة النكاح (۲۱۱۹)، والطبراني في الكبير ۱۰/۲۱۱ (۱۰۴۹۹)، وفي الأوسط ۳/۷۳ (۲۵۳۰)، والبيهقي في السنن الكبرى ۷/۱۴۶ (۳۶۰۸)، والمزي في تهذيب الكمال ۲۱/۲۸۸. وقال النووي في شرحه على مسلم ۱/۲۸۷: ما ثبت في سنن أبي داود باسناد صحيح وعن بن مسعود رضي اللّٰه عنه .

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں بعینہ وہی الفاظ ہیں کہ:

"وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى" جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہوا۔

رواه أيضا عنه مرسلا(1) .

حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالی اس فقیر کی عمدہ تائید وتقریر ہوتی ہے۔

ثالثا بوجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل ہے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا۔

اقول: اور وہ بے شک توجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے ہوئے یوں کہنا کہ میں تو کروں گا مکروہ ہے۔ قال اللہ تعالی :

﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ﴾(2) ہرگز تم نہ کہو کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کیلئے مانتے تھے۔ لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالی کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

یہ دوسرا احتمال ہے کہ علماء نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنار جو اس طاغی کا مقصود ہے ھکذا ینبغي التحقیق واللہ تعالی ولي التوفیق ۔

(1)(أخرجه أبو داود في السنن ، كتاب الصلاة ، باب :الرجل يخطب على قوس ، ١٧٤٤ (١٠٩٨) ،والبيهقي في السنن الكبرى ٣/٢١٥ (٥٥٩٥) .

(2)[الکہف:۲۳،۲۴]

حدیث (222=162):

محمد بن اسحاق تابعی ثقہ(1) امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اُسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت [رخصت ہو چکے تھے] فرما چکے تھے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کئے۔

فَقَالَ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخَاطِبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَصِيْدَةٍ:

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ كَمِثْلِ مُحَمَّدٍ
أَوْفٰى وَأَعْطٰى لِلْجَزِيْلِ لِمُجْتَدِي وَمَتٰى تَشَاءُ يُخْبِرُكَ عَمَّا فِيْ غَدٍ(2)

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر نفع کثیر عطا سائل کو بخشنے والے اور جب تو

---

(1)(قال الحافظ في مقدمة الفتح ٤٥٨ ، ومقدمة الفتح مع تقريب التهذيب ٥٢٣ في ترجمته :مختلف في الإحتجاج به والجمهور على قبوله في السير قد استفسر من أطلق عليه الجرح فبان أن سببه غير قادح . وأخرج له مسلم في المتابعات وله في البخاري مواضع عديدة معلقة عنه ....)

(2)(أخرجه ابن عبد البر في الإستيعاب ٤٢٢/١ ، أوله ،وابن عساكر في تاريخه ٥٦/ ٤٨٨ ، والمرزباني في معجم الشعراء ٨١ باب ذكر من إسمه مالك ،و ذكره الحافظ في الإصابة ٥/ ٧٤٣ .

چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا۔

مصطفےٰ ﷺ کو اطلاع غیب پر قدرت واختیار ہونے کا حدیثوں سے ثبوت

حدیث (223=163):۔

معافی نے کتاب "الجلیس والانیس" میں بطریق حرمازی عن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی مالک بن عوف رضی اللہ عنہ رئیس ہوازن اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ سنایا (جس میں اُسی مضمون کے شعر ذکر کیے):

"فَقَالَ لَهٗ خَيْرًا وَّكَسَاهُ حُلَّةً" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔

ذكرهما الحافظ في الإصابة (1)

اقول: رضوان الٰہی کے بے شمار باران، یاران مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ: "مَتٰى يَشَاءُ" جب وہ چاہیں تجھے غیب کی خبر دے دیں۔

اس میں اس صورت پر بھی صادق آسکنے کا احتمال رہتا جب بتانے والے کو کچھ اختیار نہ دیا جائے بلکہ سال دوسال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہوا ایسا جاننے والا بھی توریہ وایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ میں جب چاہوں گا تمہیں غیب کی خبر دے دوں گا۔ کہ وہ اس وقت چاہے گا جب اُسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرطیہ سچا ہے۔ بلکہ یوں فرمایا کہ جب تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دے دیں گے۔

یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اُس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ "غــد"

(1) (ذكره الحافظ في الإصابة ٥/٢٤٣).

معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ وقت کو چاہے حضور بتا دیں گے۔ یہ اُسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اُس کے ارادہ خواہش پر کر دی گئی ہو۔ کہ جب چاہے معلوم کر لے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آ سکتا۔ اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔

زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہی خزانوں پر اُس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اُسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے۔ وہ شخص پہلو رکھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کر دوں کہ وہ آپ ہی اُسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کہ تم جس وقت چاہو میں توڑا اعطا کر دوں تو ضرور غلط کہا اور دم بھر میں اُس کا دروغ کھل سکتا ہے فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خزانے پر اختیار تو کہاں سے دے گا۔

ہاں اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دیئے کہ جب کوئی کچھ مانگے یہ دے اور کمی نہ ہو یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت چاہے لے لے تو وہ بے شک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔

اب یہ حدیثیں فرما رہی ہیں کہ صحابی یہ صفت کریم حضور کی نعت اقدس پر عرض کرتے ہیں۔

اور حضور ﷺ انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت و انعام بخشتے ہیں۔

تو صراحۃً یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰی نے اطلاع غیب حضور کے ارادہ اختیار پر رکھ دی ہے۔

انبیاء کا غیب پر مطلع ہونا ایسا نہیں کہ اتفاقاً کوئی بات بتادی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک وصف عطا فرماتا ہے جس کے ذریعہ وہ غیب کے ادراک فرمالیا کرتے ہیں

اور واقعی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

اَلنُّبُوَّۃُ عِبَارَۃٌ عَمَّا یَخْتَصُّ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ وَیُفَارِقُ بِهٖ غَیْرَہٗ ھُوَ یَخْتَصُّ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِ: اَحَدُھَا اَنَّهٗ یَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاُمُوْرِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَصِفَاتِهٖ وَمَلَآئِکَتِهٖ وَالدَّارِ الْاٰخِرَۃِ عِلْمًا مُخَالِفًا لِعِلْمِ غَیْرِہٖ بِکَثْرَۃِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَزِیَادَۃِ الْکَشْفِ التَّحْقِیْقِ. وَالثَّانِیْ: اَنَّ لَهٗ فِیْ نَفْسِهٖ صِفَۃً بِھَا تَتِمُّ لَهُ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَۃُ لِلْعَادَۃِ کَمَا اَنَّ لَنَا صِفَۃً تَتِمُّ بِھَا الْحَرَکَاتُ الْمَقْرُوْنَۃُ بِاِرَادَتِنَا وَھِیَ الْقُدْرَۃُ. اَلثَّالِثُ: اَنَّ لَهٗ صِفَۃً بِھَا یُبْصِرُ الْمَلَآئِکَۃَ وَیُشَاھِدُھُمْ کَمَا اَنَّ لِلْبَصِیْرِ صِفَۃً بِھَا یُفَارِقُ الْاَعْمٰی.

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادتِ معلومات و فزونی تحقیق و انکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے، دوم یہ کہ نبی کیلئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے۔کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ پوری ہوتی

اَلرَّابِعُ اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْغَيْبِ.

ہیں، جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔

نقله عنه العلامة الزرقاني في صدر شرح المواهب.(1)

اقول: مسلمانو! اس حدیث شریف اور ان امام باعظمت ان حکیم امت قدس سرہ المنیف کے اس ارشاد لطیف کو امام الوہابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہل حق واہل باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو یہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہیں، جس طرح ہم اپنے ارادے سے چلتے پھرتے ہیں، حرکت کرتے ہیں۔ ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں۔ ایک صفت دی ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔

یہ کہتا ہے ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کی اولاد ہو

(1) (احياء علوم الدين، في الفقر بيان فضيلة الفقر مطلقا ۳/۹۳، وفتح الباري بشرح صحيح البخاري، كتاب التعبير، ۱۲/۳۶۷، وفي نسخة ۳۲۹/۳۰ ، وشرح الزرقاني على المواهب ۱/۳۰، وفيض القدير شرح الجامع الصغير ۲۸/۴.

گی یا نہ ہوگی، یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا، یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست

کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اُس کی حقیقت کسی کو

معلوم نہیں نہ نبی کو، ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی

یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا، سو وہ مجمل ہے اور اُس سے زیادہ معلوم کر لینا

اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔

اقول: اتنا تو سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کرسکتا ہمارے اختیاری

افعال کب عطائے الٰہی وارادہ الٰہیہ سے بڑھ کر ہو سکتے ہیں، مگر "كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ"

خوارج کی طرح یہ سچا فقرہ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے اور اس سے ان کے اختیار عطائی کا

بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو خدا کا دیا ہوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز و مجبور

محض ہیں۔

اس نے صاف تصریح کی ہے کہ: "ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔

جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔

سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو، کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی

شان ہے، کسی ولی و نبی کو۔۔۔۔۔ بھوت اور پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔۔۔۔۔ اللہ

صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو اپنے ارادے کے موافق نہ

اُن کی خواہش پر۔ (1)

اسی کے اس اعتقاد و باطل کا حدیث مذکور وقول مسطور امام شہور میں رد صریح ہے۔

---

(1) (تقویۃ الایمان ۲۷)

بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اور ان کے مطابق اہل حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادرکات کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں اگر چہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطائی اختیارات اُس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے۔

بعینہ یہی حالت حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی در بارہ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح وسمع وبصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمالیں، مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں۔
اگر چہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۂ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے اور امام الوہابیہ کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز محض ومجبور مطلق ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری ارادے سے بے اُن کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر، ہلا دے تو ہل جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر یہ دلیل لایا کہ:

''چنانچہ پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعضی بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات معلوم نہ ہوئی، پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی۔ چنانچہ حضرت ﷺ کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کی۔ اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا کئی دن تک بہت تحقیق کیا پر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی، اور بہت فکر وغم میں رہے۔ جب اللہ

صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہؓ پاک ہیں"۔(1)

اقــول: اگر اختیار ذاتی وعطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلا منافی نہیں مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہو سکنا قدرت ذاتیہ الٰہیہ کا خاصہ ہے قدرت عطائیہ انسانیہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا۔ اس سے نہ انسان پتھر ہو گیا نہ اس کا اختیار عطائی مسلوب عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔

امام الوہابیہ اللہ عزوجل کو صریح گالیاں دیتا اور صاف جاہل مانتا ہے

طرفہ قہر برقہر یہ ہے کہ ادھر تو تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عیاذاً باللہ پتھر بنایا تھا اُدھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو، کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔(2)

او! اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانے والے بے ادب گستاخ یہ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی شان نہیں وہ اس بیہودہ مہمل شان سے پاک ومنزہ ہے۔ اس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اُس کے اختیار سے نہیں اُس کا مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے، حادث نہیں۔

او! بدعقل بدزبان غیب کا دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفعل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ تف بر روئے بے دینی یہ تیرا موہوم خدا جاہل بالفعل محل حوادث ہوگا۔

---

(1) (تقویۃ الایمان ۷۶،۷۷)

(2) (تقویۃ الایمان ۷۶)

سچا خدا تیری اس پر صریح گالی سے بے نہایت متعالی ہے۔

"تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا"۔

مسلمانو! دیکھا تم نے یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عزت کی جناب میں

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ o

اس کی ضلالتیں کہاں تک لکھیے۔ "مَا عَلٰى مِثْلِهٖ يُعَدُّ الْخَطَاءُ"۔

حدیث دکھا کراتنا پوچھیے کہ کیوں صاحب وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا مگر انصار کی چھوکریوں کو اتنا ارشاد ہوا کہ اسے رہنے دو یہاں جو یہ مرد غافل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اُس سے بھی زیادہ عظیم بات عرض کر رہے ہیں۔

اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام واکرام بخشتے ہیں۔ یہ شرک وہابیت پر کیسی آفت ہے اب یاد کر وہ اپنی اوندگی مت الٹی کھوپڑی، چہ جائیکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کرے۔ کچھ یہ بھی سوچا کہ کہنے والے کون تھے اور سن کر پسند کرنے والے کون؟۔

كَذٰلِكَ يَقْذِفُ اللّٰهُ ﴿بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ﴾(1)

حدیث(224=164):

اور بڑھ کر سنیے! "شرك في العادة" کے بیان میں لکھا:

"اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا کہ دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبد اللہ خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا اس کو برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اور یوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کی قسم کھائی اس قسم کی

(1)[الأنبياء ۱۸]

چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں۔

پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے۔ جیسے اولاد کا نام عبدالغنی، امام بخش رکھے کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے یا یوں کہے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادۃ کہتے ہیں۔

پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنہ کی حدیث بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ لایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ .(1)

یوں نہ بولا کرو جو شاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں، سو اُس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے، وہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب، مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا؟۔(2)

امام الوہابیہ کی صریح خیانت وعیاری

اقول وباللہ التوفیق :

اولاً :وہی قدیم لت وہی پرانی علت کہ دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اَسْفَلَ السّٰفِلِیْنَ۔ حدیث میں ہے تو اتنا کہ ”یوں نہ کہو“ وہ شرک کا حکم کدھر یا،

(1)(قلت :ذکرہ البغوي في شرح السنة ۳۶۱/۲ ،وقال:وروی باسناد منقطع)

(2)(تقویۃ الإیمان ،ملخصا من باب شرك في العادۃ ۱۴۹الی ۱۵۳)

ثانیاً: سخت عیاری ومکاری کی چال چلا، مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰہُ، وَشَاءَ فُلَانٌ! نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ یوں کہو

وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ. جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں۔(1)

مشکوٰۃ میں اسے مسند امام احمد وسنن ابی داؤد شریف کی طرف نسبت کر کے فرمایا: "وفی روایۃ منقطعا" اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل نہیں یوں آئی ہے یہاں وہ روایت "شرح السنۃ" ذکر کی ہوشیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اسکے دعویٰ شرک کو داخل جہنم کئے دیتی ہے اُسے صاف الگ اُڑا گیا اور فقط یہ منقطع روایت نقل کر لایا، کیا سمجھتا تھا کہ مشکوٰۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے نہیں نہیں خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اُسے تو بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا، جنہیں علم کی ہوا نہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا اہل علم نے اور کون سی مانی ہے کہ اسی پر معترض ہوں گے "اُس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ"۔

اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا اس قول کے متعلق جلیل ونفیس بحث اور احادیث کا جمع

ثالثاً: امام الوہابیہ کا تو مبلغ علم یہی مشکوٰۃ ہے ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر بتوفیقہ تعالیٰ ثابت کر دکھائیں کہ یہی حدیثیں اُس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔

اوّل تو یہی حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی احمد وابی داؤد نے یوں مختصراً اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطولا روایت کی:

---

(1)(مشکوۃ المصابیح ۴۰۸)

" حدثنا هشام بن عمار قال :حدثنا سفيان بن عيينة، عن عبد الملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنهما:

أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمِ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ، تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ، قُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ مَا شَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کوخواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے۔ تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی فرمایا سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا۔ یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حدیث ابن ابی شیبہ وطبرانی وبیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی۔(1)

---

(1)(أخرجه ابن ماجه في السنن ،في الكفارات،۱۵۴(۲۱۱۸)، وأحمد في مسنده ۵/۳۹۳ (۲۳۳۸۷) والبيهقي في الأسماء والصفات ۱/۳۵۷،۳۵۸(۲۹۱).

وذكره الحافظ في الفتح ،۱۱/۵۴۰ :وعزاه إلى أحمد والنسائي وابن ماجه .

والشوكاني في نيل الأوطار ۷/۲۰ :وقال :حديث حذيفة اخرجه ايضا النسائي وابن أبي شيبة والطبراني والبيهقي وقد ساقه الحازمي في الإعتبار بإسناده وذكر فيه قصة وهي ان رجلا من المسلمين ...إلخ .

وفي رواية :" ما شاء الله ثم شاء فلان .(رواه أحمد في مسنده ۵/۳۸۴،و۳۹۴،و۳۹۸، ابو داود في السنن ۲/۳۲۳ (۴۹۸۰)، وابن أبي شيبة في مصنفه ۵/۳۴۰ ،و۶/۷۴، وابن المبارك في مسنده ۱۰۷،۱۰۸(۱۸۰) والنسائي في السنن الكبرى ۶/۲۴۵ ==

حدیث ﴿225=165﴾:

ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتُ. وَلٰكِنْ لِيَقُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتُ۔(1)	جب تم میں کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

حدیث ﴿226=166﴾:

نیز ابن ماجہ واحمد وبغوی وابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخبرہ برادر مادری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

"بَيْدَ أَنَّهُ أَعْنِي ابْنَ مَاجَه أَحَالَهُ عَلٰى حَدِيْثِ حُذَيْفَةَ فَقَالَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَسُقْ لَفْظَهُ"۔

اور مسند امام احمد میں بسند حسن صحیح کہ:

"حدثنا بهز وعفان قالا: ثنا حماد بن سلمة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن طفيل بن سخبرة أخي عائشة لأمها رضي الله عنهما"

یوں ہے کہ انہیں خواب میں کچھ یہودی ملے۔ انہوں نے ابـــنـيـــت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انہوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی ابـــنـيـــت مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا حضور نے خطبے میں بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا:

= = والبيهقي في السنن ۳/۲۱۹، وابن أبي الدنيا في الصمت ۱۹۴ (۳۴۱).

كلهم من طريق عبد الله بن يسار عن حذيفة رضي الله عنه.

(1)(أخرجه ابن ماجه في السنن ۱۵۴(۲۱۱۷).

إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً، كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ (1)	تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کر دوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ﴿227=167﴾:

سنن نسائی میں " بسند صحیح " بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبداللہ بن یسار عن قتيلة بنت صيفي جهينة رضی اللہ عنہ سے ہے:

أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُولُونَ وَالْكَعْبَةِ	یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم ﷺ حاضر ہو کر عرض کی بے شک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بے شک تم لوگ

---

(1) (أخرجه أحمد في مسنده ٥/٧٢، وابن نصر المروزي في تعظيم قدر الصلاة ٢/٨٦، ٨٢ (٨٧٢)، والمقدسي في المختارة ٨/١٣٣(١٥٥)، والطبراني في الكبير ٨/٣٢٣ (٨٢١٣)، وابن قانع في معجم الصحابة ٢/٥٠، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٣/٨٤، ٨٥(٣٩٧٠)، و البيهقي في الأسماء والصفات ١/٣٥٨، ٣٥٩ (٢٩٢)، وأبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني ٥/ ٢٣، ٢٣ (٢٧٤٣)، والمزي في تهذيب الكمال ٣/٣٩ .

ورواه الدارمي في مسنده ٢/٣٨٣ (٢٦٩٩) ،بدون قصة اليهودي .من طريق شعبة، عن عبد الملك بن عمير به .

وقال أبو نعيم في معرفة الصحابة :رواه شعبة ،وأبو عوانة ،و زيد بن أبي أنيسة ، عن عبد الملك بن عمير عن ربعي نحوه .

لَـأَمَـرَهُـمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَّحْلِفُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَ يَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ .(1)

شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہو تم، اور کعبے کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں رب کعبہ کی قسم اور کہنے والا یوں کہے جو چاہے اللہ پھر چاہو تم۔

یہ حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے، نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی نے معجم کبیر میں بطریق مذکور سے(2)

اور ابن مندہ نے بطریق "المسعودي عن معبد الجدلي عن ابن يسار عن قتيلة الجهنية رضي الله عنهما روایت کی۔(3)

اور امام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے "بسند صحيح" یوں روایت فرمائی:

"حدثنا يحيى بن سعيد، قال: حدثنا المسعودي قال: حدثني معبد بن خالد،

---

(1)(أخرجه النسائي في السنن، باب الحلف الكعبة، (٣٧٧٣) وفي السنن الكبرى ٣/٣٣(٤٧٤٣)، و٦/٢٤٥ (١٠٨٢٢) وفي عمل اليوم والليلة ٥٣٥(٩٨٦).

وقال الحافظ في الإصابة ٨/٧٩ وأخرجه النسائي وسنده صحيح .

(2)(أخرجه البيهقي في السنن الكبرى ٣/٢١٦ (٥٦٠٢)، والطبراني في الكبير ٢٥/٣(٥)، وابن سعد في طبقاته ٨/٣٠٩، وأبو الطيب القاضي في علل الترمذي ٢٥٣، والمزي في تهذيب الكمال ٣٥/٢٧٠، ٢٧١، من طريقين .

(3)(رواه الحاكم في المستدرك ٤/٣٣١(٧٨١٥)، وذكره الحافظ في الإصابة ٨/٧٩ ، عزاه إلى ابن مندة .

عن عبداللہ بن یسار عن قتیلة بنت صیفی الجهنية قالت:

"أَتَى حِبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ إِذَا حَلَفْتُمْ: وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ نِدًّا، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، قَالَ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ شِئْتَ.(1)

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں۔ اگر شرک نہ کیجئے، فرمایا سبحان اللہ! یہ کیا کہا آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی پھر فرمایا یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے ...... یہودی نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر والا نہ ٹھہرایئے، فرمایا سبحان اللہ! یہ کیا کہا آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالیٰ تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کر کے کہے کہ پھر چاہو تم۔

---

(1) (أخرجه أحمد في مسنده ٦/٣٧١، ٣٧٢ (٢٧٤٣٣)، وابي بكر الشيباني في ===

بحمد اللہ ! یہ احادیث کثیرہ صحیحہ جلیلہ متصلہ کتب صحاح سے ہیں۔

امام الوہابیہ نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر " شرح السنۃ " کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بحمد اللہ ! اس میں بھی کہیں اپنے حکم شرک کی بو نہ پائی۔

امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام شرک کیا کرتے اور نبی ﷺ منع نہ فرماتے۔

اقول وباللہ التوفیق :

اب بفضلہ تعالی ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اس کے دعوے شرک کو کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں۔

اولاً : ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا یا اللہ اور تم چاہو تو یوں ہوگا، شائع و ذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہود کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے۔ امام الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔

ثانیاً : حدیث طفیل رضی اللہ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا۔

جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا، تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ و پاس کو غلبہ دیا امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین.

= الاحاد والمثانی ۲/۱۸۰،۱۸۱(۳۴۰۸) ، والطبرانی فی الکبیر ۲۵/۳(۵) ، والبیهقی فی السنن الکبری ۳/۲۱۶،۲۱۷، والمزی فی تهذیب الکمال ۳۵/۲۷۱ .

امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام و نبی ﷺ کو بھی توحید ایک یہودی نے سکھائی۔

ثالثاً: ایک یہودی نے اگر اعتراض کیا اسکے بعد حکم ممانعت ہوتو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی توحید اور اُس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی ،وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

امام الوہابیہ کے نزدیک نبی ﷺ نے شرک سے منع بھی کیا تو صرف اس خیال سے کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے

رابعاً: قتیلہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صحیح دیکھو اُس یہودی کی عرض پر بھی فوراً حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھا یوں نہ کہا کرو۔

تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ نے آپ تو شرک سے نہ روکا یا شرک کو شرک نہ جانا، جب ایک کافر نے بتایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روا رکھا پھر ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کہ شرک کی برائی سے بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے، لہذا چھوڑ دو۔

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

امام الوہابیہ کے نزدیک بعد اعتراض بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم فرمایا وہ خود شرک ہے

خامساً:

ان سب وقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی ہاں آس در کا سہ لائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کام ہوگا۔ امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے:

”یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“۔

شرک سے کیوں کر نجات ہو گی

مسلمانو! للہ انصاف، جو بات خاص شان الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کا کچھ دخل نہیں۔ اس میں دوسرے کو خدا کا ساتھ (اور) کہہ کر بلایا تو کیا اور (پھر) کہہ کر ملایا تو کیا شرک سے کیوں کر نجات ہو جائے گی۔

مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اولین وآخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں، کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ ورسول "خالق السمٰوت والأرض" ہیں اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا۔

اور اگر کہے گا کہ اللہ پھر رسول "خالق السمٰوت والأرض" ہیں۔ اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو کیا شرک نہ ہوگا۔

مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کیلئے ان کے سامنے یوں کہہ دیکھو کہ اللہ پھر رسول "عالم الغیب" ہیں، اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھولدیں۔

دیکھو! تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں اسی لئے تو یہ عیار مشکوٰۃ کی اس حدیث متصل صحیح ابی داؤد کی مہر بجری بچا گیا تھا، جس میں لفظ پھر کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تھی۔

تو ثابت ہوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پا کر بھی جو تبدیل کی وہ خود شرک کی شرک ہی رہی مسلمانو! یہ حاصل ہے رسول کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾(1)

تو یہ تو ان کے طور پر نتیجہ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو۔

---

(1) [الشعراء: ٢٢٧]

احادیث مشیت کی نفیس تقریرِ منیر

اقول و باللہ التوفیق:

بحمد اللہ تعالیٰ! نہ صحابہ نے شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سن کر گوارا فرمایا کسی کے لحاظ و پاس کو کام میں لانا ممکن تھا، نہ یہودی مردک تعلیم توحید کر سکتا تھا۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے اور مشیت تابعہ عطائیہ لمشیۃ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عباد کو عطا کی ہے، مشیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بعطائے رب کریم جل جلالہ ہے وہ اُن تقریرات جلیلہ سے کہ ہم نے زیر حدیث ذکر کیں واضح و آشکار ہے محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نائب و خادم سیدنا علی المرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت امت مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورہ مقدمہ سے اظہار ہے کہ:

"حضرت امیر و ذریہ طاہرہ او در تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بأیشان وابستہ میدانند"۔(۱)

اور خود امام الوہابیہ اس تقویۃ الایمان کے کفری ایمان سے پہلے جو ایمان "صراط المستقیم" میں رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا ہے۔

"مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت و غوثیت ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں است ورسلطنت سلاطین و امارت امراہمت ایشاں را دخلے ست کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔(۱)

---

(1) (تقدم تخريجه في مقدمة الكتاب)

(2)

(کہتا ہے کہ مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت غوثیت وابدالیت وغیرہ سب رہتی دنیا تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے ملتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں بھی آنجناب کی ہمت کا دخل ہے، یہ سیاحان عالم پر پوشیدہ نہیں ہے)۔

اب کہ "تقویت الایمان" نے بحکم ﴿قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (1) اسے تمام امت مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت بُرا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پرلے سرے کا کفران سکھایا یہ "اَسْفَلَ السّٰفِلِيْنَ" پہنچا۔

اب وہ بات کہ سیاحان عالم بالا پر ظاہر تھی اسے کیونکر سوجھائی دے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾. (2) اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الٰہی عزوجلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہوجائیگا۔

مگر ازانجا کہ طریق ادب سے اقرب وانسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ ومشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہم مساوات نہ گزرے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا، پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق صدق انہیں ملحوظ ہیں۔

محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک وتوسل انہیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعا ممنوع نہیں کہ واو مطلق جمع کیلئے ہے نہ مساوات (3) نہ معیت کے واسطے، لہذا منع نہ فرماتے تھے۔

---

(1)[البقرة: ۹۳].

(2)[النور: ۴۰].

(3)(اقول: وهذه بكتة غفل عنها بعض الجهلة فجوز ما شاء لم شاء محمد ﷺ = = =

حکمت:

جب اُس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام الوہابیہ کے مثل تھے، اعتراض کیا اور معاذ اللہ شرک کا الزام دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کریم کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے کہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک وتوسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی، معنا تو قطعا صحیح تھی۔

لہذا اُس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رویا صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے طعن ہے، بدل دیا جائے جس طرح رب العزت جل جلالہ نے "رَاعِنَـــا" کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود عنود اُسے اپنے

= وزعم ان لوانی بالواو لکان شرکا جلیا فانما یعم ان لو کانت الواو للتسویۃ وھو باطل قطعا قال تعالی ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی قال تعالی اغنھم اللہ ورسولہ الی غیر ذلک مما لا یحصی و مع ذلک بحمد اللہ ملحظہ ملحظ ھؤلاء الانجاس الوھابیۃ الجاعلیۃ اثبات المشیۃ للنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شرکا بنفسہ کما سمعت من امامھم السحیق ان ذاشان یختص باللہ عزوجل وان لا یدخل فیہ لمخلوق و مشیۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا یاتی بشیء فلو کان یذھب مذھب ھؤلاء والعیاذ باللہ لجعل ذکر مشیتہ صلی اللہ علیہ وسلم شرکا مطلقا سواء فیہ الواو وثم کما علمت وھو قد صرح بجواز ما شاء اللہ ثم شاء لمحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فثبت ولا تزل .۱۲ منہ.

مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ "اُنْظُرْنَا" کہنے کا ارشاد ہوا تھا۔(1)

ولہذا خواب میں کسی بندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض ٹھہرتی بلکہ خواب میں بھی دیکھا تو انہی یہود و نصاریٰ اس امام الوہابیہ کے ہم خیالوں کو معترض دیکھا تا کہ ظاہر ہو کہ صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔

اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ و رسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔

(پھر) کا لفظ کہنے سے وہ توہم مساوات کہ ان وہابی خیالات کے یہود و نصاریٰ یا یوں کہیے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا۔

الحمد اللہ علی تواتر الائہ و الصلوۃ و السلام علی أنبیائہ.

اہل انصاف و دین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منیر کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر القا ہوئی کیسی واضح و مستنیر ہے جسے اُن احادیث کو ایک مسلسل سلک گوہرین میں منظوم کیا اور تمام مدارج و مراتب مرتبہ کا بحمد اللہ تعالی نورانی نقشہ کھینچ دیا۔

الحمد للہ! کہ یہ حدیث بھی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے، وہابیہ وغیرہم بدمذہبوں کو اس سے کیا علاقہ ہے۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾(2) وَ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(3).

غرض احادیث صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تازیانہ پہنچا رہی ہیں وہ روایت منقطعہ کہ اس نے ذکر کی

---

(1)(قال اللہ تعالی فی کلامہ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[البقرۃ :۱۰۴]

(2)[الحدید ۲۱]

(3)[الفاتحۃ ۱]

اور یونہی روایت اعتبار ام المومنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں نہ کہو بلکہ "مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ" کہو۔

اقول: اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہمیں مضر نہ اُسے مفید کہ واوسے احتراز کی دو صورتیں ہیں۔ تبدیل حرف جس کی طرف وہ احادیث صحیحہ ارشاد فرما رہی ہیں اور راسا ترک عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا، ایک صورت دوسری کی نافی ومنافی نہیں نہ ذاتی میں حصر، عطائی کی نفی کرنے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ (1)

اور جب بحمد اللہ تعالیٰ ہم خود حدیث سے "مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ" کی طرح "مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ ﷺ" کی بھی اجازت دکھا چکے تو اب اصلاً ہمیں اُن نکات وتوجیہات کی حاجت نہ رہی جو شراح نے اس روایت منقطعہ اور اصل حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کیے ہیں۔

شیخ محقق سرہ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا: "ودرینجا غایت بندگی و تواضع و توحید است زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درغیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز کردا مادر حق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت پروردگار تعالیٰ تنہا بے توہم شرکت۔(2)

اقول: یہ توجیہہ بھی شرک امام الوہابیہ کی کیفر چشانی کو بس ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(1)[الانفال ۱۷]

(2)(اشعۃ اللمعات ۴/۵۲، کتاب الآداب باب الاسامی)

تو انتھا اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا نہ اوروں کے ذکر مشیت کی اجازت دی اگر شرک ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور نے اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید و عمرو کو شریک کر دینا جائز رکھا۔

علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ:

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [فِیْ] رَأْسُ الْمُوَحِّدِیْنَ وَمَشِیْئَتُہٗ مَغْمُوْرَۃٌ فِیْ مَشِیْئَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمُضْمَحِلَّۃٌ فِیْھَا.(1)

نبی ﷺ سردار موحدین ہیں اور حضور کی مشیت اللہ عزوجل کی مشیت میں مستغرق و گم ہے۔

اھـــم نـــکـــتـــہ :

اقول: تقریر اس اشارہ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واؤ سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت اور سید الموحدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں اُن کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اور مشیت خدا بعینہٖ اُن کی مشیت کر کے کہئے تو دوئی نکلی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور۔

لہذا یہاں عطف کے لئے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہٗ کا ذکر بتایا کہ اُس میں خود ہی مشیۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آ جائے گا۔

جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

ھکذا ینبغی أن یفھم . ھذا المقام وبہ یندفع ما أورد علیہ القاری من النقض

---

(1)(شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح ۹/۹)

بان مشيئة غيره ﷺ أيضا مضمحلة في مشيئة الله تعالى سبحانه .(1)

اقول : فلم يفرق بين الاضمحلال الاضطراري . الحاصل لكل خلق والاختياري المختص بخلص عباد الله الممتاز فيه وفي كل صفه لهية من بينهم سيدهم بينهم صلى الله تعالى عليه وعليهم،واعترض عليه أيضا بانه لا يفيد جواز الايتان بالواو اه.

أقول:.ما كان مساق كلام الطيبي لاثبات جواز الايتان بالواو حتى يكون عدم افادته نقصا في مرامه انما اراد ابداء نكتة الفرق بين مشيته و مشيئة غيره صلى الله تعالى عليه وسلم حيث ذكر الأولى بثم وطوىٰ ذكر هذه رأسا وهذا مستفاد من كلامه ما بين وجه كما سمعت منا تقريره ، فلا أدرى ما المراد بهذا الايراد ثم أفاده وجه اخر للفرق فقال:ما سبق من قوله صلى الله عليه وسلم ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان لمجرد الرخصة، ولو قال هنا قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لكان أمر وجوب أو ندب وليس الأمر كذالك .

أقول :كانه يستنبط من ترك لفظة لكن ههنا فانه يكون حينئذ أمر مقصودا وأقله الندب بخلاف الأول فانه استدراك على النهي فيفيد مجرد الرخصة هذا ما ظهرلي في تقرير مرامه ، وأنت تعلم انه يرجع الفرق على هذا إلى جهة العبارة فلو ذكر ههنا لكن لساغ أن يذكر العطف بثم، ولو تركها ثمه لقال قولوا:ما شاء الله وحده، ثم قال مع أن المشيئة المسندة إلى فلان انما

---

(1) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للعلامه علي بن سلطان القاري ٩/٣٩

هي مشيئة جزئية لا يجوز حملها على المشيئة الكلية كما رمزنا اليه فيما سبق من الكلام اھ .

أقول:هذا شيء متجاوز عن البحث ومشيئة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أيضا لا تحيط بجميع مرادات الله تعالى سبحانه هذا قد كان افادة العلامة الطيبي وجها رابعا وهو انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال:هذا أي قولوا ما شاء الله وحده ، دفعا لمظنة التهمة في قولهم:ما شاء الله وشاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم تعظيما له ورياء لسمعته .

أقول:أي والمظنة بحالها في ذكر اسمه صلى الله تعالى عليه وسلم ولو بثم فعدل إلى ذكر الله تعالى وحده ، وليس يريد ان المظنة نشأت (1) من الواو إذ لو اراده له يصلح ما ذكره وجها للفرق بذكر مشيئة غيره صلى الله تعالى عليه وسلم بثم لا مشيئة هو فان المحذور على هذا ان كان ففي الواو لا في ثم وفيها الكلام فارادة هذا خروج عن أصل المرام هذا تقرير كلامه على ما ظهرلي .

أقول:و هو ارذ والوجوه عندي وكيف يظن أن يظن النبي ﷺ بصحابته في ذكر نفسه السمعة والرياء وحاشاه وحاشاهم عن ذالك وأحسن الوجوه ما ذكرنا سابقا عن الطيبي وما قد منا عن الشيخ المحقق مع ان كل ذالك مستغني عنه كما علمت وقد اشار إليه القاري(2) أيضا اذ قال:أصل

---

(1)[كما توهم الفاضل الراد ففاه بما قد علمت بطلانه بدلائل قاهرة لا قبل لاحد بها زعما منه ان الواو نص في التسوية لا مجرد مظنه تهمة و بالله العصمة ،١٢منه]

(2) (مرقاة المفاتيح ٩/٢٨،٢٩)

السؤال مدفوع لأنه صلى الله تعالى عليه وسلم داخل في عموم فلان، فيجوز أن يقال: ماشاء الله ثم شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، ولا يجوز أن يقال: ما شاء الله وشاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم.

أقول: ولو استحضر حديث ابن ماجة لم يحتج إلى عموم فلان كما ان السائل لو استظهر لما سائل كما ان المجيبين لو تذكروه لما ذهبوا إلى هنا وهنا فسبحان من لا يعزب عنه شيء.

الحمد للہ! یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تھا۔ بروجہ احسن واجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز اس کی ابحاث میں ردّ وہابیت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمہ کتاب میں مذکور ہوگا۔

یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد اسم پاک جامع ایک سو چودہ حدیثیں خاص متعلق بذات اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذکور ہوئیں، اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں کہ ہم نے شمار کر کے شمار نہ کیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل وتقاعد ہے۔ لہذا بخوف ملالت زیادہ اطالت نہ کیجئے اور بتوفیقہ تعالیٰ بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت و برکت لیجئے۔ وباللہ التوفیق۔

وصـــــــل دوم:

احادیث متعلقہ بحضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء

مانگ جو تیرا جی چاھے

حدیث ﴿168=228﴾:

طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا "نَعَمْ" فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو "لَا" یعنی نہ، نہ فرماتے ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑ کنے کے انداز سے فرمایا "سَلْ مَا شِئْتَ يَا أَعْرَابِيُّ" اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"فَغَبَطْنَاهُ، فَقُلْنَا: اَلآنَ يَسْأَلُ الْجَنَّةَ" یہ حال دیکھ (کہ حضور خلیفۃ اللہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اُس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔

عرض کی حضور سے زادِراہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا ہمیں اُس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں، پھر حضور نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا:

”کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا اُترنے کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے، کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے، ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو، اُن کا جسم مبارک اپنے ہاتھ لے لو، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا، فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو، انہوں نے کہا کہ شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے، کہا ہاں، فرمایا: تو مجھے بتادے، عرض کی:

لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ مَا اَسْئَلُكَ .

خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں۔

فرمایا:

ذَاكَ لَكِ ، قَالَتْ: فَاِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِي الدَّرَجَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْهَا فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ: سَلِيَ الْجَنَّةَ .

تیری عرض قبول ہے، پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اُس درجے میں جس میں آپ ہوں گے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے۔

یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر

قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ، فَجَعَلَ مُوْسٰى يُرَاوِدُهَا، فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ: اَنْ اَعْطِهَا ذٰلِكَ، فَاِنَّهُ لَا

پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے یہی رد و بدل کرتے رہے۔

يَنْقُصَكَ شَيْئًا، فَأَعْطَاهَا .(1) اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اُسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اُسے عطا فرمادی، اُس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرماگئے۔

أقول وبالله التوفيق بحمده تعالیٰ اِس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جانِ وہابی پر کوکب شہابی ہے۔

---

(1) أخرجه الطبراني في الأوسط/٧/٣٧٤(٧٧٦٧)،وفي نسخة ٨/٢٧٦،٣٧٧،

والخرائطي في مكارم الأخلاق ٢/١٦٩،١٧٠،وفي نسخة :٣٠/٣٠٧،٣٠٨،٣٠٩.

من طريق منهال بن عمرو عن حبة العرني عن علي رضي الله تعالى عنه .

قلت :اسناده ضعيف، لكن له شواهد من حديث الحسين بن على رضى الله تعالى عنه .

اخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٣٠٧) من طريق على بن الحسين عن أبيه رضي الله تعالى عنه .

قلت :رجاله ثقات وصدوقين .فالاسناد حسن .

ومن حديث ابي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه .

أخرجه أبو يعلى في مسنده ٣٢٠(٧٢٥٠) قال حدثنا أبو هشام الرفاعي محمد بن يزيد ، حدثنا ابن فضيل ، عن يونس بن عمرو ، عن أبي بردة ، عن أبي موسى قال أتى النبي ﷺ أعرابيا فأكرمه ، فقال له :ائتنا . فأتاه ، فقال رسول الله ﷺ :سل حاجتك .

فقال :ناقة نركبها ، و أعنزا يحلبها أهلي ، فقال رسول الله ﷺ :عجزتم أن تكونوا مثل عجوز بني اسرائيل ؟ قال ان موسى لما سار ببني اسرائيل من مصر ضلوا الطريق ، ==

فقال :ما هذا ؟ فقال علماؤهم :ان يوسف لما حضره الموت أخذ علينا موثقا من الله أن لا نخرج من مصر حتى ننقل عظامه معنا . قال :فمن يعلم موضع قبره ؟ قال :عجوز من بني اسرائيل .فبعث اليها فأتته ، فقال :دليني على قبر يوسف . قالت :حتى تعطيني حكمي . قال :ما حكمك ؟ قالت :أكون معك في الجنة . مكره أن يعطيها ذلك ، فاوحى الله اليه أن أعطها حكمها . فانطلقت بهم الى بحيرة :موضع مستنقع ماء ، فقالت أنضبوا هذا الماء . فأنضبوا . قالت :احفروا ، واستخرجوا عظام يوسف ، فلما أقلوها الى الأرض، اذا الطريق مثل ضوء النهار .

و ابن حبان في الصحيح ٢/٥٠٠، ٥٠١(٧٢٣) ، والحاكم في المستدرك ٢/٥٧١، ٥٧٢، والخطيب في تاريخه في ترجمة :الطيب بن اسماعيل أبو الغوث القحطبي ، وابن الجوزي في المنتظم ، في قصة الغرق. كلهم من طريق محمد بن فضيل بن غزوان .

وقال الحاكم :هذا حديث صحيح الاسناد ،ولم يخرجاه .ووافقه الذهبي .

وقال الحافظ في المطالب العالية ،باب يعقوب و يوسف عليهما السلام :صححه ابن حبان . وقال الهيثمي في مجمع الزوائد :ورجاله أبي يعلى رجال الصحيح .

وقال الألباني في السلسلة الصحيحة (٣١٣) أقول :انما هو على شرط مسلم وحده .

وفي الباب عن كعب وفيه :وكانت امرأة من بني إسرائيل يقال لها سراج فكانت كلما حضر أجلها مد الله تعالى في عمرها إلى أن أدركت موسى عليه السلام فقالت :لموسى أنا أخبرك بموضع قبر يوسف على أن تعطيني ثلاث خصال قال :و ما هي ؟ قالت تدعوا الله تعالى أن يرد شبابي كما كنت أولا قال لك ذلك قالت و تحملني معك قال لك ذلك قالت وأكون معك في درجتك يوم القيامة قال فبكى موسى عليه السلام فأوحى الله إليه إن الجنة بيدي فأعطها ما سألت فقال:موسى عليه السلام لك ذلك ، قالت فان قبره في هذه الجزيرة وقد غلبه الماء، قال :فأخذ موسى قحفين فكتب = = =

خود حدیث کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن رحمت پر نبی ﷺ کا ہاتھ پہنچتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں۔

اوّلاً :

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے، حدیث ربیعہ رضی اللہ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا، جس سے علمائے کرام نے عموماً استفادہ کیا۔

یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ قَدْرَ جُوْدِهٖ وَنَوَالِهٖ وَنِعَمِهٖ وَاَفْضَالِهٖ۔

یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں

ثانیاً:

یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اُسے اختیار عطا فرما ہی چکے۔ اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

= = عليهما اسم الله الأعظم ثم ألقى أحد القحفين في جانب الجزيرة و ألقى القحف الآخر في الجانب الآخر فانحسر الماء عن الجزيرة فقالت :المرأة هنا موضع قبره فابتدره الشبان فوجدوا يوسف عليه السلام في تابوت من مرمر فاحتملوه فحملوه معه .....رواه أبو نعيم في حلية الأولياء ٦/٢٦ .

ثالثاً:

خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس وقت اُس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اُسے عطا فرما دیتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رابعـاً: اُن بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا اُنھوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو...... موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ با آن شان غضب وجلال اُس شرک پر انکار نہیں فرماتے۔ اُس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو اُن چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں۔ اُن میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے "تقویۃ الایمان" اور حقیقت کے کلمات کفر وکفران میں فرمائیں گے۔ کہ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے اُن کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو، میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اُن کی وحی باطنی میں اُترے گا کہ:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کو مختار نہیں"۔(1)

خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ: "میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں، تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں"۔(2)

---

(1)(تقویۃ الایمان ۴۷)

(2)(تقویۃ الایمان ۸۲)

نیز کہا جائے گا پیغمبر نے "سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اُس چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو میرا مال موجود ہے اس میں سے مجھ کو کچھ بخل نہیں۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔

وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے"۔(1)

بڑی بی کیا تم سٹھ گئی ہو، دیکھو! "تقویۃ الایمان" کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود اُن کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اُس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کیلئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے۔ تو کہاں اور وہ کہاں؟، کہاں اُن کی صاحبزادی اور کہاں تم؟۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہا جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا، بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا اُس بھاری شرک پر اصلا انکار نہ کیا۔

خامساً: انکار در کنار اور رجسٹری کہ "سَلِيَ الْجَنَّةَ" اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے۔ تمہیں یہی بہت ہے۔ افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کی کہ امام الوہابیہ اگرچہ بیہودی خیالات کا آدمی ہے۔

جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جدید قرآن "تقویۃ الایمان" کو جہنم پہنچایا۔

ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا۔ اس عظیم سوال کے صریح شرک

---

(1) (تقویۃ الإیمان ۱۰۷، ۱۰۸)

پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرما دینے کا متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے اُن کا نام سو سو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے گا بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے مثل مشہور ہے۔ کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (1)

سادساً:

سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اُسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود مابدین خود حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے "تقویۃ الایمان" کی یہ صریح تذلیل و تضلیل فرمائی تو اُسے پوچھنے کو جگہ تھی کہ نبی اُمی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ "تقویۃ الایمان" پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجل و مکمل فرما دیا۔

وحی آئی تو کیا کہ "اَعْطِهَا ذٰلِكَ" موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اُسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔

واوری قسمت! یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکے تم ایک بڑھیا کو جنت پٹائے دیتے ہو اپنی گرمجوشی اٹھا رکھو "تقویۃ الایمان" میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔

اب کہیے یہ بیچارہ کس کا ہو کر رہے جس کیلئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی دین و ایمان

---

(1)[المنافقون ۸]

پر دولتی جھاڑی صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ اُسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ در آنسو راندہ، سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہرتوحید [خدا کی وحدت کی گٹھیا دلیلیں۔ بے سمجھے بوجھے ہمہ اوست کا قائل ہونا] کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

مـا زیـاران چشم یـاری داشتیم　　خود غلط بود انچه ما پنداشتیم

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک آدھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تمحیض　کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ کما فی حدیث خرافة وام زرع .

میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند عرب سنی رہتے تھے، روافض کا زور تھا ان کا مجتہد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے آخر مرتا کیا نہ کرتا چار شخص مستعد ہو کر پہلے سے مسجد میں جا چھپے۔ وہ اپنے وقت پر آیا جبھی تبرا شروع کیا ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڈھے کو گرا کر دست ولکد و نعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابو بکر ہوں تو مجھے بُرا کہتا ہے۔ آخر اُس نے گھبرا کر کہا حضرت میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے عمر کو کہا تھا۔

دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا کہا یا حضرت توبہ ہے تو میں عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب آئے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا اب سخت گھبرایا چیتاب ہو کر چلایا کہ مولی دوڑیے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے حضرت ہاتھ میں اُسترا لئے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اُڑا دی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو بُرا کہے گا۔

اور ہم سے مدد چاہے گا اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم وذلت سے گور کنارے کسی کونے میں سرک رہے مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ وکعبہ تشریف نہ لائے جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں جب اُجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں قبلہ خیر ہے (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچومر نکال گئے۔

تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے قبلہ پھر آپ نے حضرت مولی کو کیوں نہ یاد فرمایا جب کئی بار بھی کہے گئے تو آخر جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا۔ کہ یہ کوتک تو انہیں کے ہیں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے تو جڑ سے پوچھ لی۔

مــا زیـاراں چشم یـاری داشتیم

خود غلط بود انچه ما پنداشتیم

وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۔

سابعاً:

پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے: " فَــاَعْطَاهَــا " موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

مسلمانو! دیکھا تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کیا براون لگاتے ہیں کہ بے چارے کو اَسْفَلَ السّٰفِلِیْنَ میں بھی پناہ نہیں ملتی۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾(1) مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

---

(1)[القلم: ۳۳]

حدیث ﴿169=229﴾:

کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا :

"صَدَقْتَ فَاحْتَكِمْ مَا شِئْتَ" تو نے سچ کہا، اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے

عرض کی اسی دنبے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی

وَلَصَاحِبَةُ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّتِيْ دَلَّتْهُ عَلٰى عِظَامِ يُوْسُفَ كَانَتْ أَحْزَمَ مِنْكَ وَأَجْزَلَ حُكْمًا مِنْكَ حِيْنَ حَكَّمَهَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: حُكْمِيْ أَنْ تَرُدَّنِيْ شَابَّةً وَأَدْخُلَ مَعَكَ الْجَنَّةَ.

اور بے شک موسیٰ جس نے انہیں یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جب کہ اُسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے۔ اُس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔

یونہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہوگئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان والحاکم في المستدرك مع اختلاف عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه .(1) حاکم نے کہا یہ حدیث" صحيح الإسناد" ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیر دی۔

---

(1)(أخرجه ابن حبان في الصحيح ۲/۵۰۰،۵۰۱ (۷۲۳)، والحاكم في المستدرك

وہابیہ کے طور پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی آئی کہ اے موسیٰ تو خدا بن جا۔

حدیث ﴿170=230﴾:

کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی:

يَا مُوْسٰى كُنْ لِلْفُقَرَآءِ كَنْزًا وَلِلضَّعِيْفِ حِصْنًا وَلِلْمُسْتَجِيْرِ غَيْثًا.(1) اے موسیٰ فقیروں کیلئے خزانہ ہو جا اور کمزور کیلئے قلعہ اور پناہ مانگنے والے کیلئے فریادرس

= ٢/٢٠٤، ٢٠٥، و٥٧ و في نسخة: ٢/٤٣٩ (٣٥٤٣) و ٤٢٣ (٣٠٨٨)، وأبو يعلى في مسنده ٣/٤٣٦ (٧٢٥٤)، والخطيب في تاريخه ٩/٣٤، وذكره الزمخشري في المستقصى في أمثال العرب ١/٧٩، ٨٠، والهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٢٦٧، ٢٦٨ (١٧٣٣٨) وزاد نسبته إلى الطبراني، والسيوطي في الدر المنثور ٦/٣٠٢، ٣٠٣، وزاد نسبته إلى عبد بن حميد والفريابي وابن أبي حاتم والغزالي في إحياء علوم الدين ٣/٣٣، ولفظ له .

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

وقال الهيثمي: ورجال أبي يعلى رجال الصحيح .

وقال الحافظ في المطالب العالية، باب يعقوب ويوسف، ١٠/١٠٥ (٣٥٤٥) صححه ابن حبان . وقال ابن كثير في تفسيره ٣/٢٤٧: وهذا حديث غريب جدا والأقرب أنه موقوف والله أعلم. وقال حسين سليم أسد: إسناده حسن .

وذكره الألباني في السلسلة الصحيحة ١/٤٢٢: وقال: صحيح .

قلت وفي الباب عن علي كما تقدم قريبا.

وعلي بن حسين عن أبيه: رواه أبو بكر الشيباني في الآحاد والمثاني/٣٢ (٤٣٣) .

(1) ذكره المتقي في كنز العمال ٦/٢٨٧ (٤٤٢٤٣)، وعزاه إلى ابن نجار .

ابن النجار عن أنس عن النبی ﷺ قال أوحی اللہ إلی موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام فذکرہ فی حدیث طویل .

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اے موسیٰ تو خدا ہو جا کہ جب یہ خاص شان الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب بندے برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .

حدیث ﴿231.232=171.172﴾:

ترمذی وحاکم حضرت ابو ہریرہ اور امام احمد و ابوداؤد طیالسی و ابن سعد و طبرانی و بیہقی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ اُن کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے، سب ظاہر ہو گئے۔ رب عزوجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انہیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی الٰہی یہ کون ہیں فرمایا تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں ایک مرد کو دیکھا ان کی پیشانی کا نور انہیں بہت بھایا عرض کی الٰہی یہ کون ہے؟

فرمایا: تیری اولاد سے پچھلی اُمتوں میں ایک شخص داؤد نام ہے، عرض کی الٰہی اس کی عمر کتنی ہے؟

فرمایا: ساٹھ برس عرض کی، الٰہی اس کی عمر زیادہ فرما، رب جل وعلا نے فرمایا:

لَا إِلَّا أَنْ تَزِيْدَهُ أَنْتَ مِنْ عُمْرِكَ . [احمد]

میں زیادہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تو اپنی عمر سے اس کی عمر میں زیادت کر دے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کی ہزار برس تھی، عرض کی تو میری عمر چالیس سال اُس کی

عمر میں بڑھادے فرمایا ایسا ہے تو لکھ لیا جائے گا اور مہر کر لی جائے گی اور پھر بدلے گا نہیں (نوشتہ لکھ کر ملائکہ کی گواہیاں کرالی گئیں):

فَلَمَّا فَنِيَ عُمُرُ آدَمَ [إِلَّا أَرْبَعِينَ] جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ، فَقَالَ [آدَمُ] أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ؟ .[ترمذي].

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر سے چالیس سال باقی رہے یعنی نو سو ساٹھ برس گزر گئے۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پاس آئے فرمایا کیا میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی نہیں، کہا کیا آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دے چکے۔

پھر اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہزار اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے سو برس کردیئے۔

حديث أبي هريرة إلا ما بين الخطين فمن حديث ابن عباس رضي الله عنه .(1)

ان حدیثوں کا ارشاد ہے کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر عطا فرمائی۔

---

(1) أخرجه الترمذي في الجامع، في التفسير سورة الأعراف (٣٠٧٦) والحاكم في المستدرك ٢/٣٢٥ (٣٢٥٧) و٢/٣٣٠ (٣٢٣٣) وابن منده في الرد على الجهمية ٣٣ (٣٣)، وأبو بكر الفريابي في القدر ٣١،٣٠ (٩) وأبو يعلى في مسنده ١١/٢٥٣، ٢٥٣ و٦/٢٨٨ (٦٥٤) وابن سعد في طبقاته ١/٢٨،٢٧ وابن عساكر في تاريخه ٧/٣٩٥-٣٩٦ وذكره السيوطي في الدر المنثور ٣/٦٠٣ وعزاه إلى عبد بن حميد و أبو الشيخ وابن مردويه عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح .

وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه .وقال : ===

حدیث (233=173):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ فَلْيَقُلْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي يَاعِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ . وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ .

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے چاہیئے، یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ تعالی کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔

والحمد لله رب العالمين . الطبراني عتبة بن غزوان رضي الله عنه (1)

= = هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

وأخرجه أحمد في مسنده ١/٢٥١و٢٩٨و٣٠٧،والطيالسي في مسنده ٣٥٠ (٢٦٩٣)،وأبو يعلى في مسنده ٥/٩٩،١٠٠ (٢٧١٠) ، والطبراني في الكبير ٢٣/٢ (٢٩٢٨)،وأبو الشيخ في العظمة ٥/١٥٥٠،١٥٥١،والبيهقي في السنن الكبرى ١٠/١٣٦، وابن سعد في طبقاته ١/٢٨.

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٨/٢٠٦. وقال رواه أحمد والطبراني ...وفيه علي بن زيد و ضعفه الجمهور و بقية رجاله ثقات، عن بن عباس رضي الله عنهما .

(1)(أخرجه الطبراني في الكبير ١٧/١١٧(٢٩٠) .

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/١٣٢:رواه الطبراني و رجاله وثقوا على ضعف بعضهم الا أن زيد بن علي لم يدرك عتبة .

قلت :وله شاهد كما حديث ابن مسعود الآتي ، لعله يرتقي هذا الحديث بها الى مرتبة الحسن لغيره .

حدیث ﴿234=174﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے:

فَلْيُنَادِ يَاعِبَادَ اللّٰهِ أَحْبِسُوْا. تو یوں ندا کرے اللہ کے بندو روک دو۔ عباد اللہ اسے روک دیں گے۔

ابن السني عن ابن مسعود رضي الله عنه . (1)

حدیث ﴿235=175﴾:

کہ فرماتے ہیں، یوں ندا کرے:

أَعِيْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ . (2) میری مدد کرواے اللہ کے بندو ۔

ابن أبي شيبة والبزار عن ابن عباس رضي الله عنهما.

یہ تین حدیثیں وہابیت کش:

کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے آئیں، قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالی کی مقبول و مجرب معمول رہیں۔

اس مطلب جلیل کی قدرے تفصیل فقیر کا رسالہ" انهار الانوار من يم صلوة الاسرار " کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل ربیع اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے سر بدیع میں تصنیف کیا ملاحظہ ہو۔

---

(1) اخرجه ابن السني في عمل اليوم والليلة ١٧٠(٥٠٩)، وابو يعلى في مسنده ٩/١٧٧ـ١٧٧(٥٢٦٩)، والطبراني في الكبير ٩/١٧(١٠٥١٨). وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/١٣٢، رواه ابو يعلى والطبراني .وفيه:معروف بن حسان ، وهو ضعيف .

(2) اخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ١٠/٣٩٠، وفي نسخة ٦/٩١ (٢٩٧٢١) ==

ان حدیثوں اور حدیث اجل واعظم "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ" ۔(1) کی شوکت قاہرہ کے حضور، وہابیہ کی حرکت مذبوحی کا حال رسالہ میں عنقریب آتا ہے۔ ان شاء اللّٰه تعالٰی .

نبی وعلی مددگار و کارساز ہیں

حدیث (236=176):

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

"مَنْ کُنْتُ وَلِیَّهٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّهٗ" کرم الله وجهه الکریم

جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اُس کا مددگار و کارساز ہے۔

أحمد والنسائي والحاکم عن بریدة رضي الله تعالی عنه، بسند صحیح.(2)

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا:

= = والبزار في مسنده (کشف الاستار) ۳/۳۴ (۳۳۲۸)، والبیهقي في الشعب ۱/۱۸۳ (۲۱۷)، و۶/۳۲۸ (۷۲۹۷) موقوفا.

وقال الهیثمي في مجمع الزوائد۱۰/۳۳:رواه الطبراني ورجاله ثقات .

(1) (قد تقدم تخریجه)

(2)(أخرجه أحمد في مسنده ۵/۳۵۰ (۲۳۰۱۱)،و ۳۵۸ (۲۳۰۷۸)،و۳۶۱ (۲۳۱۰۷)،و في فضائل الصحابة ۲/۵۶۳ (۹۴۷)، و۶۸۹ (۱۱۷۷)،وابن أبي شیبة في المصنف ۶/۳۶۵ (۳۲۰۶۵)، والنسائي في السنن الکبری ۵/۴۵ (۸۴۳۴)، و ۱۳۰(۸۴۶۵)، وابن حبان في الصحیح ۱۵/۳۷۴ (۶۹۳۰) ،والمستدرك ۲/۱۳۱ (۲۵۸۹)،وابن عدي في الکامل ۲/۳۶۳،وابن عساکر في تاریخه ۴۲/۱۸۸الی ۱۹۴ .

واخرجه الطبراني في الکبیر ۵/۱۶۵ (۴۹۶۸)، و۱۹۱(۵۰۵۸)،والنسائي في = =

"يَدْفَعُ عَنْهُ مَا يَكْرَهُ عَلَى"(1)
اُس کے مددگار ہیں اُس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں۔
اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی ووالی ہیں۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے:
﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (2) نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔
أحمد والبخاري ومسلم والنسائي وابن ماجة عن أبي هريرة رضي الله عنه .(3)

= = السنن الكبرى ٤٥/٥ (٨١٤٨) و ١٣٠ (٨٤٦٤) و في خصائص علي ٩٤
(٧٩)، وابن أبي عاصم في السنة [ظلال الجنة] ٥٧٨/٢ (١٥٥٥) .
عن زيد بن أرقم رضي الله عنه .
وأخرجه البزار في مسنده ٣١/٣ (٢٠٣) و النسائي في خصائص علي ١١٣ (٩٥) .
عن عائشة بنت سعد عن أبيها . بلفظ :من كنت وليه فان علياء وفي رواية :فهذا وليه .
وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣٣/٩ (١٤٦٢١) رواه البزار و رجاله ثقات .
وابن أبي عاصم في السنة [ظلال الجنة] ٢٠٦/٢ (١٣٦٧) . عن علي رضي الله عنه .
وأخرجه ابن عساكر في تاريخه ١٨٧/٣٢. عن فاطمة رضي الله عنها .
(1) التيسير بشرح الجامع الصغير ٨٥٥/٢، و فيض القدير شرح جامع الصغير ٢١٧/٦
(2)(سورة الأحزاب ٦)
(3)(أخرجه البخاري في الصحيح في الكفالة (٢٢٦٧) و في النفقات (٥٠٥٦) ، = =

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

"لِاَنِّي الْخَلِيْفَةُ الْاَكْبَرُ الْمُمِدُّ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ"(1)	اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مدد رساں ہوں ﷺ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں تمام مسلمانوں کے مددگار ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَاْتِنِيْ فَاَنَا مَوْلَاهُ .	کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اُس کے وارث اس کے عصبے ہوں اور جو اپنے

= = وفي الفرائض (۶۳۵۰)، و(۶۳۶۴)،وغيرهم، ومسلم في الصحيح في الفرائض (۱۶۱۹)، والترمذي في الجامع ، في الجنائز (۱۰۷۰) ،والنسائي في السنن في الجنائز(۱۹۶۳) ، و في السنن الكبرى ۱/۶۳۷ (۲۰۹۰)،و ۴/۷۵ (۶۳۴۷)، وابن ماجه في السنن ، في الصدقات ،(۲۴۱۵) ،وأحمد في مسنده ۲/۲۹۰، و۴۵۳،وابن حبان في الصحيح ۷/۳۳۲(۳۰۶۳) ،و۱۱/۱۹۲(۴۸۵۴) ،والطبراني في الكبير ۸/۳۴۱ (۸۸۱۰) ، والبيهقي في السنن الكبرى ۶/۲۳۸(۱۲۱۵۰) ،و ۷/۴۴ ،و۵۳ ، و۱۰/۳۰۲،والبغوي في شرح السنة ۸/۲۴۲،۲۴۳(۲۱۵۴)، وابن الغطريف ۷۲ (۲۳) ،وابن حيان في طبقات المحدثين بأصبهان ۳/۱۱۵.

(1)(التيسير ۱/۲۶۵، وفيض القدير ۳/۴۷ ،وعون المعبود ۹/۱۳۸) .

اور کوئی دین بے کس بے زر بچے چھوڑے وہ
میری پناہ میں آئے کہ اُس کا مولیٰ میں ہوں۔

البخاري ومسلم والترمذي عن أبي هريرة ، وأبو داود والترمذي عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عهنم .(1)

امام عینی" عمدۃ القاری" میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

" اَلْمَوْلٰى اَلنَّاصِرُ "(2). یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے۔

---

(1)(أخرجه البخاري في الصحيح ،في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (٢٣٩٩)، وفي التفسير ،سورة الأحزاب (٤٥٠٣)،و مسلم في الصحيح ، في الفرائض (١٦١٩)، واحمد في مسنده ٢/٣٣٤،والدارمي في السنن ٢/٣٤١ (٢٥٩٤)، وابن الجارود في المنتقى ٢٤٠ (٩٥٧)، والطبراني في مسند الشاميين ٢٨٦/٤ (٣٣١٢)، وابو يعلى في مسنده ١١/٢٠٣ (٦٣٣٢)،والبغوي في شرح السنة ٣٢٢/٨ (٢٢١٣) ، والبيهقي في السنن الكبرى٦/٢٣٨ (١٢٤٣٨)،و(١٢٤٣٩) ٥٨/٧ (١٣١٣٢) ، وغيرهم . عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه ٢٩١/٨ (١٥٢٦٢)،و ابن الجارود في المنتقى ٨٣ (٢٩٧) ،وأحمد في مسنده ٣٣٨/٣، ومسلم في الصحيح ،في الجمعة (٨٦٧)، وأبو داود في السنن في الخراج والفيء والامارة ، (٢٩٥٤)، و ابن ماجه في السنن في الصدقات (٢٤١٦)، والنسائي في السنن في كتاب صلوة العيدين (١٥٧٨)، و في السنن الكبرى ١/٥٥٠ (١٧٨٦)،و ٣/٤٣٩ (٥٨٩٤)، وابن حبان في الصحيح ٧/٣٣١،٣٣٢ (٣٠٦٢) ، والبيهقي في السنن الكبرى ٣٥١/٦ (١٢٧٧٩)،وغيرهم . عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه .

(2) (عمدة القاري ١١٥/١٩)

تولا جرم بحکم حدیث صحیح مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار و دافع بلا و مکروہات ہیں، والحمد للہ رب العالمین . اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا:

"حضرت امیر و ذریۃ طاھرہ او۔۔ الخ "۔(1)

اقــــول : عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلا حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں۔

قال اللہ تعالی :

﴿وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾(2) مہاجرین اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔

وقال اللہ تعالی :

﴿فَاِنَّ اللّٰـهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ ....الآية﴾ (3) نبی ﷺ کا مددگار اللہ ہے اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام۔

حدیث (237=177):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

اِبْنَتِيْ فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ وِاِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَطَمَهَا وَمُحِبِّيْهَا مِنَ النَّارِ. (4)

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک منزہ ہے۔ اللہ عزوجل نے

---

(1) (تقدم تخرجه)　(2)[الحشر ٨]　(3)[التحريم ٤]

(4)(أخرجه الخطيب في تاريخه ٣٣١/١٢ ،والصيداوي في معجم الشيوخ ٣٥٩)
وقال الخطيب ليس بثابت. وذكره ابن الجوزي ،والسيوطي وغيرهما في الموضوعات.

اس کا فاطمہ اس لئے نام رکھا کہ اُسے اور اس
سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے
آزاد فرمایا۔

(الخطيب عن ابن عباس رضي الله عنهما).

غلامان زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللہ عزوجل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے۔ فاطمہ چھڑانے والی آتش جہنم سے نجات دینے والی)۔

" صلى الله على ابيها وعليها وبعلها وابنيها وبارك وسلم ".

امیر المومنین عمر لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکے ہوئے تھے

حدیث ﴿238=178﴾:

إِنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رِضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا أُمَّ كُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَتْ تَحْتَهُ فَوَجَدَهَا تَبْكِيْ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكِ ؟ فَقَالَتْ: يَا أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا الْيَهُوْدِيُّ تَعْنِيْ كَعْبَ الْأَحْبَارِ يَقُوْلُ: إِنَّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا شَاءَ اللّٰهُ. وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ رَبِّيْ خَلَقَنِيْ سَعِيْدًا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى كَعْبٍ فَدَعَاهُ، فَلَمَّا

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین مولی علی وبتول رضی اللہ عنہم کو بلایا تو انہیں روتے پایا سبب پوچھا فرمایا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! یہ یہودی کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اجلہ آئمہ تابعین وعلمائے کتابین واعلم علمائے توراۃ سے ہیں۔ پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے۔ شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انہیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا برسنائے نازک مزاجی تھا

جَاءَهُ كَعْبٌ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يَنْسَلِخُ ذُوالْحَجَّةِ حَتّٰى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا مَرَّةً فِي الْجَنَّةِ، وَمَرَّةً فِي النَّارِ؟فَقَالَ: يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّا لَنَجِدُكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، تَمْنَعُ النَّاسَ أَنْ يَقْتَحِمُوا فِيهَا فَإِذَا مِتَّ لَمْ يَزَالُوا يَقْتَحِمُونَ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ .(1)

"وحسبنا اللّٰه ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه رب عمر الجليل".

"ابن سعد في طبقاته وأبو القاسم بن بشران في أماليه عن سعد الجاري مولى عمر رضي اللّٰه عنه".

کہ لازمہ شاہزادی ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے، خدا کی قسم! بے شک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہو پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا یہ کیا بات کبھی جنت میں کبھی نار میں عرض کی یا امیر المومنین قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے۔

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچانا دافع بلا کا ہے کو ہوا۔

(1)(أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرىٰ ۳/ ۳۳۲ وذكره الحافظ في الفتح ملي = =

فاروق اعظم فرماتے ہیں زمین کے مالک ہم ہیں

حدیث ﴿239=179﴾:

معانی الآثار امام طحاوی میں ہے:

"حدثنا بن مرزوق قال ثنا أز هر السمان عن بن عون عن محمد قال:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَنَا رِقَابُ الْأَرْضِ .(1)	یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین کے مالک ہم ہیں۔

عثمان غنی سے استعانت فرمانا

حدیث ﴿240=180﴾:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ يَسْتَعِينُهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ بِعَشْرَةِ آلَافِ دِينَارٍ. (2)	یعنی جب حضور اقدس ﷺ نے غزوہ تبوک کیلئے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا۔ مسلمانوں پر بہت حالت تنگی وعسرت تھی اس باب میں حضور اقدس ﷺ نے امیر المؤمنین عثمان غنی

= = كتاب الفتن بباب :الفتنة التي تموج كموج البحر ٣ /٥٠ وعزاه إلى الخطيب في الرواة عن مالك ، والمتقي في كنز العمال ٢/٧٩٣ (٣٥٧٨٧)، وعزاه إلى ابن سعد وبن بشران في أماليه .

(1) أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار بباب :احياء الأرض الميتة ، ٣/٢٧٠(٣٩٨).

(2) (أخرجه ابن عدي في الكامل ١/٣٦ على ترجمة : إسحاق بن إبراهيم ،وأبو نعيم في فضائل الخلفاء الراشدين ٧٣،وابن عساكر في تاريخه ٣٩/٦٥، والمتقي في كنز العمال ٣/٣٨ و عزاه إلى ابن عدي والدارقطني وأبو نعيم في فضائل الصحابة و ابن عساكر .

رضی اللہ عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد
چاہی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دس ہزار
اشرفیاں حاضر کیں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔" ابن عدي والدار قطني وأبو نعيم في فضائل الصحابة رضي الله عنهم عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنهما".

کیوں وہابی صاحبو! غیر خدا سے استعانت شرک تو نہیں۔ ﴿ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ کے کیا معنی کہتے ہو۔

حدیث ﴿241=181﴾:

ایک مصری نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِذٌ بِكَ مِنَ الظُّلْمِ. امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا:

عُذْتُ مَعَاذًا. تو نے بچی جائے پناہ کی پناہ لی۔

ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا۔ پناہ لینے والوں نے امیر المومنین کی دوہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو بچی جائے پناہ فرمایا۔

مگر تتمہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبیدار تھے۔ یہ فریادی مصری

عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا، صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دو معزز و کریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار اُس نے بدلہ لینا شروع کیا اور امیر المومنین فرماتے جاتے ہیں مارو دو کریموں کے بیٹے کو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہے ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اُس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اب ہاتھ اُٹھا لے۔

جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے) اُنہوں نے کیوں نہ دادرسی کی بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا، اُس سے میں عوض لے چکا، امیر المومنین نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

مُذْ كَمْ تَعَبَّدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا ؟(1)	تم لوگوں نے بندگانِ خدا کو کب سے اپنا غلام بنا لیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔

ابن عبدالحکم عن أنس رضي الله عنه.

---

(1)(أخرجه أبو القاسم ابن عبد الحكم في فتوح مصر وأخبارها ١٨٣، وذكره السيوطي في جامع الكبير ٢٥/٢٧٠، ٢٧١، والمتقي في كنز العمال ١٢/٣٣٠ وعزاهما إلى ابن عبد الحكم.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط کہ فریاد کو پہنچو

حدیث ﴿182=242﴾:

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں ایک سال مدینہ طیبہ میں قحط عظیم پڑا، اس سال کا "عام الرمادۃ" نام رکھا گیا۔ یعنی ہلاکت وتباہی جان ومال کا سال۔

امیر المومنین نے عمرو بن عاص کو مصر میں فرمان بھیجا یہ شقہ ہے، بندہ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن عاص کے نام۔

سَلَامٌ اَمَّا بَعْدُ فَلَعَمْرِيْ يَا عَمْرُو اَمَا تُبَالِيْ إِذَا شَبِعْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ اَنْ اَهْلِكَ اَنَا وَمَنْ مَّعِيَ، فَيَاغَوْثَاهُ ثُمَّ يَاغَوْثَاهُ يُرَدِّدُ قَوْلَهُ.

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم! اے عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں، کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہوجائیں اے فریاد کو پہنچ اے فریاد کو پہنچ۔

اور اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب حاضر کیا یہ عرضی بندہ خدا امیر المومنین کو عمرو بن عاص کی طرف سے:

اَمَّا بَعْدُ فَيَا لَبَّيْكَ ثُمَّ يَا لَبَّيْكَ وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِعِيْرًا اَوَّلُهَا عِنْدَكَ وَآخِرُهَا عِنْدِيْ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ تمام منزل ہائے دور دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔

یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں سب پر اناج تھا امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرما دیئے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے دیا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت کھاؤ۔ چربی کھاؤ کھال کے جوتے بناؤ۔ جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔

یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی امیر المومنین حمد بجالائے۔

" ابن خزيمة في صحيحه والحاكم في المستدرك والبيهقي في السنن عن أسلم مولى عمر رضي الله عنه ، وابن عبدالحكم ، واللفظ له ، عن الليث بن سعد ".(1)

وہابیہ کے نزدیک مولیٰ علی خدائی بول رہے ہیں

حديث (243=183):

حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ،حضور کے نائب کریم علی المرتضیٰ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

---

(1) أخرجه ابن خزيمة في الصحيح ۴/۶۸(۲۳۶۷)، والحاكم في المستدرك ۱/۴۰۵، و في نسخة ۱/۵۴۳ (۱۴۷۷)، والبيهقي في السنن الكبرى ۶/۳۵۴،۳۵۵ (۱۲۷۹۵،۱۲۷۹۶)، وابن سعد في طبقات الكبرىٰ ۳/۳۱۰ ، وأبو القاسم ابن الحكم في فتوح مصر وأخبارها ۱۷۷،۱۷۸، وذكره المتقي في كنز العمال ۱۲/۶۰۹،۶۱۰ (۳۵۸۸۹) ، و ۱۳/۶۹،۶۵ (۳۵۹۰۲)، لفظ له .

وقال الحاكم :هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه .

إِنِّيْ لَأَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَكُوْنَ ذَنْبٌ أَعْظَمُ مِنْ عَفْوِيْ أَوْ جَهْلٌ أَعْظَمُ مِنْ حِلْمِيْ أَوْ عَوْرَةٌ لَا يُوَارِيْهَا سَتْرِيْ أَوْ خَلَّةٌ لَا يَسُدُّهَا جُوْدِيْ.(1)	بے شک مجھے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اُس کی بخشش میں تنگی کرے۔ کہ میں نہ بخش سکوں، یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں۔ یا کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا کسی حاجتمندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔

ابن عساكر عن مجالد عن الشعبي عن علي كرم الله تعالى وجهه .

وہابیو! دیکھا تم نے محبوبانِ خدا کا احسان اُن کا غفران ان کی حاجت برآری اُن کی شان ستاری "اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِفَضْلِهِمْ وَعَفْوِهِمْ وَحِلْمِهِمْ وَجُوْدِهِمْ وَكَرَمِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، آمین۔

حدیث (244=184):

فرماتے ہیں کرم اللہ وجہہ:

مَا أَدْرِيْ أَيُّ النِّعْمَتَيْنِ أَعْظَمُ عَلَيَّ مِنَّةً	بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں میں

---

(1) (أخرجه الخطيب في تاريخه ۱/۳۸۸ وابن عساكر في تاريخه ۵۱۷/۴۲ وذكره المتقي في كنز العمال ۱۱/(۳۶۳۶۴)) .

مِنْ رِبِي رَجُلٍ بَذَلَ مُصَاصَ وَجهِهِ إِلَيَّ فَرَآنِي مَوضِعًا لِحَاجَتِهِ وَأَجْرَى اللّٰهُ قَضَاءَهَا أَوْيُسْرَهُ عَلَى يَدِي وَلَأَنْ أَقْضِي لِأَمْرِيءٍ مُسْلِمٍ حَاجَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَلَاءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَفِضَّةً .(1)

کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے میرے رب کی طرف سے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو روا ہونا اس کی آسانی میرے ہاتھ پر رواں فرمائے یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرمادوں۔

أبو الغنائم النرسي في كتاب قضاء الحوائج عنه رضي الله تعالى عنه .

حسان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو شفا دی

حديث (185=245):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى .

حسان نے کافروں کی ہجو کی تو شفا دی، شفا لی

رواه مسلم عن أم المؤمنين رضي الله عنهما (1).

(1)(ذكره السيوطي في جامع الكبير ۱۸/۳۲(۳۴۷۴۱) ، والمتقي في كنز العمال ۵۹۷/۶ (۱۷۰۴۹) ، وعزاه إلى أبو الغنائم النرسي .

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ، في فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه (۲۴۹۰) ، و البيهقي في السنن الكبرى ۲۳۸/۱۰، وفي الدلائل ۵۰/۵ .۵۱ ، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ۳۰/۲ .۳۱(۲۲۲۸) والطبراني في الكبير ۳۸/۴ (۳۵۸۴) وابن عساكر في تاريخه ۲۰۱/۴ .۲۰۳ وعبد الغني المقدسي في أحاديث الشعر ۱۷(۱۹) .

حدیث ﴿246=186﴾:

جب کفار قریش نے شان اقدس وارفع حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں اشعار گستاخی بکے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حکم جواب ہوا انہوں نے جواب دیا حضور نے ناکافی پایا پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا اُن کا جواب بھی پسند خاطر اقدس نہ آیا۔

پھر حسان رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا انہوں نے کفار کی ہجو کہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ شَفَيْتَ يَا حَسَّانُ وَاشْتَفَيْتَ. (1) اے حسان! تم نے شفا دی، اور شفا لی۔

ابن عساكر عن أبي سلمة بن عبدالرحمن رضي الله عنهما.

حدیث ﴿247=187﴾:

حسان رضی اللہ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر آئے۔

ام المومنین نے ان کے لئے مسند بچھوائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے گزارش کی آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ "وَقَدْ قَالَ: مَا قَالَ" ام المومنین نے فرمایا:

إِنَّهُ كَانَ يُجِيْبُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَشْفِيْ صَدْرَهٗ مِنْ أَعْدَائِهِ. یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعدا سے سینہ اقدس کو شفا دیتے۔

ابن عساكر عن عطاء بن أبي رباح [يقول: دخل حسان بن ثابت على عائشة]. (2)

---

(1)(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ۲۹۲/۴ .۲۹۳ ،وذكره المتقي في كنز العمال ۳۴۲/۱۲ (۳۶۹۵۸).

(2)(أخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده ۲۴۱/۳ (۱۲۴۴)، وابن عساكر في تاريخه ۲۹۱/۴ ،وذكره المتقي في كنز العمال (۳۶۹۵۵).

اسلام کو انصار نے پالا

حدیث ﴿248=188﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

• أَكْرِمُوْا الْأَنْصَارَ فَإِنَّهُمْ رَبَّوْا الْإِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفَرْخُ فِي وَكْرِهٖ .

انصار کی عزت کرو کہ انہوں نے سلام کو پالا ہے۔ جس طرح پرند کا پٹھا آشیانے میں پالا جاتا ہے۔

والدارقطني في الأفراد والديلمي عن أنس رضي الله عنه . (1)

(1) أخرجه الديلمي في الفردوس ۱/۷۵ (۲۲۳)، وابن الجوزي في الموضوعات ۲/۳۹، وابن عراق في تنزيه الشريعة المرفوعة ۲/۳، والسيوطي في اللآلي ۱/۴۳۳، وذكره المتقي في كنز العمال ۹/۴ (۳۳۷۲۴)، وعزاه إلى الدارقطني في الأفراد والديلمي وابن الجوزي في الواهيات .

قلت: وفيه وليد بن محمد الموقري، وهو متهم .

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے اور حاجتیں روا فرماتے ہیں:

حدیث ﴿249=189﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ لَيَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرِيْلَ لَا تُجِبْهُ فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ صَوْتَهٗ وَ إِذَا دَعَاهُ الْفَاجِرُ، قَالَ يَا جِبْرِيْلُ: اَقْضِ حَاجَتَهٗ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ صَوْتَهٗ.

بے شک بندہ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل وعلا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے اس کی دعا قبول نہ کر، میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اور جب فاجر دعا کرتا ہے۔ رب جل جلالہ فرماتا ہے اے جبریل اس کی حاجت روا کردے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔

ابن النجار عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه (1)

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے، حاجتیں روا فرماتے ہیں۔ دین وہابیت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

---

(1) (ذكره السيوطي في جامع الكبير ٧/٣٨٥ (٦٥٢٣)، وعلي المتقي في كنز العمال ٢/٨٥، و ٣٢٠ (٣٢٦١)، و (٤٩٠٥)، وعزاه كلاهما إلى ابن النجار.

حدیث ﴿250=190﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً مُوَكَّلِيْنَ بِأَرْزَاقِ بَنِيْ آدَمَ قَالَ لَهُمْ أَيُّمَا عَبْدٍ وَجَدْتُمُوْهُ جَعَلَ الْهَمَّ هَمًّا وَاحِدًا فَضَمِّنُوْا رِزْقَهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَبَنِيْ آدَمَ وَأَيُّمَا عَبْدٍ وَجَدْتُمُوْهُ طَلَبَهُ فَإِنْ تَحَرَّى الصِّدْقَ [الْعَدْلَ] فَطَيِّبُوْا لَهُ وَيَسِّرُوْا وَإِنْ تَعَدّٰى [إِلٰى غَيْرِ] ذٰلِكَ فَخَلُّوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يُرِيْدُ ثُمَّ لَا يَنَالُ فَوْقَ الدَّرَجَةِ الَّتِيْ كَتَبَهَا لَهُ. (1)

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر مؤکل ہیں انہیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے کوایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا ہو رہا ہے۔ آسمان وزمین وانسان سب کو اس کے رزق کا ضامن کردو یعنی بے طلب ہر طرف سے اُسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کیلئے اس کا رزق پاک وآسان کردو اور جو حد سے بڑھے اُسے اُس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اُس کیلئے لکھ دیا ہے۔

للترمذي الأكبر الإمام في النوادر.

متواضعوں کے رتبے فرشتہ بلند کرتا ہے اور متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے

حدیث ﴿251=191﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

---

(1)(أخرجه أبو عبد اللّٰه الحكيم الترمذي في النوادر الأصول ٢٩٥، وفي نسخة: ٤/٣٧، وذكره المتقي في كنز العمال ٤/٢٧ (٩٣٢١)، عزاه إلى الحكيم الترمذي.

مَلَكٌ قَابِضٌ عَلٰى نَاصِيَتِكَ فَإِذَا تَوَاضَعْتَ لِلّٰهِ رَفَعَكَ وَ إِذَا تَجَبَّرْتَ عَلَى اللّٰهِ قَصَمَكَ... وَمَلَكٌ قَائِمٌ عَلٰى فِيْكَ لَا يَدَعُ الْحَيَّةَ تَدْخُلَ فِيْ فِيْكَ .	ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوئے ہے جب تو اللہ عزوجل کے لئے تواضع کرے تجھے بلندی بخشتا ہے اور جب تو اس پر معاذ اللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کر دیتا ہے اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ سانپ کو تیرے منہ میں نہیں جانے دیتا۔

ابن جرير عن كنانة العدوي رضي الله عنه، هذا مختصر.(1)

سانپ سے فرشتہ بچاتا ہے

دیکھو! متواضعوں کو فرشتہ بلند قدری دیتا ہے، متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے اور کیوں صاحبو! یہ فرشتہ جو منہ کی حفاظت کر رہا ہے دافع البلا تو نہ ہوا، شاید دفع بلا اس کا نام ہوگا کہ وہ چھوڑ دے کہ سانپ تمہارے منہ میں گھس جائے۔

فرشتہ نگہبانی کرتا ہے

حدیث ﴿252=192﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ ابْنَ آدَمَ لَفِيْ غَفْلَةٍ مِمَّا خَلَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ...وَيَبْعَثُ إِلَيْهِ مَلَكًا آخَرَ فَيَحْفَظُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ. (2)	آدم زاد اُس کام سے غافل ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے۔

(1)أخرجه ابن جرير في تفسيره، الرعد ١١، ٧/٣٥٠.

(2)أبو نعيم في حلية الأولياء ٣/١٩٠ وذكره ابن كثير في تفسيره، الإنشقاق ١٩ ==

ابنا أبو حاتم والدنيا وأبو نعيم عن جابر رضي الله عنه هذا مختصر.

حدیث فرماتی ہے کہ تمام دنیا کے آنکھ کان گوشت پوست، صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

حدیث (253=193):

صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ اِثْنَتَانِ وَأَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَ خَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا... الحديث.(1)

جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ آکر اس کی صورت بناتا، کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈیاں خلق کرتا ہے۔

انہیں کی دوسری روایت میں ہے:

يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ قَالَ: زُهَيْرٌ حَسِبْتُهُ قَالَ: الَّذِي يَخْلُقُهَا.(2)

فرشتہ آکر اس پر گرتا ہے راوی نے کہا میرے خیال میں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ جو اُسے خلق کرتا ہے۔

= ٣/٣٠= وعزاه إلى ابن أبي حاتم، والسيوطي في الدر المنثور رقم ٩٢، ٧/٣٠٠، وعزاه إلى ابن أبي الدنيا في ذكر الموت، وابن أبي حاتم وأبو نعيم في الحلية).

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ٢/٣٣٢(٢٦٤٥)، والطحاوي في مشكل الآثار ٣/ ٢٧٩، والطبراني في الكبير ٣/١٧٨(٣٠٤٢)، والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٤٢٢ (١٥٣٠١).

(2)(أخرجه مسلم في الصحيح ٢/٣٣٢(٢٦٤٥).

انھیں کی تیسری روایت میں ہے:

إِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا بِإِذْنِ اللّٰهِ.... الحديث. (1)

بے شک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے۔ جب اللہ تعالی چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ باذن الٰہی کچھ خلق کرے۔

طبرانی کی روایت میں ہے:

إِنَّ النُّطْفَةَ إِذَا اسْتَقَرَّتْ فِي الرَّحِمِ فَمَضَى لَهَا أَرْبَعُونَ يَوْمًا... جَاءَ مَلَكُ الرَّحِمِ فَصَوَّرَ عَظْمَهُ وَلَحْمَهُ وَدَمَهُ وَشَعْرَهُ وَبَشَرَهُ.(2)

نطفے کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گزر جاتا ہے فرشتہ کہ رحم پر موکل ہے آ کر اس کی ہڈیوں ،گوشت،خون،بال اور کھال کی تصویر کرتا ہے

حدیث فرماتی ہے کہ سب کے بدن میں جان فرشتے کی ڈالی ہوئی ہے

حدیث (194=254):

صحیحین بخاری ومسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بچے کا مادہ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں گوشت کی بوٹی، جب تین چلے گزر لیتے ہیں:

ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ (3)[هذا لفظ مسلم].

اللہ تعالی اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے۔

---

(1)(أخرجه مسلم في الصحيح ٢/٣٣٣(٢٦٤٥).

(2)(أخرجه الطبراني في الكبير ٣/١٧٦ (٣٠٤١).

(3)(أخرجه البخاري في الصحيح،في بدء الخلق(٣٠٣٦)،وفي الأنبياء (٣١٥٤) = = =

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾(1) اللہ ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہے۔

اور فرماتا ہے جل وعلا:

﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ﴾(2) کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے۔

اللہ کے سوا یہاں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نام پاک ماحی ہے یعنی کفر وشرک کے مٹانے والے صلی اللہ علیہ وسلم وہ خود صحیح حدیثوں میں فرما رہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکھ، کان، گوشت، استخوان بال، کھال، خون خلق کرتا ہے۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتہ کے ہاتھ سے ہو کر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے، شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا والعیاذ باللہ رب العلمین ۔

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اتنا ہی فرما کر چپ ہو رہے تھے:

﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾(3) میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

= = وفي التوحيد (٧٠٤٢)، ومسلم في الصحيح ٢/٣٣٢، و أحمد في مسنده ١/٣٨٢ (٣٦٢٣)،و ٤٣٠ (٤٠٩١)،و أبو داود في السنن (٤٢٠٨)،والترمذي في الجامع (٢٣٣٧)، والطيالسي في مسنده ٣٨ (٢٩٨)،والحميدي في مسنده ١/٢٩ (٤٦)، وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله ١٧٦ (٣٠٦)، و أبو نعيم في الحلية ٧/٣٢٥،و٨/٢٥٨،والبيهقي في السنن الكبرى ٧/٣٤١ و١٠/٢٤٦،و في الشعب ١/٢٠٦ (١٨٧) ،وغيرهم .

(1)[آل عمران ٦]

(2)[الفاطر ٣]

(3)[مريم ١٩]

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بنی بیٹوں کی خلق تصویر ہو رہی ہے۔

احمق جاہلو! اپنے سسکتے ایمان کی جان پر رحم کرو یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مٹانا خدا جانے تمہیں کن بُرے حالوں پہنچائے گا مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے۔

فرشتے نیک بات کی توفیق دیتے ٹھیک راستے پر قائم رکھتے ہیں

حدیث ﴿195=255﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ، اَیَّدَ اللّٰهُ [عُمَرَ] بِمَلَکَیْنِ یُوَفِّقَانِهٖ وَیُسَدِّدَانِهٖ فَاِذَا اَخْطَاَ صَرَفَاهُ حَتّٰی یَکُوْنَ صَوَابًا۔ (1)

[الدیلمي عن أبي بکر الصدیق وأبي هریرة رضي الله عنهما].

اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بے شک عمر نبی کر کے بھیجا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اُسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو وہ فرشتے عمر کو اُدھر سے پھیر دیتے ہیں، تا کہ عمر سے حق ہی صادر ہو۔ رضی اللہ عنہ

---

(1)(أخرجه الدیلمي في الفردوس ۳/۳۱۷ (۵۰۱۷)، وذکره المتقي في کنز العمال ۱۱/۵۸۱ (۳۲۷۶۱) لفظ له، وأحمد في فضائل الصحابة ۱/۳۲۸ (۶۷۲)، عن عقبة بن عامر، بلفظ "لو لم أبعث فیکم لبعث عمر بن الخطاب". وابن عدي في الکامل ۳/۱۰۴۳، وفي نسخة ۳: /۱۵۵، ونحوه، عن بلال بن رباح، أخرجه ابن عدي في الکامل ۳/۷۰۴، وفي نسخة ۳: /۲۲۱، وفي الباب عن أبي سعید الخدري کما في مجمع الزوائد ۹/۶۸ (۱۴۴۳۳) وقال: رواه الطبراني في الأوسط وفیه عبد المنعم بن بشیر وهو ضعیف.

حدیث ﴿256=196﴾:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک عمر کا اسلام عزت تھا اور اُن کی ہجرت فتح ونصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔

خدا کی قسم! ہم گرد کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گرد کعبہ معظمہ نماز ادا کی:

وَإِنِّي لَأَحْسَبُ بَيْنَ عَيْنَيْ [عُمَرَ] مَلَكًا يُسَدِّدُهُ.

اور بے شک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے۔

کہ انہیں راستی و درستی دیتا ہے اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ۔ رضی اللہ عنہ

ابن عساکر وقد بعضہ أواخر الباب الأول بتخریج اخر غیر محدود .(1)

حدیث ﴿257=197﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إِذَا جَلَسَ الْقَاضِيْ فِيْ مَكَانِهِ هَبَطَ عَلَيْهِ مَلَكَانِ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ وَيُرْشِدَانِهِ

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اُترتے ہیں کہ وہ اُسے راستی دیتے

---

(1)اخرجہ ابن ابي شيبة في المصنف ٦/٣٥٤،٣٥٥،واحمد في فضائل الصحابة ١/٢٤٧(٣٠١)،والطبراني في الكبير ٩/١٦٣(٨٨٢٣)،وابن عساكر في تاريخه ٤٤/٢٧،و٨٠،و٤٤/٣٧٤،ذكره المتقي في كنز العمال ٤/٥٩٩ (٣٥٨٤٩). وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٨٢ :رواه الطبراني من طرق وفي بعضها عاصم بن ابي النجود وهو حسن الحديث، وبقية رجالهما رجال الصحيح ، وبعضها منقطع الإسناد ورجالها ثقات .

مَا لَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ. (1)

توفیق بخشتے سیدھی راہ چلاتے ہیں، جب تک حق سے میل نہ کرے جہاں اُس نے میل کیا فرشتوں نے اُسے چھوڑا اور اُڑ گئے۔

البيهقي عن ابن عباس رضي الله عنهما.

حديث ﴿258=198﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اُسی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و تمجید و توحید کرتا رہتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اُس کے پاس آ کر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی:

أَنَا الْيَوْمَ أُونِسُ وَحْشَتَكَ وَأُلَقِّنُكَ حُجَّتَكَ وَأُثَبِّتُكَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَأُشْهِدُكَ مَشَاهِدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَشْفَعُ لَكَ إِلٰى رَبِّكَ وَأُرِيكَ مَنْزِلَكَ مِنَ الْجَنَّةِ.

آج میں تیرا جی بہلا کر تیری وحشت دور کروں گا میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا

---

(1) أخرجه البيهقي في السنن ٣/٨٨، (٣١٥٤)، وابن سمعون في أماليه ٢٢٨-٢٢٩(٢٢٢)، وتمام في فوائده (٣٠١) وفي روض البسام بترتيب وتخريج فوائد تمام ٣/٢٢، ٢٣(٩٠١) والخطيب في تاريخه ٨/٤٢٧ و ٣/٩١، وفي تلخيص المتشابه في الرسم في ترجمة يحيى بن يزيد الأشعري، (٣٥٩)، والرافعي في التدوين في أخبار قزوين ٣/٥٠. وإسناده ضعيف.

ابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج وأبو الشيخ في الثواب عن الإمام جعفر الصادق عن أبيه عن جده رضي الله عنهم وكرم وجوههم .(1)

حدیث (199=259):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"بے شک میں کتاب اللہ میں ایک سورت تیس آیتوں کی پاتا ہوں جو اُسے سوتے وقت پڑھے، اللہ عزوجل اس کیلئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بلند کرے:

وَيَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَبْسُطُ عَلَيْهِ جَنَاحَهُ وَيَحْفَظُهُ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ[شَيْءٍ] حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَهِيَ الْمُجَادِلَةُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ، وَهِيَ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾....[سورة الملك]. (2)	اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ اپنا بازو اس پر کشادہ رکھے جب تک سو کر اُٹھے وہ فرشتہ اُسے ہر برائی سے محفوظ رکھے وہ سورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اُس کی قبر میں جھگڑے گی۔ وہ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ہے۔

الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنهما.

---

(1)(أخرجه ابن أبي الدنيا في قضاء الحوائج ٨٦(١٥ 1) وفي اصطناع المعروف ٦ (١٧٣) والختلي في الديباج ٣٣(٣٧) وابن الجوزي في البر والصلة ٢٧٣(٣٣٧).
قلت: فيه: محمد بن مجيب وهو متروك.

(2)(أخرجه الديلمي في الفردوس١/٩٥، وذكره السيوطي في الدر المنثور، الملك، ٨/٢٣٣، والمتقي في كنز العمال ١/٣٥٣(٢٧٠٨).

مسلمان سے غیبت دفع کرنے پر فرشتہ آتش دوزخ سے اُس کا نگہبان ہے

حدیث ﴿260=200﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ یَعِیْبُهٗ بَعَثَ اللّٰهُ لَهٗ مَلَكًا یَحْمِیْ لَحْمَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ. (1)

یعنی جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیٹھ پیچھے برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اُس منافق سے اس مسلمان کی حمایت کرے اللہ عزوجل اس کیلئے ایک فرشتہ بھیجے کہ آتش دوزخ سے اُس کے گوشت کو بچائے۔

أحمد وأبو داود عن معاذ بن أنس رضي الله عنه.

---

(1)(أحمد في مسنده ٣ /٤٤١ ،وابن المبارك في الزهد ٢٣٩(٦٨٦) ، وأبو داود في السنن ،في الأدب(٤٨٨٣)،والبخاري في تاريخ الكبير ١/٣٧٧ ،والبغوي في شرح السنة ١٠٥/١٣(٣٥٢٧) ،وابن شاهين في الترغيب ٢٣٨(٥٠١)، والطبراني في الكبير ٢٠/١٩٤(٤٣٣)،و في مكارم الأخلاق ٢٦ (٣٩) ،وأبو نعيم في الحلية ٨/١٨٨،و في صفة النفاق ونعت المنافقين ١٣٦، ١٣٧(٣٥) ،وأبو عبد الله الدقاق في مجلس رؤية الله ٢٥، ٢٦ (٣) ،و ٢٩٣(٦٧٠)،وابن بشران في أماليه ٣٥، ٣٦(٤٣) و ٢٩٣ (٦٧٠) ، والبيهقي في الشعب ٦/١٠٩ (٧٦٣١)،وابن عساكر في تبيين كذب المفتري ٣٢٧، ٣٢٨، وابن أبي الدنيا في الصمت ١٥١(٢٣٨)،و في ذم الغيبة والنميمة(٥٠) ، والمزي في تهذيب الكمال ٣/٢١٥۔

قلت :قال زهير الشاويش والأرناؤط : فيه :اسماعيل بن يحيى المعافري لم يوثقه غير ابن حبان و باقي رجاله ثقات .

حضرت جعفر طیار کو جبریل امین نے جنت میں زیادہ مرتبہ عطا کیا

حدیث (201=261):

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

رَأَيْتُ جَعْفَرًا مَلَكًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ تَدْمَى قَادِمَتَاهُ وَرَأَيْتُ زَيْدًا دُونَ ذَلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ زَيْدًا دُونَ جَعْفَرٍ [فَأَتَاهُ جِبْرَائِيلُ فَقَالَ] فَقَالَ جِبْرَائِيلُ إِنَّ زَيْدًا لَيْسَ بِدُونِ جَعْفَرٍ، وَلَكِنَّا فَضَّلْنَا جَعْفَرًا لِقَرَابَتِهِ مِنْكَ.

میں نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اُڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

ابن سعد عن محمد بن عمر و بن علي، مرسلا (1).

طلحہ رضی اللہ عنہ کو جبریل امین قیامت کے ہر ہول سے بچالیں گے

حدیث (201=262):

طلحہ بن عبید اللہ "أحد العشرة المبشرة" رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ:

---

(1) ابن سعد في الطبقات الكبرى ٣٨/٤، وابن عساكر في تاريخه ٢٩٩/١١، وذكره المتقي في كنز العمال ٢٧٥/١١ (٣٣٢٠٣).

بروزِ اُحد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا، کہ مشرکین سے آڑ ہو گئی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دست مبارک سے ارشاد فرمایا:

هٰذَا جِبْرِيْلُ يُخْبِرُنِيْ اَنَّهٗ لَا يَرَاكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ هَوْلٍ اِلَّا اَنْقَذَكَ مِنْهُ.(1) [ابن عساكر رضي الله عنه.]

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ! وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے، اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔

حدیث ﴿263=203﴾:

جب امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ابو لولوہ مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمٰن بن عوف سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں)۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا اے باپ میرے! بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں، امیر المومنین نے فرمایا مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو بٹھائے گئے ارشاد فرمایا علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا تو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں داخل ہو گا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے

---

(1)(أخرجه الطبراني في الكبير ١/١١٢ (٢١٣)، وابن مخلد في حديثه عن شيوخه [مجموع فيه عشرة أجزاء حديثية ٢٣٩](٥٩)، والمقدسي في المختارة (٨٦)، وأبو نعيم في الحلية ٣٧٣/٤، ٣٧٤، وابن عساكر في تاريخه ٢٥/٧٠،٧١).

اُس پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فضیلت خاص عثمان کیلئے ہے یا ہر مسلمان کے لئے فرمایا خاص عثمان کیلئے۔

طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے؟۔

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مرکب سے گر گیا تھا۔

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے، اور جنت لے یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا۔

زبیر رضی اللہ عنہ کے چہرے کو جبریل امین دوزخ کی اُڑتی چنگاری سے محفوظ رکھیں گے

يَا طَلْحَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ فِيْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى اُنْجِيَكَ مِنْهَا.

اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا، یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔

زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے۔

یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابو عبید اللہ (زبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا جب سے تو جھل رہا ہے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر جھل رہا ہوں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اُذُبَّ عَنْ وَجْهِكَ شَرَرَ جَهَنَّمَ.

یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا۔ یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اُڑتی چنگاریاں دور کردوں گا۔

سعد بن ابن وقاص کو کیا کہیں گے؟

میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ بار اُن کی کمان چلہ باندھ کر انہیں عطا کی اور فرمایا تیر مار تیرے قربان میرے ماں باپ۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا "خدا تیرے دنیا کام بنادے تیری آخرت تو خود میرے ذمہ ہے"

عبدالرحمٰن بن عوف کو کیا کہیں گے؟

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے۔ دونوں صاحبزادے رضی اللہ عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے؟ کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے اس پر عبدالرحمٰن بن عوف حیس (کہ خرمائے برآوردہ کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَفَاكَ اللّٰهُ اَمْرَ دُنْيَاكَ فَاَمَّا آخِرَتَكَ فَاَنَا لَهَا ضَامِنٌ.

اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کردے اور تیری آخرت کا معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں

معاذ بن المثنى في زيادات مسند مسد د، والطبراني في الأوسط، وأبونعيم في

فضائل الصحابة، وأبو بكر الشافعي في الغيلانيات، وأبو الحسن بن بشران في فوائده، والخطيب في تلخيص المتشابه، وابن عساكر في تاريخ دمشق، والديلمي في مسند الفردوس عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما.(1).

امام جلیل جلال سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سندہ صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ہشت مسئلہ

آٹھ مسائل پر مشتمل

اقامت بیٹھ کر سننا، کیفیت رفع یدین، وضع الیدین، بسم اللہ آہستہ کہنا، آمین آہستہ کہنا، جلسہ استراحت، وتر تین رکعت ہیں، نماز کے بعد دعا۔

افادات:

محدث کبیر مناظر اسلام

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

---

(1)(أخرجه الطبراني في الأوسط ۳/۲۸۷ (۳۱۷۲)، والديلمي في الفردوس ۵/۳۰۱ (۸۵۵۳)، وأبو نعيم في فضائل الخلفاء الراشدين ۱۴۹ (۲۳۲)، والخطيب في تلخيص المتشابه ۶۵ (۴۴)، وابن بشران في فوائده ۲۱، ۲۲، وابن عساكر في تاريخه ۱۸/۳۹۳، وذكره السيوطي في جامع الأحاديث الكبير ۲۸/۳۶۱، ۳۶۲.

وذكره المتقي في كنز العمال ۱۱/۷۹۹ (۳۳۳۷۳)، و ۱۳/۲۲۳ (۳۶۷۳۹) و عزاه كلاهما إلى معاذ بن المثنى في زيادات مسند مسدد، وأبو نعيم في فضائل الصحابة، وأبو بكر الشافعي في الغيلانيات، وأبو الحسين بن بشران في فوائده والطبراني في الأوسط، والخطيب في تلخيص المتشابه، وابن عساكر، والديلمي. وقال وسنده صحيح.

تکملہ کاملہ:

وصل اول کی طرف پھر عود کرنا والعود احمد

أَعِدْ ذِكْرَ وِإِنَّ لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ (1)

بازہوائے چمنم آرزوست جلوہ سرو دسمنم آرزوست

پھر اٹھا ولولہ یاد بیابان حرم پھر کھنچا دامن دل سوئے مغیلان حرم

اللہ اللہ! اس حدیث صحیح کے پچھلے جملے نے پھر وصل اول یعنی اعادیث حاضر محبوب اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش شوق سینے میں بھڑکا دی۔ کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے، ہر پھر کر وہیں کا وہیں رہا چاہے۔

بلکہ واللہ! یہ کتا اپنے پیارے کریم مالک کے در اطہر سے ہٹا ہی نہیں انبیاء کے دروازے پر جائے تو انہیں کا گھر ہے اولیاء کے یہاں آئے تو انہیں کا در ہے ملائکہ کی منزلوں پر گزرے تو انہیں کا گھر ہے۔

کوئی اور ان کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

بندہ ات غیرت برد کے بود غیرت رود

صد وچیں تکبر وہم شاہ آں ایواں توئی

(1) عمدة القاري ۲/۳۲۳ وروح المعاني ۱/۳۰۳ وفيه: أعد ذكر نعمان لنا ... إلخ

عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان بہشتی کی ضمانت فرمائی

حدیث (264=204):

نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خوش دل پایا عرض کی یا امیر المومنین اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں ہم نے عرض کی اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو ہم نے عرض کی ابوبکر صدیق کا حال بیان کیجئے، فرمایا یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا، تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی عمر بن خطاب کا حال فرمائیے، فرمایا یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاروق رکھا۔ انہوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ: "الٰہی! عمر بن الخطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔

ہم نے عرض کی عثمان کا حال کہیے، فرمایا:

ذٰلِكَ اِمْرَءٌ تُدْعٰى فِى الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى ذَاالنُّوْرَيْنِ كَانَ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِبْنَتَيْهِ ضَمِنَ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ.

یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ و بزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم ﷺ کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے۔ سرور اکرم ﷺ نے اُن کیلئے جنت میں ایک

مکان کی ضمانت فرمائی۔

خیثمة والـلالـكـائي والعشاري في فضائل الصديق وابن عسـاكر عنه عن علي كـرم الـلّـه تـعالى وجهه،ورواه عنه ابو نعيم قال سألنا عليا عن عثمان رضي الله عنهما ذاك امرء فذكره . (1)

حدیث (205=265):

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اُس نے عذر کیا پھر فرمایا انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور اب وہ گھر میرا ہے:

فَهَلْ اَنْتَ اٰخِذُهَا بِبَيْتٍ تَضْمَنُ لِيْ فِي الْجَنَّةِ.	کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔
قَالَ نَعَمْ.	فرمایا! ہاں
فَاَخَذَهَا مِنْهُ وَضَمِنَ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاَشْهَدَ لَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ.	حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں اُن کیلئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور

(1)(اخرجه ابو نعيم في معرفة الصحابة/١/٨٣(٢٣٠)، واللالكائي في السنة ٧/١٢٩٥، وابن عساكر في تاريخه٣٩ /٢٨،٢٧ ،وابن الأثير في أسد الغابة ١/٤٥١، وذكره المتقي في كنز العمال ١٣ /٣٥ (٣٦٧٨١)،و(٣٦٢٩٨)، وعزاه إلى خيثمة واللالكائي والعشاري في فضائل الصديق .

مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کرلیا۔

أحمد والحاكم في فضائل عثمان،عن سالم بن عبدالله بن عمر رضي الله عنهم.(1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا چشمہ عثمان غنی کے ہاتھ بیچ ڈالا

حدیث ﴿266=206﴾:

کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے، یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا بنی غفار سے ایک شخص کی ملک میں ایک شیریں چشمہ مسمی بیر رومہ تھا۔ وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

بِعْنِيهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ — یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔

عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے، مجھ میں طاقت نہیں یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟. (2) — یارسول اللہ کیا جس طرح حضور اُس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اُس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے۔

قَالَ: نَعَمْ. فرمایا، ہاں۔

---

(1)(أخرجه أحمد في فضائل الصحابة (٦٤٧)، وابنه في فضائل عثمان ٣٥ (٨) .

(2)(أخرجه الطبراني في الكبير ٣١/٢، ٣٢(١٢٢٦)، وابن عساكر في تاريخه ==

عرض کی میں نے بیر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

الطبراني في الكبير وابن عساكر عن بشير رضي الله عنه.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت عثمان غنی کے ہاتھ بیچ ڈالی

حدیث ﴿267=207﴾:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجَنَّةَ مَرَّتَیْنِ... یَوْمَ رُوْمَةَ وَیَوْمَ جَیْشِ الْعُسْرَةِ.

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو بار نبی ﷺ سے جنت خرید لی، بیر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔

الحاكم وابنا عدي وعساكر عنه رضي الله تعالى عنه. (1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو جنت دینا اپنے ذمے کر لیا

حدیث ﴿268=208﴾:

کہ حضور مالک جنت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لَكَ الْجَنَّةُ عَلَيَّ يَا طَلْحَةُ غَدًا

کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ پر ہے

= = مدينة ٣٩/٧١. وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٣/٣١٨ رواه الطبراني في الكبير وفيه: عبد الأعلى بن أبي المساور، وهو ضعيف.

(1)(أخرجه الحاكم في المستدرك ٣/١٠٧، وفي نسخة ٣٠/١١٥(٤٥٧٠)، وأبو نعيم في الحلية ١/٥٨، وابن عدي في الكامل ٢/٣٤٣، لفظ له، وابن عساكر تاريخه ٣٩/٧٢، ٧٣).

ابو نعیم فی فضائل الصحابة عن أمیر المؤمنین رضی اللہ تعالی عنه .(1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نیک بندے کیلئے جنت کی ضمانت فرمائی

حدیث (269=209):

صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لِحَیْیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.[وفی روایة عنه]: مَنْ تَوَکَّلَ لِیْ...تَوَکَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ. [وفی روایة عنه] مَنْ یَّتَکَفَّلْ لِیْ...اَتَکَفَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ. (2)

جو میرے لئے اپنی زبان وشرم گاہ کا ضامن ہوجائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اُس کیلئے جنت کا ضامن ہوں۔

امام الوہابیہ علیہ ما علیہا اپنے مقر کو پہنچا۔

(1)(أخرجه الطبرانی فی الأوسط ۳/۲۸۷ (۳۱۷۲) وأبو نعیم فی فضائل الخلفاء الراشدین ۱۸۲، وذکره المتقی فی کنز العمال ۱۱/۲۹۵، وعزاه إلی أبو نعیم).

(2)(أخرجه البخاری فی الصحیح ۲/۹۵۹(۷۰۹) و (۲۳۲۲) والترمذی (۲۴۰۸) وأحمد فی مسنده ۵/۳۳۳ (۲۲۸۷۴)، وابن حبان فی الصحیح ۱۳/۸ (۵۷۰۱)، والحاکم فی المستدرک ۴/۳۹۹ (۸۰۱۵)، وأبویعلی فی مسنده ۱۳/۳۹۲ (۷۵۵۵) والبیهقی فی السنن ۸/ ۲۸، وفی الشعب ۴/۲۳۵، و۳۶۰، وفی نسخة:۳۹۲/۸ (۹۳۴۸)، وابن عبد البر فی التمهید ۵/۷۳، وفی الإستذکار ۸/۵۶۵).

وفی الباب عن جابر بن عبد اللہ ،المعجم الصغیر للطبرانی ۲/۴۷، وابی هریرة ، المسند لأبی یعلی۱۱/۶۳ ، وغیرهما .

امام الوہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی جانتا ہے

اب یہ حدیثیں کسے دکھائیں کہ او بے بصر، بدزبان، تیرے نزدیک تو وہ کسی چیز کے مختار نہیں اُن کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے، نہ اُس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اپنی جان تک کے نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ دوسرے کا تو کیا کرسکیں اللہ کے یہاں کا معاملہ اُن کے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں کسی کی حمایت نہیں کرسکتے۔ کسی کے وکیل نہیں بن سکتے"۔

ان حدیثوں کو سوجھ کر وہ بتملیک الٰہی عزوجل جنت کے مالک، کارخانہ الٰہی کے مختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کردیتے ہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ومختار، ورنہ فضولی ہے۔ جس کا قصد فضول اور عقد بے کار۔

الحمد للہ! اہل حق کے نزدیک نبی ﷺ کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالک جنان بلکہ مالک جہان ہیں، اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کامل، ہاں گمراہ بددین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب ﷺ کو معاذ اللہ فضولی محض مانے۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾(1)

حدیث کہ شنبہ کو علی الصبح کسی حاجت کی تلاش میں جائے نبی ﷺ اُس کی حاجت روائی کے ذمہ دار ہیں

حدیث ﴿270=210﴾:

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

---

(1) [الشعراء ۲۲۷]

مَنْ بَكَّرَ يَوْمَ السَّبْتِ فِيْ طَلَبِ حَاجَةٍ فَأَنَا ضَامِنٌ بِقَضَائِهَا. [أبو نعيم عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما. (1)]	جو شنبے کے دن تڑکے سے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اُس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔

حضرت سیدی نظام الحق والدین محبوب الٰہی سلطان اولیاء قدست اسراہم کی نسبت لوگ کہتے ہیں: " بعد جمعہ جو کیجئے کام اس کے ضامن شیخ نظام ". وہابی اسے شرک کہتے ہیں وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ﴿271=211﴾:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قبل بعثت حضور پر نور سید عالم ﷺ یمن کو تاجرانہ جاتے تھے۔ ایک پیر مرد عسکلان بن عواکن کے یہاں قیام فرماتے وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال پوچھتے۔ تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا کسی نے تم پر تمہارے دین میں خلاف کیا یا انکار کرتے۔ جب بعد بعثت اقدس گئے، پیر مرد نے کہا میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمہارے لئے تجارت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا ان پر اپنی کتاب اُتاری۔ وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں، حق کا حکم دیتے اور اُس کے فاعل ہیں، باطل سے منع کرتے اور اُس کے مبطل ہیں وہ ہاشمی ہیں اور تم اے عبدالرحمٰن! اُن کے ماموں، جلد پلٹو اور اُن کی خدمت وتصدیق کرو اور یہ اشعار میری طرف سے اُن کی بارگاہ والا میں پہنچاؤ۔

چند اشعار در بارہ تصدیق۔ رسالت واظہار شوق وعذر پیرانہ سالی واستعانت سرکار عالی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کہے ازاں جملہ یہ دو شعر۔ ـــــ

---

(1) (أخرجه أبو نعيم في تاريخ أصبهان ۱/۳۴۱، والديلمي ۳/۵۱۹(۵۶۲۰)، وابي =

جب کہ میں دور اور حاضری سے معذور ہوں تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں

إِذَا أَتَــاكَ بِـــالـدِّيَـــارِ بَـعُـدْ   فَـأَنْـتَ حِـرْزِيْ وَمُسْتَـرَاحِـيْ

فَـكُـنْ شَـفِـيْـعِـيْ إِلَـى مَـلِـيْـكٍ   يَـدْعُـوْا الْـبَـرَايَـا إِلَـى الْـفَلَاحِ

جب کہ شہروں کو دوری کے فاصلہ نے بعید کر دیا۔ تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میرے شفیع ہوں، اُس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے گزارش کیا۔

انہوں نے فرمایا یہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا۔

تم اُن کے حضور حاضر ہو، یہ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں۔ جس کے لئے خیر کی امید ہے، کہو کیا خبر ہے؟۔

انہوں نے عرض کی کیسی، فرمایا: پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے۔

وہ امانت ادا کرو سنتے ہو، اولاد حمیر خواص مومنین سے ہیں۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی مسلمان ہوئے۔ پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُبَّ مُؤْمِنٍ بِيْ وَلَمْ يَرَنِيْ وَمُصَدِّقٍ بِيْ وَمَا شَهِدَنِيْ أُولٰئِكَ إِخْوَانِيْ حَقًّا. (1)

یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے (ایسے ہیں) جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری

= طاهر السلفي في الجزء الثامن من المشيخة البغدادية (٣٥)، وفي كنز العمال ٥٢٠/٦ (٢٨٨٣) لفظ له .

(1)(اخرجه ابو نعيم في الدلائل ١/١٨٦،١٨٧، وابن عساكر في تاريخه ٢٥١/٣٥ ==

تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس
حضوری حاصل نہ ہو سکی یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔
کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کیلئے تو اضعافرمایا۔

وصلى الله على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين . آمين .

کتبـــه:

عبده المذنب

أحمد رضا البريلوي عفى عنه.

بمحمد ن المصطفى النبي الأمي ﷺ

تخريج

أحقر العباد

محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی عفی عنه .14\2\2010.

بانی و ناظم اعلی: دار القلم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان۔

= =۲۵۳ وذكره الحافظ في الإصابة ٣٦/٥، ٢٧ ، والمتقي في كنز العمال ٢٢٧/٣ إلى ٢٢٩ (٣٦٢٩٠) لفظ له .

مُونال پبلی کیشنز کی دیگر کتب












